ترتیل وتدویر

کی

خوش الحانی

مولف

خادم القراءۃ والتجوید قاری ومقری محمد صدیق صاحب سانسرودی فلاحی

دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت، گجرات، الھند

www.KitaboSunnat.com

لجنة القراء

دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت، گجرات، پن کوڈ-۳۹۴۱۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : ترتیل وتدویر کی خوش الحانی

مؤلف : خادم القراءۃ والتجوید قاری ومقری محمد صدیق صاحب سانسرودی فلاحی

ناشر : لجنۃ القراء دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر، سورت، گجرات، ۳۹۴۱۷۰

طباعت : باراول (۱۰۰۰) ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۱۴ء

ملنے کا پتہ : لجنۃ القراء دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر، سورت، گجرات، ۳۹۴۱۷۰

Lajnat-ul-Qurra

Darul Uloom Falah-E-Darain P.O. Tadkeshwar

Ta. Mandwi Dist. Surat Gujarat India 394170

Mo. 98798 25967 Mo. 98794 64947

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لجنة القراء کی اہم مطبوعات

(۱) المیسرہ فی أصول القراءات العشرو إجراءھا بطریق الطیبة

(۲) فتح الرحمٰن فی شرح خلاصة البیان

(۳) فن تجوید وقراءت مکالمات کے آئینہ میں

(۴) القول الجمیل فی مد التأذین والتکبیر

(۵) توضیح الوقف حاشیہ جامع الوقف

(۶) قرآن کریم اور خوش الحانی

(۷) رہبر تجوید

(۸) الفوائد المحبیہ

(۹) مقالہ : بہ عنوان تجوید وقراءت کے اسباب زوال اور نشأۃ ثانیہ

(۱۰) الیسر (شرح طیبۃ النشر)

(۱۱) توضیح المرام وکاشف الابہام

(۱۲) خطبۂ استقبالیہ

(۱۳) ترتیل وتدویر کی خوش الحانی

Lajnat-ul-Qurra

Darul Uloom Falah-E-Darain P.O. Tadkeshwar

Ta. Mandwi Dist. Surat Gujarat India 394170

Mo. 98798 25967 Mo. 98794 64947

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	فہرست کتاب	۱
۲	پیش لفظ	۳
۳	آغاز کتاب	۶
۴	نبی ﷺ کی حکمت عملی کا ثمرۂ معجزانہ	۱۱
۵	وجوہ اعتراض	۱۴
۶	اعتراضات کا تفصیلی جائزہ	۱۵
۷	اصحاب ترتیل کے اس طریقۂ کار کی حکمت	۱۷
۸	جراحی کا حسین طرز عمل	۱۸
۹	لہجے ومقامات ایک فن	۲۲
۱۰	ترتیل کے موجودہ انداز کو عجمی انداز کا الزام	۳۱
۱۱	نفس ترتیل کا انکار بوجہ خروج عن الحدود	۳۳
۱۲	تحسین قراءت کی دو قسم	۳۵
۱۳	ایک بڑا ہی نپا تلا تجزیہ	۴۱
۱۴	بیان حافظؒ میں قاریٔ قران کی چار قسمیں	۴۳
۱۵	محل نظر مرکزی نقطہ	۴۵
۱۶	تطییب قلبِ مؤمن کیلئے خوش الحانی ریا نہیں	۵۰
۱۷	علوم اسلامیہ میں اختصاص	۵۳
۱۸	مثالی خوش الحان قراء	۵۵
۱۹	خوش الحانی میں مقناطیسی طاقت ہے	۵۶
۲۰	زبان وقلم کی بے اعتدالی ایک المیہ	۵۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۲۱	یہ سوتیلا پن کیوں؟	۵۸
۲۲	فکر کو تعصب کا گرہن	۵۹
۲۳	ترتیل کا ثبوت	۶۰
۲۴	سراغ لگائیں!	۶۵
۲۵	ترتیل صاحبِ شریعت ﷺ سے	۶۵
۲۶	درد کا جائزہ اور مرض کی تشخیص	۶۸
۲۷	اجزاء خوش الحانی	۷۲
۲۸	تحسین قراءت کے دو انداز	۷۳
۲۹	ہمارا موقف	۷۴
۳۰	مرور ایام، اسباب میں اضافہ و ترقی کا باعث	۷۶
۳۱	تدویر میں اصول شکنی	۷۹
۳۲	سرے سے خوش الحانی کا انکار	۸۲
۳۳	شاید یہ بات غلط نہ ہو	۸۴
۳۴	اصحابِ ترتیل سے اپیل	۸۸
۳۵	ایک انکشاف	۹۲
۳۶	خوش الحانی پر ایک اور اعتراض اور اس کا جائزہ	۹۳
۳۷	خوش الحان قاری سے قراءت	۱۰۱
۳۸	کاش کہ فکر مثبت ہوتا	۱۰۴
۳۹	پھر کیا یہ المیہ نہیں	۱۰۵
۴۰	تطییب قلب مومن عبادت ہے	۱۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

علم تجوید کا یہ ایک مشہور ومعروف مسئلہ ہے کہ تلاوت وقراءت کی باعتبار رفتار تین قسمیں ہیں، ترتیل، تدویر، حدر، نیز ان میں افضلیت سے متعلق اختلاف دور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے چلا آرہا ہے جس کو کتب فن میں بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔

نیز تلاوت وقراءت میں خوش الحانی وتحسین کا شرعاً مستحب ہونا یا منشأ نبوی ﷺ سے ہونا بھی کوئی امر مخفی نہیں بلکہ ابتداء اسلام ہی سے اس کی ترغیب کا قولاً وعملاً ہر طرح اہتمام کیا گیا ہے چنانچہ از آں دم تا ایں دم امت محمد یہ ﷺ میں اس کی تعمیل برابر جاری ہے۔

لیکن احکام شرعیہ میں امر خوش الحانی سے متعلق بھی جہاں ایک بہت بڑا طبقہ حدود ودائرہ شرعی کی حرمت وعظمت کا پاس ولحاظ رکھتا ہے اور ضبط واتقان کو خوش الحانی پر ترجیح دیتا ومقدم رکھتا ہے، وہیں ایک طبقہ وہ بھی ہے جو خوش الحانی پر اپنی تمام تر توجہ وقوت صرف کر دیتا اور حدود وقواعد، ضبط واتقان کو ثانوی درجہ میں خیال کرتا ہے اور خوش الحانی میں کھو جا کر تجوید وقراءت کے بہت سے بند کے ٹوٹ جانے کی بھی پرواہ نہیں کرتا ہے، خصوصاً دور حاضر کا یہ ایک بڑا المیہ ہے اور اس سے قراءت کی اقسام ثلثہ مذکورہ میں سے کوئی قسم یا کوئی درجہ محفوظ نہیں، چنانچہ جسطرح ترتیل کے چند اصحاب کو یہ مرض لاحق ہے وہیں اصحاب تدویر کو بھی یہ جراثیم لگے ہوئے ہیں اور وہ بھی اس سے محفوظ نہیں۔ بنابرایں یہ خوش الحانی مختلف انداز سے تنقید وتبصرہ کا مورد بنی ہوئی ہے اور علمی طبقہ اس میں بُری طرح الجھا ہوا ہے یا زبردست الجھن کا شکار ہے۔

(۱) چنانچہ کوئی نفس خوش الحانی ہی کا منکر ہو گیا کہ خوش الحانی ترتیل میں ہو یا تدویر وحدر میں جائز ہی نہیں لہذا تلاوت وقراءت خوش الحانی ولہجوں سے بالکل عاری ہونی چاہئے (حالانکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کسی طرح ممکن نہیں) کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

(۲) تو ایک طبقہ ہے جو ساری آزادیوں کے باوجود خوش الحانی کا مؤید ہے اور ضبط واتقان کے مرکزی نقطہ کو کما حقہ ملحوظ نہیں رکھتا۔

(۳) ادھر علمی زمرے میں ایک تعداد ان لوگوں کی بھی ہے جو خوش الحانی کی رعایت میں قید وبند کے ٹوٹ جانے اور حدود کے تجاوز والے غیر جائز انداز کو تدویر میں تو نظر انداز کرتا اور روا رکھتا ہے لیکن وہی حد تجاوزی اگر ترتیل میں ہوتی ہے تو اپنے بڑے تیقظ وبیداری کا ثبوت دیتا ہے

(۴) ایک جماعت ایسے لوگوں کی بھی ہے جو ترتیل میں ہونے والی غیر جائز خوش الحانی کا صرف انکار ہی نہیں کرتی بلکہ اس میں شدت اختیار کرتے ہوئے نفس ترتیل ہی کی منکر ہے اور دعوی کرتی ہے کہ ترتیل ثابت ہی کہاں ہے؟ دور قدیم اور ہمارے اسلاف میں ترتیل تھی ہی نہیں یہ تو دور حاضر کی پیداوار ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۵) کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مشاق وخوش الحان قراء اپنی مشق کو سنوارنے، گلے کو بنانے اور لہجات میں کمال ودرک کیلئے جس قدر محنت کرتے اور اپنے آپ کو کھپاتے ہیں یہ تکلف اور زائد از ضرورت ہے۔

غرض یہ کہ علمی طبقہ اور مثقف برادری بھی اس باب میں افراط وتفریط کی شکار ہے اور راہ اعتدال کی ضرورت مند ہوگئی ہے جس کی وجوہ بنیادی سے ایک یہ ہے کہ فی زمانا علم تجوید وقراءت کو دیگر علوم کی طرح اصحاب علم کی توجہ حاصل نہیں یا بہت کم اور مدارس عربیہ کا ایک بڑا اور ذہین طبقہ دیگر علوم میں مصروفیت کی وجہ سے اس کو پڑھتا ہی نہیں جبکہ ہمارے اسلاف کرام دیگر علوم کے ساتھ ساتھ علم تجوید وقراءت کو بھی حاصل کرتے اور اس میں مہارت وبصیرت رکھتے تھے۔

اور کچھ بندے پڑھتے بھی ہیں تو درجۂ بصیرت تک پہونچنے کی ہمت نہیں کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ وہ ہیں جو اس فن کی دو چار کتاب پڑھ لیتے ہیں مگر مشقِ مشاقی اور خوش الحانی کا ذوق نہیں رکھتے۔

تو ایک تعداد ان لوگوں کی ہے جو حسن الصوت ہونے کی وجہ سے خوش الحانی کا ذوق تو رکھتے ہیں مگر اسی کا بن کے رہ جانے کی وجہ سے کتب فن کو ان کا حق دینے سے قاصر رہتے ہیں ظاہر ہے ایسے حضرات سے فن کی صحیح ترجمانی اور صحیح تشریح مشکل ہے بلکہ کچھ بندگان خدا ان مذکورہ کوتاہیوں کے باوجود اس کی شرح کا شوق رکھتے اور اپنی رائے کو حرف آخر باور کرانیکی کوشش کرتے ہیں جبکہ کسی ایک فن میں برسوں بتانے کے بعد بھی اس کا صاحب رای ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

غرض یہ کہ خوش الحانی سے متعلق علمی زمرہ بھی افراط وتفریط میں مبتلا ہے لہذا ضرورت ہے کہ حافظ ابن حجرؒ، امام نوویؒ، امام شافعیؒ جیسے اکابر کی صحیح و نپی تلی ومعتدل رائے کی طرف اس کا رخ موڑا جائے اور ان کی قائم فرمودہ راہ اعتدال کی طرف اس طبقہ کی رہبری کی جائے، جو ناشی بلا دلیل اعتراض وا لجھنوں کے باب میں علمی زمرہ کی تسلی وتشفی کا باعث بنے، اسی مقصد نیک سے بتوفیق الٰہی یہ چند سطور سپرد قرطاس کرنے کی کوشش کی گئی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے کرم سے اس کو شرف قبول عنایت فرمائے۔ آمین۔

ازمؤلف : محمد صدیق سانسرودی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِيْ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ من خلق وعقل وعلم وحلاوة النطق أو الصوت الحسن وغيره والصلاة والسلام على الرحمة المهداة الذى قال حسنوا القران بأصواتكم فإن الصوت الحسن يزيد القران حسنا، وقال اقرؤوا القران بلحون العرب وأصواتها وإياكم ولحون أهل الفسق ولحون أهل الكتابين وعلى آله وأصحابه وأئمة دينه أجمعين۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مذہب اسلام ایک فطری وطبعی مذہب ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے احکام وفرامین اور اس کی تعلیمات ورہبری میں فطرت انسانی کی ہمیشہ رعایت ہوتی ہے اور اس کے مقتضیات ومطالبات کبھی خلاف طبیعت وغیر فطری نہیں ہوتے، ہاں! مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جب کسی فطرت وطبیعت میں سلامتی کا فقدان ہوتا ہے تو اسے احکام اسلامیہ خلاف طبیعت معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی بیمار کا ذائقہ جب بوجہ مرض گڑبڑ ہو جاتا ہے تو نمکین چیز بھی پھیکی لگتی ہے یا لذیذ وخوش ذائقہ چیز کی لذت کا اسے احساس نہیں ہوتا، ظاہر بات ہے ایسی بیمار فطرت محتاج علاج ومعالجہ ہوتی ہے، بہر حال اسلام نے تو اپنے احکام میں فطرت انسانی کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے البتہ فطرت کے گڑبڑا جانے پر اس کے مرض کا علاج بھی کیا ہے مگر فطرت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا، چنانچہ قبل از اسلام اور بعثت نبوی ﷺ سے پہلے یہ انسانیت جب اپنی فطرت سے منحرف ہونے لگی اور فطرت انسانی کی چول اپنی جگہ سے ہٹنے لگی جس کے نتیجہ میں خلاف فطرت اعمال وافعال کی وجہ سے دنیا میں فساد ہونے لگا اور امن وامان رخصت ہونے لگا تو اللہ رب العزت نے انسانیت کی اس زبوں حالی پر ترس کھاتے ہوئے رحمۃ للعالمین ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے بڑی حکمت عملی وفراست سے اسے اپنی فطرت کی طرف واپس فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل اس انسانیت کوایک حادثہ یہ پیش آتا ہے کہ قبل از اسلام یہ انسان جب ہموم وغموم کے ازدحام سے بوجھل ہوجاتا تو خلاصی ونجات یا فطری وقلبی تسکین کی خاطر یا طبیعت کوفرحت وسرور بخشنے کے ارادہ سے گانوں میں کھو جاتا اور موسیقی کی خوبصورت مگر مضمون ومفہوم سے عاری آوازوں میں اپنے اوقاتِ عزیز کے صرف کرنے بلکہ ضائع کرنے کو عافیت خیال کرتا اور اگر وہ آوازیں بامعنی بھی ہوتیں تو اس کا حاصل معاشقہ یا فسق وفجور ہوتا جس سے اخلاقیات وانسانیت کا جنازہ نکلا جارہا تھا، پاکیزہ فطرت گندی ہوتی جارہی تھی اور دوسری طرف حسن الصوت وخوش گلو مرد وعورت اصحابِ ثروت کے یہاں اپنی اس عظیم وموہوب من اللہ، جنتی نعمت کو چند کوڑیوں کے بدلے گروی رکھ رہے تھے اور چند سکوں کے عوض شراب وکباب اور فسق وفجور کی محفلیں گرمارہے تھے یا کسی کے انتقال پر مصنوعی غم وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے مجلس نوحہ سجاتے تھے۔

اس طرح بہت سے بندگانِ خدا اپنے اوقاتِ عزیز کو تسکینِ خواہشات میں ضائع کرتے، کئی خوش گلو بندے ربِ کریم کے اس عطیہ سے قربِ خداوندی حاصل کرنے کے بجائے صحیح مصرف معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو رحمت الٰہی سے کوسوں دور کرلیتے غرض یہ کہ اس بیچارے کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اس کے پاس ایسا کیمیا ہے کہ ابھی حسنِ صوت کو مرضی رب کے مطابق استعمال کرنا شروع ہی کرتا ہے کہ وہ رحمتِ خداوندی وتوجہاتِ ربانی کا مرکز بن جاتا ہے اور اللہ رب العزت کا کان اسے سننے کیلئے کشاں کشاں اس کی آواز کے آلگتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس عطیہ سے قربِ خداوندی کے کتنے منازل طے کرلیتا ہے۔

اور یہ صرف اُسی دورِ جاہلیت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آج کی اس ترقی پذیر کہی جانے والی دنیا میں بھی بہتیرے لوگوں کا یہ دعوی ہے اور اس پر مستقل کتابیں لکھی جارہی ہیں کہ زندگی میں سب سے حسین وبہترین لمحات وہ ہوتے ہیں جن میں انسان گانے اور موسیقی سنتا ہے اور جیسا کہ شیخ عائض القرنی حفظہ اللہ نے لکھا ہے "کہ مغرب کے بہت سے مصنفین میوزک وموسیقی کو خوشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ومسرت کے عمدہ اسباب میں سے قرار دے رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ رنج وقلق اور صدمہ وغم کو دور کرنے میں موسیقی کا بڑا ہاتھ ہے" اور ہم دیکھتے بھی ہیں کہ انسانیت کی بڑی تعداد ہے جو باجے اور ہارمونیم کے ساتھ چلتی ہے، ایک بڑی تعداد اپنے مکانات کی طرح گاڑیوں حتی کہ رکشے وٹریکٹر میں بھی اس کی سی ڈی ساتھ لے کر چلتی ہے اور احساسِ تنہائی کو ختم کرنے یا رنج والم وٹینشن کو دور کرنے اور فرحت وشادمانی کی تلاش کے حسین عنوان سے اچھا خاصا وقت اس موسیقی کی نذر کر دیتی ہیں تو بندگان خدا میں ایک تعداد ان کی بھی ہے جو انسانیت کی ایسی بیمار فطرت سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے اور فسق وفجور، عشق ومحبت، فحاشی وعریانی کے حیا سوز گانوں کو موسیقی کی تزیین کے ساتھ گا کر اس مخمور انسانیت سے اربوں کھربوں روپیہ لوٹ رہی ہے۔

قربان جایئے رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات اقدس پر! کہ آپ نے اولاً فطرتِ انسانی کا احساس فرمایا کہ یہ خوش آوازی کی دلدادہ ہے اور حسین وجمیل میٹھی ومدھور یا پرسوز وحزین آواز سے محظوظ ہونا یا اس سے تلذذ یہ تو انسان کی طبیعت وفطرت میں ہے حتی کہ ایک بچہ بھی خوبصورت آواز کی لذت کا احساس رکھتا ہے اور وہ بھی اس کے حسن پر جھومتا اور لطف اندوز ہوتا ہے اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ جانور بھی عمدہ وحسین آواز سے طرب ووجد میں آجاتا ہے، مست وبے خود ہو جاتا ہے بلکہ حضرت داود علیہ السلام کی آواز سے نباتات وجمادات کا جھوم اٹھنا ومحظوظ ہونا بھی کتب تفاسیر میں محرر ہے غرض یہ کہ بلا کسی تفریق ہر انسان کی طبیعت میں خوش آوازی کا شوق اور ترنم کا ذوق ہے، چنانچہ جہاں کوئی قاری، گویا یا شعر خواں اپنی جاذب وپرکشش آواز میں کچھ پڑھتا وگاتا ہے تو کان اس کی طرف بے ساختہ وبلا اختیار کھنچتا ہے، طبیعت وجد میں آجاتی ہے، فطری تسکین وتسلی کا سامان اس میں پاتا ہے، چنانچہ جب نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکت نے یہ محسوس فرمایا کہ یہ تو انسان کی طبیعت کا جزو لاینفک ہے لہذا اس سے یکسر روکا نہیں جاسکتا، تو آپ ﷺ نے بڑی حکمت عملی سے اس کا امالہ فرمایا اور اس بھولی بھٹکی انسانیت کو راہِ مستقیم دکھاتے ہوئے آواز جیسی عظیم دولت بلکہ نسخۂ کیمیا کی قدر وقیمت سے آگاہ فرمایا کہ حسنِ صوت کا یہ عظیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ اتنے معمولی مقصد کیلئے نہیں ہے بلکہ اس نسخۂ کیمیا کے صحیح استعمال سے ان ذیلی مقاصد کے علاوہ ہدایت، معرفت، رضائے الٰہی وقربِ خداوندی جیسے عظیم مقاصد کو بھی بڑی سہولت سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ اولاً آپ ﷺ نے غیر سلیم وغیر فطری خوش آوازی یعنی گانے بجانے اور فسق وفجور پر مشتمل شاعری جو رحمتِ خداوندی سے دور کرنے والی تھی اس سے فطرت وطبیعت کی تسکین کو ناجائز وغیر شرعی قرار دیا لیکن دوسری طرف تسکین فطرت کیلئے اس کے بدل ہی نہیں بلکہ نعم البدل کے طور پر قرآن کریم کو حسنِ صوت وخوش گلوئی کا مصرف قرار دیا اور فرمایا: زینوا القرآن بأصواتکم، حسنوا القرآن بأصواتکم تو کبھی فرمایا: زینوا أصواتکم بالقرآن کہ اگر خوش آوازی سے قرآن کریم کی تزیین ہوتی ہے تو خوش آوازی کی تزیین بھی یہی ہے کہ اسے قرآن کریم میں صرف کیا جائے تو کبھی فرمایا لکل شیئ حلیة وحلیة القرآن الصوت الحسن اور کسی وقت فرمایا الله أشد أذنا للرجل حسن الصوت بالقرآن من صاحب القینة الی قینته حتی کہ ایک موقع پر تو یہاں تک فرمایا لیس منا من لم یتغن بالقرآن وغیرہ وغیرہ۔ حسنِ قراءت میں جہاں فطرت کی تسکین ہے وہیں قرآن کا بیان فکر ونظر کی پاکیزگی اور صلح وخیر سے لبریز اور اس سمندر کا ہر قطرہ معرفت سے بھرپور، اس کی فصاحت وبلاغت معجزانہ، اس کی گفتگو میں بے مثال حلاوت وکشش ہے، غرض یہ کہ اس ساز کو جہاں کسی نے چھیڑا نہیں کہ فطری تسکین کے علاوہ اس کا ظاہر وباطن پاکیزگی سے سرشار ہوجاتا ہے، اسی کو علامہ شاطبیؒ یوں بیان فرماتے ہیں :

وخیر جلیس لا یمل حدیثه وترداده یزداد فیه تجملا

جہاں کوئی اسکی تلاوت کرتا یا سنتا ہے فوراً اپنے ایسے آقا ومالک کے قریب تر ہوجاتا ہے جسکے یہاں وفا ہی وفا اور نفع ہی نفع ہے، قرآن کریم ایک ایسا سنگ ہے جو سارے سنگوں سے بے نیاز کردیتا ہے جسکے بعد کسی کی ضرورت نہیں جو دارین کی فلاح کا ضامن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر یہ کہ مزاجِ انسانی کے اس دھارے کو بدلنے کی غرض سے نبی کریم ﷺ کی اولوالعزم ذات (جسکے عزم کی مضبوطی وقوت کے سامنے پہاڑ بھی گرد ہوا کرتے ہیں) نے اس کو ایک مضبوط مشن وتحریک کی حیثیت عطا فرمائی اور مختلف اسلوب یعنی کبھی ترغیبی تو کبھی ترہیبی انداز سے خوش آوازی کے مصرف کی فہمائش فرمائی، اور مختلف ارشادات عالیہ سے جہاں گانے وباجے کی قباحت وممانعت بیان فرمائی وہیں تسکین قلبی کیلئے خوش الحانی کی راہ دکھلائی بلکہ کبھی کبھی تو امت کے وہ افراد جن کے حصہ میں حسن صوت وخوش آوازی کی دولت آئی تھی ان کے سروں پر اپنا دست شفقت رکھتے ہوئے بغرض تشجیع انہیں دادِ تحسین سے بھی نوازا۔

چنانچہ شمعِ رسالت کے پروانوں نے متعدد ارشاداتِ نبوی ﷺ اور پر تاثیر قولی وعملی ہدایات سے جب منشأ نبوی ﷺ کو پالیا اور مزاجِ شریعت ومطلوبِ خداوندی کو سمجھ لیا پھر کیا پوچھنا تھا؟ بے شمار پروانوں نے اپنی خواہشاتِ نفسانی وشوق کو حکمِ شرعی وفرمانِ نبوی ﷺ کے حوالہ کردیا اور اب گا بجا کر فسق وفجور اور شراب وکباب کی مجالس گرمانے کے بجائے اپنی حسین آوازوں سے کلامِ الٰہی کو زینت بخشنے لگے کہ ارشاد نبوی زینوا القرآن بأصواتکم یا حسنوا القرآن بأصواتکم (فتح الباری) پر عمل ہوسکے، نیز اپنی حسین آوازوں کو زینت قرآنی سے مزین کرنے کو اپنے لئے عز وشرف خیال کرنے لگے کہ زینوا أصواتکم بالقرآن (فتح الباری) پر عمل ہوسکے، تو کئی بندگانِ خدا نے گویوں کی محفلوں کے بجائے مجالسِ قرآنی کو اپنی روحانی ترقی ونورانیت کا عمدہ سبب قرار دیا۔

چنانچہ ایک حسن الصوت قاری جہاں قرآن کریم کی حسین تلاوت سے قرب خداوندی کے منازل طے کرتا اور اس کا سامع تلاوت سن کر اپنی نسبتوں کو رفعت بخشتا اس طرح پورا ماحول حسنِ قراءت وپر تاثیر تلاوت سے رضائے الٰہی کے حصول میں مست نظر آنے لگا، بس صرف فطرت وطبیعت کے مختلف ہونے کی وجہ سے کوئی ترتیلاً تلاوت میں تو کوئی تدویراً تلاوت میں حسن وسوز گھول کر منشأ نبوی ﷺ تک وصول کی کوشش کرتا، جبکہ کئی نیک نفوس نے اس کو من حیث الفن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپناتے ہوئے اپنی خصوصی توجہ وامتیازی محنتوں کا مرکز قرار دیا، جسکے نتیجہ میں دیکھتے ہی دیکھتے حسین وپرتاثیر قراءت ان کا وصف امتیازی اور تشخص وتعارف ہوگیا، خود بھی حزن ودرد سے پڑھتے اور اپنے سننے والوں میں بھی حزن گھول دیتے بلکہ بہت سے اللہ کے دل جلے بندے اس کیفیت سے لطف اندوز ہونے کیلئے ان حسن الصوت قراء سے تلاوت کی درخواست کرتے جس پر یہ خوش گلو قاری جب تلاوت شروع کرتا تو شرکاءِ مجلس یادالٰہی میں ڈوب جاتے اوران پر گریہ طاری ہوجاتا۔

تصور کیجئے! کہ صحبتِ نبوی ﷺ سے اپنے قلب وفکر کو صیقل کیا ہوا جوان جب رات کی پرکیف تاریکیوں میں دل کی گہرائیوں سے اپنی حسین آواز اور ہوش ربا انداز میں کلامِ الٰہی کی تلاوت کرتا ہوگا تو کیسا سماں بندھ جاتا ہوگا ؟

چنانچہ قسامِ ازل سے حسنِ صوت کی امتیازی دولت جن کی قسمت میں لکھی گئی اور لسانِ نبوت ﷺ سے "لقد أوتیت مزمارا من مزامیر آل داود" کی دادِ تحسین جن کو عنایت کی گئی ایسے حضرت ابوموسی اشعریؓ سے خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ بار بار درخواست فرماتے: "ذکّرنا ربّنا یا أبا موسی!" جس پر آپ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور فاروق اعظمؓ بے خود ہوکر زار وقطار رونے لگتے۔

نبی ﷺ کی حکمت عملی کا ثمرۂ معجزانہ

غرض یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبردست حکمتِ عملی سے معاشرہ میں انقلاب پیدا فرمادیا نتیجۂ فسق وفجور اور مئے نوشی کے دلدادہ لوگ حسنِ قراءت کی مجلس کے ان دوچار منٹ کو اپنا عظیم سرمایہ خیال کرنے لگے اور شراب وکباب کی محافل کو اپنی حسین آواز سے کیف ومستی بخشنے والے جوان محفلِ قرآنی میں بے خود کردینے والی قراءت سے مستمعین کے قلوب کی کایا پلٹ دیتے اور یہ نبی ﷺ کی زبردست حکمت عملی کا معجزانہ نتیجہ تھا، کوئی دن کے اجالوں میں تو کوئی رات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندھیریوں میں، کوئی ترتیلاً تو کوئی تدویراً تلاوت کرتا حتی کہ کئی بندگانِ خدا نے اس کو من حیث الفن اپنایا اور اپنی عمدہ صلاحیتوں کو اس میں صرف کیا، شب و روز ایک کرتے ہوئے حسنِ قراءت ہی کو اپنا مرکزِ محنت قرار دیا۔

چنانچہ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس میں خوب اضافہ ہوا، متعدد لہجوں سے قراءت کے حسن کو دوبالا کیا گیا، حتی کہ بعد میں چل کر کچھ ایسے بھی خوش گلو و خوش الحان دنیا میں آئے کہ وہ تحسین کی حرص میں حدودِ تحسین اور ضوابطِ فن کا بھی لحاظ نہ کر سکے اور ان کی خوش الحانی قراءت میں حرفوں کی کمی بیشی، مدود میں مبالغہ وغیرہ کے حوالہ سے اصول کے دائرے سے نکلنے لگی، مگر قربان جایئے! فراستِ نبوی ﷺ پر اور فکر رسول کے اعتدال پر کہ آپ نے صدیوں پہلے اس احتمال و خطرہ کو محسوس فرمالیا تھا لہذا اس کے انسداد و خوش الحانی کے استحباب کو اس طرح بیان فرما گئے کہ دودھ پانی الگ کر گئے، چنانچہ جہاں "زینوا القرآن بأصواتکم" اور "لیس منا من لم یتغن بالقرآن" ارشاد فرمایا وہیں إیاکم ولحون أهل العشق وأهل الکتاب" کی تنبیہ بھی فرمائی۔

نتیجۃً خوش الحان قراء کی بڑی تعداد نے صحیح و غلط خوش الحانی کے مابین کھینچے گئے نبوی خط کا ہمیشہ پاس و لحاظ رکھا اور ترتیلاً تلاوت ہو یا تدویراً راہِ اعتدال سے ہٹنے کو ایک لمحہ کیلئے گوارا نہیں کیا، بلکہ جب کبھی کسی کو ہٹتے پایا تو خوب نکیر بھی کی، اور زبان و قلم سے اس کی خوب تردید فرمائی۔

مگر ان سب کے باوجود ہمارے اس ملک میں کسی زمانہ میں ایک طبقہ وہ بھی رہا جو علی الاطلاق تحسینِ قراءت اور مختلف لہجوں میں کی جانے والی قراءت کا مخالف رہا، اور خوش الحانی ترتیل میں ہو یا تدویر میں انہوں نے اسے کبھی جائز نہیں رکھا، بلکہ ان کی یہ مخالفت کافی شدت اختیار کر گئی (جس کی تفصیل یہاں مطلوب نہ ہونے کی وجہ سے حذف کی جارہی ہے)

تو آج دنیا میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جو ترتیلاً ہو یا تدویراً تلاوت کرتے ہوئے خوش الحانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کھو جا کر دامن اعتدال کو چھوڑ بیٹھا ہے اور شریعت کی معتدل مزاجی کو ملحوظ نہیں رکھتا، ظاہر بات ہے اس کو کوئی صحیح نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی ان کی تائید ہو سکتی ہے

دوسری طرف اس وقت دنیا میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جو تدویراً تلاوت میں تو ہر طرح کی تحسین کو گلے لگا رہا ہے لیکن ترتیلاً تلاوت میں کی جانے والی تحسین وخوش الحانی کو مورد اعتراض قرار دے رہا ہے، اور اصحاب ترتیل (خواہ مصری ہوں یا ان کے ماسوا) پر طرح طرح کی بے بنیاد الزام تراشی کرتا ہے، حتی کہ مخالفت کرتے کرتے یہ حضرات بعض حقائق سے بھی آنکھ بند کر گئے اور دامن اعتدال چھوڑ بیٹھے، بلکہ اعتراض کی عبارت وتعبیر بھی ایسی جو شانِ عالمیت کو زیب نہیں دیتی، چنانچہ کہتے ہیں کہ

(۱) یہ ترتیل تو شعر وشاعری اور شعراء کا انداز ہے جبکہ قران کریم نے ''والشعراء یتبعھم الغاون'' کہہ کر اس سے منع فرمایا ہے۔

(۲) کبھی کہتے ہیں کہ ترتیل کے یہ لہجے تو سب عجمی ہیں عربی نہیں۔

(۳) کبھی اور آگے بڑھ کر یہ بھی سوال کر جاتے ہیں کہ ترتیل متقدمین میں کہاں تھی؟ یہ تو دور حاضر کی پیداوار ہے (حالانکہ درحقیقت ترتیل پر اعتراض اور اس کی یہ مخالفت دورِ حاضر کی پیداوار ہے)

(۴) کبھی کہتے ہیں کہ ترتیل کہاں سے ثابت ہے۔

(۵) کبھی کہتے ہیں کہ اہلِ مصر تو موسیقی واصولِ موسیقی سے لہجے بناتے ہیں وغیرہ۔

ہم رب کریم سے غیبی نصرتوں کی امید کرتے ہوئے اس مختصر گفتگو میں ان ہی چند امور واعتراضات کا جائزہ لیں گے، اور حقائق کا انکشاف کرنے کی کوشش کریں گے (انشاءاللہ) تاکہ موافقت ومخالفت کے دونوں پہلو اجاگر ہوں اور دودھ پانی الگ ہو جائے، اللہ کرے مراد بر آئے اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجوہ اعتراض

اس سے قبل کہ ہم ان اعتراض کا رخ کریں پہلے ان کی لِم ووجہ پر غور کرتے ہیں، چنانچہ اعتراض کی ایک بنیادی واہم وجہ تو یہ معلوم ہورہی ہے کہ دراصل یہ حضراتِ معترضین ایک مرکزی نقطہ کو ملحوظ نہیں رکھ پائے ہیں جس کی وجہ سے صرف ترتیل سے متعلق مختلف شکوک وشبہات کا شکار ہورہے ہیں، وہ نقطہ یہ ہے کہ

اولاً تو حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکت نے بڑے حکیمانہ انداز میں امت کے مزاج اور اس کی فطرت کا امالہ فرمایا ہے اور امت کو گانے بجانے کی غلط راہ سے قرانِ کریم کی نیک راہ کی طرف مائل ومتوجہ فرمایا ہے جس کی تفصیل ہم ماقبل میں کرچکے ہیں۔

ثانیاً آپ ﷺ نے خوش الحانی کی ترغیب میں ترتیل وتدویر کی کوئی تعیین وتخصیص نہیں فرمائی اور نہ ہی دونوں کے مابین کوئی تمیز وتفریق۔ طبائع مختلف ہیں جس کی طبیعت کا میلان جس طرف ہو، اگر کسی کا مزاج ترتیل کا ہے تو وہ اپنے مزاج کی تسکین ترتیل سے کرے اور اگر کسی کا مزاج تدویر کا ہے تو وہ تدویر سے کرے، چنانچہ تحسین قراءت سے متعلق آپ ﷺ کے جس قدر ارشادات ہیں اگر سب کا جائزہ لیں تو کہیں یہ تفریق نہیں ملتی بلکہ آپ ﷺ کے بعد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، حضراتِ محدثین، شراح حدیث، فقہاء کرام وقراءِ عظام سے بھی کہیں یہ تفریق ثابت نہیں ہے اور یہ ممکن بھی نہ تھا، اس لئے کہ کوئی گانے گنگنانے میں ترتیل کی سی سست رفتاری کا مزاج رکھتا ہے تو کوئی تدویر وحدر کی سرعت وتیز رفتاری کا عادی ہے، اب اصل تو ان سب ہی کو گانے، گنگنانے اور موسیقی وباجوں سے قرانِ کریم کی طرف لانا ہے اور ظاہر ہے کہ اولاً تو مزاج کے دھارے کو بدلنا کوئی کارِ سہل نہیں، پھر ترتیل، تدویر اور حدر میں سے کسی ایک کا ہر کسی کو پابند کرنا فطرتِ مختلفہ کے بھی خلاف تھا، اور ہر فطرت ومزاج کی تسکین کسی ایک طریق سے ممکن بھی نہ تھی، تو صرف کسی ایک طریق سے مقصد کیسے برآتا؟ بہرحال یہ وہ مرکزی نقطہ وحکمتِ نبوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کا یہ معترضین خیال نہیں رکھ پائے ہیں۔

اعتراضات کا تفصیلی جائزہ

حضرات معترضین کی طرف سے پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ ترتیل تو شعروشاعری اور شعراء کا انداز ہے جبکہ قران کریم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ دراصل یہ الزام شاید اسلئے ہے کہ اصحاب ترتیل (بالخصوص اہل مصر) مختلف لہجوں میں ترتیلاً تلاوت کرتے ہیں اوران کے یہاں لہجوں کی تعلیم وتفہیم اور مشق وتمرین کا انداز یہ ہے کہ ابتداءً لہجوں کو سیکھنے اوران پر قابو وقدرت پانے کیلئے قالبِ اشعار کا استعمال کیا جاتا ہے، یعنی مقامات مختلفہ مثلاً صبا، نھاوند، عجم، بیّات، سیکا، حجازی، رسّت (جن کا مجموعہ صُنِعَ بِسَحَرٍ ہے) وغیرہ لہجوں کو اولاً اشعار میں جاری کیا جاتا ہے، چنانچہ ابتداءً مطلوبہ لہجہ سے وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں پھر جب کثرتِ مشق سے مطلوبہ لہجہ پر قدرت حاصل ہوجاتی ہے اور لہجہ کی ہر باریکی ونوک وپلک کو سمجھ لیا جاتا ہے تب ان کا مربی انہیں اس کی اجازت دیتا ہے کہ اب ان لہجوں میں قرانِ کریم کی تلاوت کرسکتے ہو، لہذا اس طرزِ کار کی وجہ سے ان پر یہ الزام واعتراض ہے کہ یہ تو شعروشاعری کے لہجے ہیں!؟ اور قرانِ کریم نے اس سے منع کرتے ہوئے ''والشعراء یتبعھم الغاوٗن'' فرمایا ہے۔

لیکن اس اعتراض کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوگا کہ یہ بالکل بے جوڑ بات ہے کیونکہ دراصل یہ لہجے تو قران ہی کے ہیں مگر ابتداءً ان کی مشق وتمرین اوران پر گرفت کی غرض سے صرف قالب اشعار کا استعمال کیا گیا ہے ورنہ یہ لہجے اصل اشعار کے نہیں بلکہ قران ہی کے ہیں پھر قرانِ کریم نے جس شاعری کو منہیات سے قرار دیا ہے قراءت بالترتیل اوراس کے موجودہ انداز کو اس کا مصداق قرار دینا دراصل آیتِ کریمہ کی مراد سے عدمِ واقفیت کی علامت ہے، کیونکہ قرانِ کریم نے جو ''والشعراء یتبعھم الغاوٗن'' فرمایا اس کا پس منظر یہ تھا کہ قرانِ کریم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی معجزانہ تاثیر کا جب کافروں سے کوئی جواب بن نہ پایا تب کہنے لگے : یہ پیغمبر تو شاعر ہے! اور یہ کلام جس کو وہ قران کہتے ہیں وہ تو ان کے ذوقِ شاعری کی پیداوار ہے، اس پر اللہ رب العزت نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والتسلیم کی تصدیق وتوثیق میں فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ خاتم الانبیا ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ "وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ" کہیں فرمایا: "وما ھو بقول شاعر" کہیں "وإنہ لتنزیل رب العالمین" فرمایا، یہ تو رب العالمین کا کلام ہے، حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کو شاعری نہ سکھلائی گئی تھی، نہ ہی آپ کو زیب دیتی ہے، کیونکہ شعراء کیلئے تو کہا گیا ہے "اَکْذَبِ اُو اَحْسَنِ اُو" نیز کلام شاعر تو تخیل، جھوٹ ومبالغہ پر مبنی ہوتا ہے، شاعری وہ ہے کہ کسی کی تعریف کی گئی تو آسمان پر چڑھادیا، مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اس میں جمع کردئے، موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

غرض یہ کہ اللہ تعالی نے شعراء کے طرزِ گفتگو اور کلام کرنے سے متعلق ان کی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: "والشعراء یتبعھم الغاوٗن" ہم بفکرِ انصاف یہ سوچیں! کہ کیا یہ اصحابِ ترتیل شعر گو ہیں؟ کیا اصحابِ ترتیل اپنی قراءت بالترتیل میں جس کلام کی تلاوت کرتے ہیں یہ ان کا اپنا ترتیب دیا کلام ہے؟ اور کیا لہجوں کیلئے مذکورہ طرزِ عمل کے اختیار کرنے سے یہ شعر کہلائیں گے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! متکلم کوئی اور ہے! اور کلام وعبارت کسی اور کی ہے، قاری صرف اپنی خداداد آواز اور لہجوں کے حسین قالب میں ڈھال کر اس کی تاثیر میں اضافہ اور حسن میں دوبالگی کی کوشش کرتا ہے اور اس کیلئے مشق وتمرین کے مقصدِ نیک نیز حرمتِ قرانی کے پاس ولحاظ میں ابتداءً قالبِ شعر کا استعمال کرتا ہے پھر جب یہ غرض حاصل ہوجاتی ہے تو اس کو ترک کرکے قالبِ قران کو اپنی محنتوں کا مرکز بنالیتا ہے۔

کیا اس طرزِ عمل کی وجہ سے کسی قاری یا صاحب ترتیل کو "والشعراء یتبعھم الغاوٗن" کا مصداق قرار دینا صحیح ہوگا؟

لہذا اصحابِ ترتیل کو "والشعراء یتبعھم الغاوٗن" کا مصداق قرار دینا "مارے سر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پھوٹے گھٹنا'' کا مصداق ہے۔

اصحاب ترتیل کے اس طریقۂ کار کی حکمت

بلکہ منصف مزاج اور مثبت فکر ہوتا تو اصحابِ ترتیل کے اس اندازِ کار کو گلے لگایا جاتا کہ ان حضرات نے لہجوں کو سیکھنے اور اس کی مشق کیلئے حرمتِ قرانی کو بجالاتے ہوئے قران کریم کو تختۂ مشق نہیں بنایا بلکہ اولاً قالبِ اشعار کا استعمال اسلئے کیا کہ تلاوتِ قران کریم کیلئے تو ایک خاص انداز اور اس کے مخصوص اصول وضوابط ہیں، حروف مدہ ولین، غنہ ومد، حرکات وسکنات وتشدیدات کا ایک خاص دائرہ وحد ہوتی ہے اس سے تجاوز اور ان میں قطع وبرید یکسر ناجائز ہے اور ان اصول وضوابط کے دائرہ کی پابندی ہر تالی کیلئے نہایت ضروری ہے، خواہ تالی ترتیل کا ہو، تدویر کا ہو یا حدر کا، پھر یہ اصحابِ ترتیل جو اپنی نوعمری میں لہجوں کے باب میں مبتدی ہوتے ہیں جن کو لہجوں ومقامات کے باب کی کوئی معرفت نہیں ہوتی کہ کون سے لہجہ کو کس طرح پڑھا جاتا ہے پھر کس لہجہ کو آواز کا جہر چاہئے! کس کو پستی چاہئے! مواقعِ تحزین کیا ہوتے ہیں؟ اور مواقعِ فرحت وانبساط کیا؟ مواقعِ خطاب یا مواقعِ تنبیہ کا انداز ولہجہ کیا ہوتا ہے؟ بوقتِ مد قراءت کی تحسین وتاثیر کیسے بڑھائی جاتی ہے؟ لہجوں کی نزاکت ونفاست، نوک وپلک کیا ہے؟ پھر کسی بھی عمدہ لہجے کے تڑپا دینے والے وہ خاص اجزاء یا مواقع کیا ہوتے ہیں؟ اور مد جو کہ صفات محسنہ سے ہے تو اس کے حسن میں دوبالگی کیسے آتی ہے؟ وغیرہ یہ وہ امور ہیں جس سے ایک مبتدی نابلد ہوتا ہے ،اب ایسا مبتدی اگر متعدد لہجوں اور ان کی مذکورہ باریکیوں کو سیدھے قرانِ کریم سے سیکھنے سمجھنے اور قرانِ کریم ہی میں ان کے اجراء کی کوشش کرتا تو بوجہ مبتدی ہونے کے جگہ جگہ اصول شکنی ہوتی، عبارت میں قطع وبرید ہوتا، حرکات ومدات کی ادا میں ایسا خلط ہوتا کہ حرکات، مدات میں اور مدات، حرکات میں تبدیل ہوجاتے، غنہ ومد میں کمی بیشی ہوتی اور اس طرح عبارتِ قرانی کے بہت سے الفاظ میں ایسا مسخ ومُثلہ ہوتا کہ اصل لفظ کا سمجھنا مشکل ہوجاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ اشعار کا دائرہ بہت وسیع اور اس کا تحمل امتیازی ہوتا ہے چنانچہ شعر گوئی وشعر خوانی میں بوقتِ ضرورت مذکورہ تمام تر امور کی گنجائش ہے، وزنِ شعر یا ضرورتِ ترنم کیلئے شعر سے کسی حرف کو حذف کر دینا، کسی کو بڑھانا، اشعار میں ان سب کی گنجائش ہوتی ہے، جبکہ قرانِ کریم میں اس کی مطلق اجازت نہیں ہوتی، ادھر چونکہ لہجوں کی نزاکت ونفاست، ان کی بناوٹ ومعرفت اور ان پر قدرت کیلئے یہ سب ضروری ہوتا ہے تو ان حضراتِ ترتیل نے از راہِ احتیاط یہ طرز اپنایا کہ لہجوں ومقامات کو پہلے اشعار سے سیکھیں! اور اشعار میں ان کی مشق وتمرین اور ان پر قدرت حاصل ہو جانے پر اب ان کو قران میں جاری کریں۔

جراحی کا حسین طرزِ عمل

ظاہر سی بات ہے ان کا یہ انداز تو قابل تعریف وتحسین تھا اس کو تو گلے لگانا چاہئے تھا اور ان کے اس احتیاطی پہلو کو اپنے لئے قدوہ قرار دینا چاہئے تھا، جیسا کہ طب ومیڈیکل کے میدان میں جراحی وآپریشن کی تعلیم کے طرز وانداز کو عقلِ سلیم نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ سراہا کہ اس میں جراحی کے مبتدی طالبِ علم کو آپریشن کی تعلم وتربیت کیلئے ابتداءً مینڈک وچوہا دیا جاتا ہے اور اس کو تختۂ مشق قرار دے کر جراحی کی مشق کرائی جاتی ہے اور اس کی چیر پھاڑ سکھائی جاتی ہے پھر جب مشق وتمرین سے جراحی پر قدرت ہونے لگتی ہے تو اب جراح ماہر کی زیرنگرانی انسان پر اس جراحی کا اجراء شروع کرایا جاتا ہے یہ اس لئے کہ بوجہ مبتدی ہونے کے اس میں ہزار غلطیاں ہوسکتی ہیں اور ہوتی بھی ہیں جبکہ مخلوقِ خدا میں انسان مخدوم کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی عظمت مسلم ہے، خادم خود تکلیف برداشت کر کے مخدوم کی راحت رسانی کو اپنے لئے سعادت خیال کرتا ہے، اگر جراحی کی ابتداء ہی میں مشق وتمرین کیلئے انسان کو تختۂ مشق قرار دیا جاتا تو اس مخدوم کی کیا گت بنتی؟ نہ معلوم ہم میں سے کتنے لوگ لنگڑے، لولے ہوتے یا اس دنیا ہی سے چل بسے ہوتے، لیکن مڈیکل کے اس طرز نے بے شمار انسانوں کی زندگی کو بچالیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ)----------

لہذا میڈیکل لائن کے اس طریقۂ کار کا استقبال ہونا بھی چاہئے! کہ اس نے جہاں عظمتِ انسانی کو ملحوظ رکھا ہے وہیں بہت سی جانوں کو مبتدی کے حوالہ کر کے ان کی مشاقی کے نذر کرنے سے محفوظ بھی رکھا ہے۔

لیکن اصحابِ ترتیل نے جب عظمتِ قران کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے حروف وحرکات کو لہجوں کی نذر نہ ہونے دیا اور لہجوں کی مشق وتمرین سے ہونے والے قطع وبرید وبیجا کھینچا تانی سے قرانِ کریم کو بچانے کیلئے ابتداءً اشعار کو تختۂ مشق قرار دیا تو اسے یہ الزام دیا جارہا ہے کہ قران کو شعروشاعری کے انداز میں پڑھا جارہا ہے، فکرونظر کی ناانصافی، شوق الزام تراشی اور کردار کشی دیکھئے کہ احتیاط کے اس عمدہ انداز کو موردِ اعتراض والزام قرار دیا جارہا ہے اور اصحابِ ترتیل کے خالص قرانی لہجوں کو شعروشاعری کے لہجے قرار دئے جارہے ہیں، ہائے افسوس! فسادِ ذوق وفکر ونظر کی بے انصافی پر کہ ان لہجوں کو شعروشاعری کے لہجے ہونے کا الزام دیا جارہا ہے، تعجب ہے!

پھر ذرا دنیا بھر کے شعراء کی شعرخوانی اور گویوں کے گانوں کے ترنم کا شیخ محمد صدیق المنشاویؒ کے لہجوں سے انطباق کیجئے! شیخ محمد رفعت کے لہجوں سے ملائیے! شیخ عبدالباسطؒ کے لہجوں سے موازنہ کیجئے! شیخ متولیؒ کے لہجوں پر شعراء کے لہجوں کو پرکھئے! تب منصف مزاج کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ شتان بینھم کہ ان میں کوئی جوڑ ہی نہیں، شعراء کے لہجوں میں وہ گرویدگی، جاذبیت، طرب وبے کلی کہاں! جوان قراء کی آواز ولہجوں میں ہے، بلکہ آگے چل کر یہ کہہ دیں کہ اصحابِ ترتیل کے لہجوں کا کمال وخوبی، صوتی رفعت وعمدگی کی مثال پیش کرنے سے اب تک دنیا بھر کے گویے عاجز ہیں، پھر اصحابِ ترتیل کی متانتِ صوتی، سوز وگداز خداداد ہے، اس کی ہمسری شعراء کے بس میں کہاں! مجھ ناقص کی دنیا کے دو مشہور گویوں سے ملاقات ہے جو قصیدہ ونعت خوانی اور اشعار کو ترنم دینے میں ممتاز ومشہورِ زمانہ ہیں مگر قران خوانی میں بالکل طفلِ مکتب نظر آئے۔

چنانچہ ایسا ہی ایک عجیب ودلچسپ واقعہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب مرحوم نے بیان فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ)_____

کہ غالباً ۵۸/۱۹۵۷ میں ایک شخص ان کے پاس آئے اور یہ ان کی زندگی کا ایک عام معمول تھا کہ ہر روز دو چار لوگ ان کے پاس آتے اور اسلام قبول کرتے تھے، وہ بھی ایسا ہی ایک دن تھا ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، ڈاکٹر صاحب نے حسب عادت ان کو کلمہ پڑھوایا اور اسلام کا مختصر تعارف ان کے سامنے پیش کر دیا، اپنی بعض کتابیں انہیں دے دیں، ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ان کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی شخص ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا تھا تو اس سے ضرور یہ پوچھا کرتے تھے کہ اسے اسلام کی کس چیز نے متاثر کیا ہے؟

۱۹۴۸ سے ۱۹۹۶ تک یہ معمول رہا، ڈاکٹر صاحب کے دست مبارک پر اوسطاً دو افراد روزانہ اسلام قبول کیا کرتے تھے، عموماً لوگ اسلام کے بارے میں اپنے جو تاثرات بیان کیا کرتے تھے وہ ملتے جلتے ہوتے تھے، ان میں نسبتاً زیادہ اہم اور نئی باتوں کو ڈاکٹر صاحب اپنے پاس قلمبند کر لیا کرتے تھے، اس شخص نے جو بات بتائی وہ ڈاکٹر صاحب کے بقول بڑی عجیب وغریب اور منفرد نوعیت کی چیز تھی اور میرے لئے بھی بے حد حیرت انگیز تھی، اس نے جو کچھ کہا اس کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کا ارشاد تھا کہ میں اسے بالکل نہیں سمجھا اور میں اس کے بارے میں کوئی فنی رائے نہیں دے سکتا، اس شخص نے بتایا میرا نام ژاک ژیلبیر ہے، میں فرانسیسی بولنے والی دنیا کا سب سے بڑا موسیقار ہوں، میرے بنائے اور گائے ہوئے گانے اور ریکارڈ فرانسیسی زبان کی دنیا میں بہت مقبول ہیں۔

ژاک کہتے ہیں کہ آج سے چند روز قبل مجھے ایک عرب سفیر کے ہاں کھانے کی دعوت میں جانے کا موقع ملا، جب میں وہاں پہونچا تو سب لوگ جمع تھے اور نہایت خاموشی سے ایک خاص انداز کی موسیقی سن رہے تھے، جب میں نے وہ موسیقی سنی تو مجھے ایسا لگا جیسے یہ تو موسیقی کی دنیا کی کوئی بہت ہی اونچی چیز ہے جو یہ لوگ سن رہے ہیں، میں نے خود آوازوں کی جو لئے اور ان کا جو نشیب وفراز ایجاد کیا ہے یہ موسیقی اس سے بھی بہت آگے ہے بلکہ موسیقی کی اس سطح تک پہونچنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ)----------

کیلئے ابھی دنیا کو بہت وقت درکار ہے، میں حیران تھا کہ آخر یہ کس شخص کی ایجاد کردہ موسیقی ہے اور اس کی دھنیں آخر کس نے ترتیب دی ہیں جب میں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ یہ دھنیں کس نے بنائی ہیں؟ تو لوگوں نے مجھے اشارہ سے خاموش کر دیا، لیکن تھوڑی دیر بعد پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے پھر یہی بات پوچھی لیکن وہاں موجود حاضرین نے مجھے پھر خاموش کر دیا، ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے دوران وہ فن موسیقی کی کچھ اصطلاحات بھی استعمال کر رہا تھا جن سے میں واقف نہیں کیونکہ فن موسیقی میرا میدان نہیں۔

قصہ مختصر جب وہ موسیقی ختم ہوگئی اور وہ آواز بند ہوگئی تو پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ سب کیا تھا؟ لوگوں نے بتایا یہ موسیقی نہیں تھی بلکہ قران مجید کی تلاوت ہے اور فلاں قاری کی تلاوت ہے، موسیقار نے کہا کہ یقیناً یہ کسی قاری کی تلاوت ہوگی اور یہ قران ہوگا، مگر اس کی یہ موسیقی کس نے ترتیب دی ہے اور یہ دھنیں کس کی بنائی ہوئی ہیں؟ وہاں موجود مسلمان حاضرین نے بیک زبان وضاحت کی کہ نہ یہ دھنیں کسی کی بنائی ہوئی ہیں اور نہ ہی یہ قاری صاحب موسیقی کی ابجد سے واقف ہیں، اس موسیقار نے جواب میں کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ دھنیں کسی کی بنائی ہوئی نہ ہوں، لیکن اسے یقین دلایا گیا کہ قران مجید کا کسی دھن سے یا فن موسیقی سے کبھی کوئی تعلق ہی نہیں رہا، یہ فن تجوید ہے اور ایک بالکل الگ چیز ہے، اس نے پھر یہ پوچھا کہ اچھا! پھر مجھے یہ بتاؤ کہ تجوید اور قراءت کا یہ فن کب ایجاد ہوا؟ اس پر لوگوں نے بتایا کہ یہ فن تو چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو قران مجید عطا فرمایا تھا تو فن تجوید کے اصولوں کے ساتھ ہی عطا فرمایا تھا، اس پر اس موسیقار نے کہا کہ اگر محمد ﷺ نے اپنے لوگوں کو قران مجید اسی طرح سکھایا ہے جیسا کہ میں نے ابھی سنا ہے تو پھر بلاشبہ یہ اللہ کی کتاب ہے اسلئے کہ فنِ موسیقی کے جو قواعد اور ضوابط اس طرز قراءت میں نظر آتے ہیں وہ اتنے اعلیٰ وارفع ہیں کہ دنیا ابھی وہاں تک نہیں پہونچی، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرماتے تھے کہ میں اس کی یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کہہ رہا ہے، اس شخص نے کہا کہ بعد میں میں نے اور بھی قراء کی تلاوتِ قران کو سنا، مسجد میں جا کر سنا اور مختلف لوگوں سے پڑھوا کر سنا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور اگر یہ اللہ کی کتاب ہے تو اس کے لانے والے یقینا اللہ کے رسول تھے، اسلئے آپ مجھے مسلمان کر لیں!

(محاضراتِ قرانی ص/۲۲۷)

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصحابِ ترتیل کے لہجوں کو اشعار کے لہجے قرار دینا جہاں ایک حقیقت سے آنکھ بند کرنا ہے وہیں لہجوں وترنم کے باب کی معرفت کی کمی اور فن سے کوئی سروکار نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

لہجے ومقامات ایک فن

ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ لہجے ومقامات، تغنی وخوش الحانی مستقل ایک فن ہے اور اس کی فنی حیثیت کا اعتراف ہر کسی کو ہونا بھی چاہئے بالخصوص اصحاب علم کو، چنانچہ اس کی فنی حیثیت کو اجاگر کرنے کیلئے بطور نمونہ لہجوں کے باب کی ایک تفصیل پیش کرتے ہیں جو ماہنامہ صوت القران شاہ وجیہ الدین اکیڈمی گجرات میں ''علم النغمات قران کریم کے لہجات کا فن'' جس سے اس کے مستقل ایک فن اور محنت طلب فن ہونے کو سمجھنا بلکہ یقین کرنا آسان ہو جائے گا۔

(حاشیہ) لہجوں سے متعلق عمدہ تفصیل پر مشتمل ایک قیمتی مضمون جو ماہنامہ ''صوت القرآن'' احمد آباد میں شائع ہوا تھا اور ہماری اس گفتگو کے لئے معین نظر آیا، ہم اسے یہاں ماہنامہ ومضمون نگار کیلئے کلمات تشکر کے ساتھ خدمت شائقین میں پیش کرتے ہیں۔

لہجاتِ قرآنی : علم النغمات یا قرآن کریم کے لہجات کا فن (مولانا عزیز احمد یوسف زئی)

پوری دنیا میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے قاری کی قراءت سات لہجات میں سے کسی بھی لہجے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ)----------

باہر نہیں ہوتی، یعنی اس کی قراءت سات لہجوں میں سے کسی ایک لہجے کے موافق ضرور ہوگی۔ وہ سات لہجات اہل فن نے اس جملے میں جمع کیے ہیں: ''صنع بسحر''، ''ص'' سے صباء ''ن'' سے نہاوند ''ع'' سے عجم (چہارگاہ) ''ب'' سے بیات ''س'' سے سیگاہ ''ح'' سے حجاز اور ''ر'' سے رست۔ اس فن کو علم النغمات بھی کہتے ہیں، علم المقامات بھی کہتے ہیں، ترانیم قرآنی بھی کہتے ہیں اور اس کو لہجات کا علم بھی کہا جاتا ہے۔

بلادِ عرب یعنی مصر، امارات، سعودیہ، شام، عراق اور دیگر ممالک جیسے: ایران، انڈونیشیا وغیرہ میں اس علم کو سیکھنے کا کافی اہتمام کیا جاتا ہے اور بعض ممالک میں تو اس کا اس قدر اہتمام ہے کہ قراء کے علاوہ بعض عام لوگ بھی اس فن کو جانتے ہیں، لیکن برصغیر یعنی پاکستان، ہندوستان اور افغانستان اور دیگر وہ ممالک جہاں کی اکثریت عجمیوں پر مشتمل ہے، وہ اس فن سے ناواقف ہیں۔ بلکہ افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان ممالک کے اکثر خواص، مشہور قراء اور علماء کو بھی اس فن سے مناسبت نہیں۔ راقم الحروف بذات خود اس فن کا طالب علم ہے، اس لیے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس علم اور اس فن کے متعلق کچھ بنیادی باتیں لکھ لی جائیں، تاکہ اس فن کو بھی سیکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

علم النغمات اور قرآن کریم کے لہجات کو سیکھنے سے پہلے جو چیز سب سے اہم اور ضروری ہے، وہ ہے قرآن مجید کو اچھی طرح تجوید سے پڑھنا اور اس کی تلاوت کے دوران تجوید کے تمام قواعد کا مکمل خیال رکھنا۔ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تجوید سے ادائیگی میں کمزور ہے تو وہ پہلے تجوید سیکھے، قرآن کے حروف کے ادائیگی میں درستگی اور پختگی پیدا کرے، اس کے بعد نغمات اور لہجات سیکھے۔

علم النغمات کا تعلق قرآن مجید کے جمالیاتی پہلو سے ہے۔ خوبصورت اور اچھی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کا شریعت مطہرہ بھی حکم دیتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''لیس منا من لم یتغنّ بالقرآن''... ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن مجید کو اچھی آواز اور خوبصورت انداز میں نہ پڑھے''۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ونعم النعمة الصوت الحسن''... ''بہترین نعمت اچھی آواز ہے''۔ اور حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''زینوا القرآن باصواتکم، فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا''.... ''قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے زینت دو، مزین کرو، اس لیے کہ اچھی آواز قرآن کے حسن اور خوبصورتی کو بڑھاتی ہے''۔ اسی طرح آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: ''إقرؤا القرآن بالحان العرب واصواتها''... ''قرآن مجید کو عربوں کے طرز اور لہجوں میں اور عربوں کی آواز میں پڑھو''۔ یعنی ان کی آوازوں کی نقل اتارتے ہوئے ان کی تقلید کرو۔ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اچھی آواز اور اچھے انداز سے تلاوت کرنا نہ صرف مستحسن اور بہترین عمل ہے، بلکہ شریعت مطہرہ کا حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ)----------

بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کا حکم دیا گیا ہے: ''وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا''۔ اور علم النغمات بھی اچھے انداز سے قرآن کی تلاوت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی علم شرعی ہے اور شریعت میں بھی اس کی حیثیت اور مقام ہے۔ البتہ اس فن کے اپنے قواعد اور ضوابط ہیں، جن کے دائرے میں رہتے ہوئے اس فن کو استعمال کیا جاسکتا ہے، مثلاً مقصود اصلی صرف اور صرف لہجات اور نغمات نہ ہوں اور نہ ہی سارا دھیان ایک لہجے سے دوسرے لہجے کی طرف منتقل ہونے میں ہو، یہ بھی نہ ہو کہ لہجات کا اس قدر خیال رکھا جائے کہ تجوید کے قواعد کی خلاف ورزی کرنی پڑے اور قرآن مجید کے معانی اور مفاہیم میں جو غور کرنا ہو، وہ بھی چھوٹ کر ساری کی ساری توجہ لہجات پر لگ جائے۔

سب سے اہم اور بنیادی سوال یہ ہے کہ اس فن کو ہم کیوں سیکھیں؟ اس فن کا مقصد کیا ہے؟ اس فن کے سیکھنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کی آیات کے معانی ومفاہیم کی گہرائی میں اتر کر ان کو اس انداز سے پڑھیں کہ گویا ہمارا رب ہم سے مخاطب ہے، یعنی ہم ان آیات کو مجسم انداز میں پیش کردیں، مثلاً: قرآن مجید میں کئی طرح کی آیات، عذاب اور کفار وفساق کے لیے سزاؤں پر مشتمل ہیں تو ان آیات کو ہم انتہائی حزن اور غم کے انداز میں پڑھیں یا قرآن مجید میں جنتیوں کے لیے بشارتوں کا ذکر ہے تو ان کو ہم خوشی کے طرز اور لہجے میں پڑھیں، یہی اس فن کا مقصد ہے۔

کل سات لہجات ہیں، جو ہم نے ابتدا میں ذکر کیے اور یہی سات لہجات اصلی ہیں، باقی ان لہجات کی فروعات اور شاخیں ہیں جو انہی اصلی لہجات کو ملا کر بنائی جاتی ہیں، جن کو ہر لہجہ کے ساتھ ضمناً ذکر کیا جائے گا۔ ان لہجات کی مشق کسی ایسے مشاق قاری سے کی جائے جو اس فن کو جانتا ہو اور اس فن میں ماہر ہو، ورنہ مضمون پڑھنے سے آپ صرف لہجات کے نام جانیں گے یا زیادہ سے زیادہ لہجات کے موارد کا پتہ چلے گا کہ کن آیتوں میں کونسا لہجہ استعمال ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی آیات میں استعمال کے وقت ان لہجات کی ترتیب مختلف ہے، بلکہ ہر قاری کے لہجات کے پڑھنے کی ترتیب دوسرے سے اکثر مختلف ہوتی ہے، لیکن اکثر قراء ابتدا میں بیات ہی کو استعمال کرتے ہیں۔ ''صنع بسحر'' کی عبارت کی ترتیب پر ہر لہجے کا تعارف میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۱) صباء

لغت میں صباء مطلع شمس یعنی مشرق سے چلنے والی ہوا کو کہتے ہیں۔ یہ غم اور حزن کا لہجہ ہے اور جب انسان اس لہجے کو سنتا ہے تو اس کی طبیعت میں غم، حسرت اور خوف کی کیفیت کو یہ لہجہ اجاگر کرتا ہے۔ انتہائی خوبصورت لہجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس میں بیک وقت حزن اور جمال دونوں کیفیتیں پائی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کی وہ آیات جو حزن، غم، حسرت اور الم پر مشتمل ہیں، وہ اس لہجے میں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ آیات جو جنت اور اس کی نعمتوں کے ذکر پر مشتمل ہوں، وہ اس لہجہ میں نہیں پڑھی جائیں گی، وہ آیات جن میں جہنمیوں کا ذکر ہو یا فساق وفجار پر عذاب کا ذکر ہو یا وہ آیات جو حسرت اور ندامت کے مضمون کو بیان کرتے ہوں، ان کو صباء لہجہ میں پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔

جاننا چاہیے کہ ہر لہجہ میں قراءت کے تین درجات ہوتے ہیں: قرار، جواب، جواب الجواب۔ قرار: ابتدائی درجہ ہوتا ہے، جس میں آواز ذرا پست اور نچلے درجے کی ہوتی ہے۔ جواب: دوسرا درجہ ہوتا ہے، جس میں آواز کا درجہ پہلے کی نسبت ذرا بلند ہوتا ہے اور جواب الجواب: تیسرا اور آخری درجہ ہوتا ہے، جس میں آواز کو بہت زیادہ اٹھایا جاتا ہے اور لہجات کے ان تینوں درجوں کی رعایت قراء کے ہاں متداول ہے۔ صباء کی کئی شاخیں ہیں، جن میں مقام منصوری ہے، مقام الحدیدی ہے اور بعض قراء کے نزدیک رمل بھی صباء کی شاخ ہے۔ اس مختصر مضمون میں فروعی مقامات پر بحث مقصود نہیں ہے۔

البتہ مختصراً یوں سمجھیں کہ مقام منصوری کو حزن الرجال بھی کہتے ہیں، یعنی اس کو ادا کرتے ہوئے گویا قاری روتا ہے یا رونے والے انداز اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح صباء کی اور بھی شاخیں ہیں: صباء زمزم، صباء عشاق۔ مقام حدیدی کو مدِ عوض پر پڑھا جاتا ہے، یعنی جہاں تنوین منصوب ہو۔ شام، عراق، مصر وغیرہ ممالک میں صباء کو پڑھنے کے الگ طریقے ہیں۔ اصل لہجہ میں سب متفق ہیں، صرف ناموں کی حد تک کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ صباء کے بعد عموماً عجم لہجہ پڑھا جاتا ہے۔ صباء غم کی آیتوں میں پڑھا جاتا ہے اور جب غم کی آیتیں ختم ہو جائیں اور غم اور عذاب سے چھٹکارے کا ذکر شروع ہو تو ان کو عجم میں پڑھا جاتا ہے، اسی طرح قرآن کی وہ آیتیں جو تذکیر اور تنبیہ پر مشتمل ہوں، وہ بھی اسی صباء کے لہجے میں پڑھی جاتی ہیں۔ عجم کی دو شاخیں ہیں: عجم عشیران، عجم حِلوَتی۔

(۲) نہاوند

یہ نہاوند علاقے کی طرف منسوب ہے۔ یہ لہجہ اصل میں خوشی کا ہے، لیکن کچھ درجہ اس میں غم کی آمیزش بھی ہے، اس لیے اس لہجہ کو صرف خوشی میں منحصر کرنا درست نہیں ہے۔ یہ لطیف مقامات میں سے ہے اور نرمی، شفقت اور محبت کا عنصر اس لہجہ میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ علم النغمات کے اساتذہ کہتے ہیں کہ نہاوند لہجہ گلاب کے خوش رنگ اور صاف پھول کی طرح ہے، جس کی پتیاں پانی سے تر ہوں، یہ لہجہ انسان کی طبیعت میں محبت، فرحت، خوشی اور تروتازگی کی کیفیت کو اجاگر کرتا ہے اور جوش وجذبہ والے اشعار اکثر اس لہجے میں پڑھے جاتے ہیں۔ کبھی اس لہجہ میں اذان بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی جاتی ہے، لیکن اس لہجہ میں اذان غیر معروف ہے۔ قرآن مجید کی وہ آیات جو جنت اور جنتیوں کے ذکر پر مشتمل ہوں، جن آیات میں نعمتوں کا ذکر ہو، خوشی اور فرحت کے مضمون پر مشتمل ہوں، یا وہ آیتیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی انسانوں یا بشریت پر احسانوں اور مہربانیوں کا ذکر ہو یا جنت اور اس کے بالا خانوں، حور وغلمان کا تذکرہ ہو، ان آیات کو اس لہجہ میں پڑھنا زیادہ مناسب اور زیادہ افضل ہے۔ کچھ درجہ اس میں ذرا سا غم کا پہلو بھی پایا جاتا ہے، اس لیے وہ آیات جو قیامت کے دن اور اس کے احوال کے ذکر پر مشتمل ہوں، وہ بھی اس لہجہ میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس فن کے بعض علماء کے نزدیک وہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ کے اوصاف کا ذکر ہو یا اخلاق واحکام اور عبادات اور دعا کا ذکر ہو، وہ بھی اس لہجہ میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ ٹھہراؤ اور سکون والا لہجہ ہے، اسی لیے بعض قراء اس کو فجر کے اوقات میں زیادہ پڑھتے ہیں۔ قصص قرآنی بھی اس لہجے میں پڑھے جاسکتے ہیں۔ نہاوند لہجہ سے پہلے اور بعد میں حجاز، صباء، جہارکاہ (چہارگاہ) پڑھے جاسکتے ہیں اور اکثر نہاوند کے بعد ''رست'' لہجہ پڑھا جاتا ہے اور ''بیات'' بھی اس سے پہلے اور بعد میں پڑھ سکتے ہیں۔ اس لہجہ کو صدیق منشاوی، مصطفیٰ اسماعیل اور شحات انور بہت اچھے انداز میں پڑھتے تھے۔ مقامِ نہاوند کی بہت ہی شاخیں ہیں، جیسے: ''نوا'' ہے، ''خَنْبَات'' ہے، ''ضَنی'' ہے۔ یہ سب اہل عراق کے نزدیک ہیں۔ بعض اہل فن کے ہاں نکریز (نگریز) بھی نہاوند کی شاخ ہے اور نہاوند کے جواب الجواب میں جو آواز انتہائی درجہ تک اٹھائی جاتی ہے، یہی نکریز ہے اور بعض اہل فن نکریز کو جہارکاہ اور صباء کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور یہی ''نکریز'' (جو جہارکاہ اور صباء سے بنے) اس کی ادائیگی مشکل بھی ہے اور یہ قلیل الاستعمال ہے۔

(۳) عجم یا چہارگاہ یا جہارکاہ

لغت میں عجم، عرب کے علاوہ لوگوں کو کہا جاتا ہے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ یہ لہجہ کسی اور زبان والوں کا ہے، یہ عرب ہی کا لہجہ ہے اور اصلی مقام ہے۔ قراء مصر کے ہاں عجم صباء کی شاخ ہے اور چہارگاہ اس کی شاخ ہے، صحیح یہی ہے کہ چہارگاہ ہی اصلی لہجہ ہے، لہٰذا ہم یہاں چہارگاہ پر بحث کریں گے اور اسی کے متعلق بتائیں گے۔ عجم جو صباء کی شاخ ہے، اس پر بحث ہو چکی ہے۔ عجم اور چہارگاہ میں اختلاف صرف لفظوں کی حد تک ہے، ایک ہی لہجہ پڑھا جاتا ہے، نام اس کے دو رکھ دیئے گئے ہیں، کوئی اُسے عجم کہتا ہے، کوئی چہارگاہ، البتہ میری ناقص معلومات کے مطابق اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض قراء چہارگاہ کے ابتدائی دو درجوں یعنی قرار اور جواب کے بعد جواب الجواب میں عجم پڑھتے ہیں، جو صباء کی شاخ ہے اور اس عجم کی وجہ سے قرار اور جواب دونوں درجوں کو بھی عجم کہہ دیتے ہیں، جو درحقیقت چہارگاہ ہی کے لہجے میں پڑھے جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقام چہارگاہ قوت جلال اور عظمت کا لہجہ ہے، اسی لیے قرآن کی وہ آیات جو اللہ تعالیٰ کے جلال وکبریائی اور عظمت پر مشتمل ہوں، ان کو چہارگاہ میں پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔ اس لہجہ میں کچھ درجہ غم اور حزن بھی ہوتا ہے، لیکن اس لہجہ میں مرکزی اور اساسی نکتہ قوت، عظمت، استقامت اور جلال کا ہے اور چہارگاہ کے جواب الجواب کا بعض قراء لحن الہندی کا نام دیتے ہیں اور چہارگاہ عموماً ''رست'' کے بعد پڑھا جاتا ہے اور صباء اور حجاز کے بعد بھی اس کو پڑھ سکتے ہیں۔

(۴) بیات

یہ عراق کے ایک قبیلے کی طرف منسوب ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس لہجہ میں تین امتیازی صفات پائی جاتی ہیں:

(۱) اس کی ادائیگی بہت آسانی اور سہولت سے ہوتی ہے اور اس کا سیکھنا بھی بہت آسان ہے کہ اکثر قراء اسی لہجہ سے اپنی تلاوت کی ابتدا کرتے ہیں۔

(۲) یہ لہجہ ہر مقام کے قریب اور مناسب ہے، یعنی اس لہجہ کے بعد ہر ایک لہجہ پڑھا جاسکتا ہے۔

(۳) یہ ایسا لہجہ ہے جسے سن کر سامع اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا ہے، اسی طرح حدر میں اس کو پڑھا جائے تو اس کی ادائیگی الگ انداز سے ہوتی ہے اور ترتیل میں الگ انداز سے اور ہر قاری اس کو الگ خوبصورتی سے پڑھتا ہے۔ یہ لہجہ عراق سے حجاز منتقل ہوا، اہل حجاز نے اس میں مزید اضافات کیے اور پھر ترکی، شام اور دیگر ممالک میں پھیلا اور ہر علاقے والوں نے اس میں مزید خوبصورتی کا اضافہ کیا۔ اس لہجہ کو ''ام المقامات'' یعنی تمام لہجات کی اصل یا ماں کہا جاتا ہے۔ یہ بہت وسیع لہجہ ہے، اس میں خوشی کی آمیزش بھی ہے اور غم کی بھی اور بہت عربی اسلامی نظمیں اور نعتیں اس لہجہ میں پڑھی جاتی ہیں اور اس لہجہ میں اذان بھی دی جاتی ہے۔ اس لہجہ کو عظمت اور جلال والی آیتوں میں پڑھا جاسکتا ہے اور نرمی اور رقت والی آیتوں میں بھی۔ نیز قرآن مجید کی وہ آیات جو مکالمات اور حوادث پر مشتمل ہیں، اسی طرح وہ آیتیں جن میں مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا گیا ہے یا وہ آیات جو خالق اور مخلوق کی عظمت پر مشتمل ہیں، اسی طرح قرآن مجید کی چھوٹی سورتیں اکثر اس لہجہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ اس لہجہ سے پہلے اور بعد میں ہر لہجہ پڑھا جاسکتا ہے۔

بیات کی کئی فروعات اور شاخیں ہیں: (۱) بیات اصلی: اس میں غم کا پہلو زیادہ ہوتا ہے اور بیات اصلی صباء کے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ (۲) بیات کُرد یا حجاز کا کُرد لہجہ بھی نرمی اور جمال میں ممتاز ہے اور اکثر اسی لہجہ میں قراء اپنی تلاوتوں کو ختم کرتے ہیں، جس کو بعض اہل فن بیاتِ صدقہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ (۳) بیات شوریٰ، اس کی ابتداء حجاز سے ہوتی ہے اور اختتام بیات پر، یہ لہجہ قلیل الاستعمال بھی ہے اور مشکل بھی۔ (۴) بیات حسینی (۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیات ابراہیمی (۶) بیات لامی (۷) بیاتِ اصفہان (۸) بیات دوگاہ (۹) بیات نوا۔ یہ بھی بیات کی شاخیں ہیں۔

(۵) سیگاہ یا سیکاہ

بعض لوگ اس لفظ کو فارسی زبان کا سمجھتے ہیں۔ یہ مرکب ہے سہ اور گاہ سے، سہ بمعنی تین اور گاہ بمعنی مقام کہ یہ مقام اور لہجہ تیسرے نمبر پر اکثر پڑھا جاتا ہے۔ بیات اور رست پڑھنے کے بعد یہ لہجہ غم اور خوشی دونوں طرح کے مفہوم والی آیتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اکثر قراء اس کو اپنی تلاوت کا محور اور مرکز بنا لیتے ہیں کہ دوسرے لہجات پڑھنے کے بعد دوبارہ سیگاہ پڑھتے یا ہر ہر لہجہ کے بعد سیگاہ پڑھتے ہیں۔ یہ لہجہ نہاوند، جہارکاہ، رست اور حجاز کے بعد پڑھا جاسکتا ہے اور بیات، حجاز اور رست کو سیکاہ کے بعد بھی پڑھنا ممکن ہے۔ قرآن کریم کی وہ آیتیں جن میں کسی بات کی خبر دینا مقصود ہو یا کسی قصہ پر مشتمل ہوں یا قیامت کے دن کے احوال پر مشتمل ہوں یا وہ آیات جو سوال اور جواب پر مشتمل ہوں یا استفہام پر مشتمل ہوں یا وہ آیتیں جن میں ایک نوع کی ڈانٹ ڈپٹ اور زجر وتوبیخ ہو، ان کو اس لہجہ میں پڑھا جاسکتا ہے۔ سیکاہ کی ایک شاخ رمل ہے، جس کو سیکاہ کے وسط میں پڑھا جاتا ہے اور کسی خاص مفہوم کی تاکید بتلانے کے لیے رمل کا استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً: پہلے سوال گزرا ہو، اب اس سوال کے جواب والی آیت آگئی تو اس کو سیکاہ میں پڑھیں گے۔

(۶) حجاز

یہ لہجہ ارضِ حجاز کی طرف منسوب ہے۔ یہ مقام بھی بہت وسیع ہے، اس میں خشوع، حزن، غم، درد اور الم کی کیفیات پائی جاتی ہیں۔ بہت ہی مشہور اور خوبصورت لہجہ ہے۔ اس لہجہ کو شیخ القراء مصطفیٰ اسماعیلؒ اور شیخ عبدالباسط عبدالصمدؒ اور امیر النغم شیخ شحات محمد انور رحمہم اللہ بہت ہی عمدگی سے پڑھتے تھے اور اس لہجہ میں اذان بھی بہت ہی مشہور ہے۔ قرآن کریم کی وہ آیتیں جو قیامت کے اوصاف پر مشتمل ہوں یا ان میں غم، حزن، درد کا مفہوم ہو تو ان کو حجاز میں پڑھ سکتے ہیں، جس طرح انکو صباء میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ حجاز کو صباء اور سیگاہ کے بعد پڑھا جاسکتا ہے اور اسی طرح حجاز کے بعد نہاوند، سیگاہ، رست اور بیات پڑھے جاسکتے ہیں اور نہاوند اور صباء بہت ہی سہولت اور آسانی سے حجاز کے ساتھ پڑھے جاسکتے ہیں۔ حجاز کی کئی شاخیں ہیں: عراق والوں کے ہاں حجازِ دیوان اور حجازِ غریب اس کی شاخیں ہیں۔ اس کے علاوہ حجاز کی اور بھی شاخیں ہیں: حجاز ہمایوں، حجاز قطر، حجاز مثنوی، حجاز خویزاوی، حجاز مدنی، حجاز مدنی حد درجہ غمگین لہجہ ہے اور کرد قبائل کے ہاں اس کی اور ایک شاخ ہے جس کو وہ لوگ آبخ کہتے ہیں، اسی طرح زنکران اور حجاز کار بھی حجاز کی شاخیں ہیں۔ حجاز کی ایک اور شاخ حجاز کایکار بھی ہے، زنکران لہجہ قلیل الاستعمال ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) رست

اس کو رصد بھی کہتے ہیں۔ یہ فارسی لفظ راست (سیدھا، سچا) کا مخفف ہے۔ یہ بھی بہت وسیع اور جمیل مقام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں قوت، صلابت اور رخامت پائی جاتی ہے اور اس میں وقار بھی پایا جاتا ہے، اسی وجہ سے اسکو ملک المقامات (مقامات میں سب کا سردار) اور ابوالنغم کہا جاتا ہے۔ بیات کے بعد سب سے زیادہ استعمال ہونے والا لہجہ رست ہے۔ اس لہجہ میں اذان بہت ہی مشہور ہے۔ شیخ عبدالباسطؒ اکثر اوقات اذان حجاز میں دیتے تھے اور راغب مصطفیٰ غلوش اکثر اوقات رست میں اذان دیتے ہیں۔ اس لہجہ کو بھی تلاوت کے لیے محور اور مرکز بنایا جاسکتا ہے کہ تمام تلاوت اسی لہجہ میں ہی کی جائے اور تبعاً دوسرے لہجے پڑھے جائیں۔ اس میں حزن بھی ہے اور جمال بھی۔ اس میں قرآن کی آیتوں کی تلاوت بہت مزین انداز سے ہوتی ہے اور اس لہجہ میں امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ اس کو ہر ایک پڑھتا ہے، چاہے وہ اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ ائمہ حرمین کی تلاوتیں اسی لہجہ میں ہیں۔ یہ ان آیات میں استعمال ہوتا ہے جو اکثر اللہ سے سوال اور دعا پر مشتمل ہوں، اسی طرح جن آیتوں میں اللہ کی حمد ہو، اسی طرح وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ناموں اسماء حسنیٰ کا ذکر ہو، اسی طرح قرآنی واقعات اور قصص اور فقہی احکام کی آیتیں، اسی طرح بعض قرآنی دعائیں اس لہجہ میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس لہجہ کو بیات اور نہاوند کے بعد عموماً پڑھا جاتا ہے اور رست کے بعد صباء، سیگاہ، چہارگاہ اور بیات پڑھے جاسکتے ہیں۔ شیخ سید متولی عبدالعالؒ، راغب مصطفیٰ غلوش، سید سعید اطہر بدوی اور بعض اوقات شیخ طبلاوی اس لہجہ میں اپنی پوری تلاوت کرتے ہیں اور اس کو محور بناتے ہوئے دوسرے لہجات پڑھنے کے بعد دوبارہ رست پڑھتے ہیں۔ بعض قراء کہتے ہیں کہ ماہور جہارکاہ کی شاخ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماہور رست کا جواب الجواب میں انتہائی درجہ ہے۔ (ماہنامہ "صوت القرآن" احمد آباد جنوری ۲۰۱۴ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہجوں کے باب کی اس تفصیل کو پڑھنے کے بعد اب ہمیں اپنی سچائی اور وسعت ظرفی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ عامۃ جن ارباب علم کا قراءت کے فن سے کوئی زیادہ تعلق نہیں ہوتا یا جو حضرات قراءت پڑھتے پڑھاتے بھی ہیں مگر مشق ومشاقی سے ان کا تعلق بہت معمولی ہے وہ لہجوں ومقامات کے فن اور فن کی ان باریکیوں کے ابجد سے بھی واقف نہیں۔

بلکہ یہ بھی ایک حقیقت واقعہ ہے کہ لہجوں کے باب کی ان ساری تفصیلات وباریکیوں کو اللہ کے وہی بندے سمجھ سکتے اور محسوس کر سکتے ہیں جنہیں قدرت کی تقسیم میں وہبی طور پر صوتی حسن کے علاوہ لہجوں کی صلاحیت بھی عنایت ہوئی ہے، جو کہ مستقل ایک عطیہ ہے، ورنہ حکمت خداوندی کے تحت یہ نعمت جن کے حصہ میں نہیں آئی وہ کسی آیت یا شعر کو کسی کے راگ یا لہجہ میں ہزار بار مشق کر کے دیکھیں! ان میں لہجہ کے باب کی باریکی، لچک اور کمال وخوبی پیدا کر ہی نہیں سکتا بلکہ آگے بڑھ کر تجربہ کی بات کہیں: کہ بعض بندوں کی آواز دیگر بہت سے بندوں کے مقابلہ میں زیادہ صاف ومضبوط ہوتی ہے یعنی صوتی حسن بھی ہوتا ہے مگر لہجوں کی صلاحیت کا عطیہ اگر ان کے حصہ میں نہیں آیا تو باوجود آواز صاف ہونے کے ان کے پڑھنے میں وہ جاذبیت ودلکشی اور طرب وبے خودی نہیں پائی جاسکتی، جس سے یہ معلوم ہوا کہ حسنِ قراءت کیلئے صرف آواز کی صفائی کافی نہیں، بلکہ لہجوں کی خداداد صلاحیت بھی کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ترتیل کے باب میں جو شاعری کے لہجے ہونے کا شبہ ہے وہ لہجوں کی عدمِ معرفت اور اس سے نابلد ہونے کا نتیجہ ہے لہذا تحسین قراءت اور خوش الحانی کے فن کا یہ ایک اہم ترین اور مرکزی نقطہ ہے کہ خوش الحانی میں لہجوں کی صلاحیت صوتی حسن پر ہمیشہ مقدم ہوتی ہے۔

پھر ''والشعراء یتبعھم الغاؤن'' سے اس کو جوڑنا بھی آیت کے معنی اور قراءِ ترتیل کے انداز میں تمیز نہ کرنے کا نتیجہ ہے، اسلئے کہ قراءِ ترتیل خود کوئی کلام کرتے ہیں اور نہ ہی ترتیبِ الفاظ سے عبارت بناتے ہیں کہ کلام میں حقیقت بیانی وعدم ناپ تول کا الزام ان پر عائد ہو سکے جیسا کہ شعراء پر ہے بلکہ یہ تو صرف فرامینِ نبوی ﷺ کے بموجب بنے بنائے کلام کی تحسین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتاثیر میں دوبالگی پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

ترتیل کے موجودہ انداز کو عجمی انداز کا الزام

سوال (۱) ترتیل سے متعلق بعض بھائیوں نے ہم سے یہ سوال کیا کہ ترتیل کے یہ لہجے تو عجمی ہیں عربی نہیں جبکہ "اقرؤا القران بلحون العرب" سے تو قرانِ کریم کو عربی لہجوں میں پڑھنے کو فرمایا گیا ہے ؟

جواب: یہ سوال ہم سے ایک ایسے صاحب بھی کر رہے تھے جو شاید دیگر کتبِ درسیہ کی مصروفیت کی وجہ سے صحتِ تلفظ کیلئے بھی ضروری وقت فارغ نہ کر سکے تھے لہذا ایسے حضرات کو چاہئے تھا کہ وہ اولاً حکیم الأمت حضرت اقدس تھانوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے درجِ ذیل شکوہ پر کان دھریں!

پچاس برس قبل حضرت مولانا تھانوی علیہ الرحمۃ نے عربی مدارس کے نصاب کے متعلق ایک تقریر فرمائی تھی جس میں مولانا نے یہ شکایت کی تھی کہ عربی مدارس میں تجوید وقراءت نہیں سکھائی جاتی جس کی وجہ سے جو عالم بھی نکلتے ہیں وہ تجوید سے بے بہرہ ہوتے ہیں، مولانا عبدالباری صاحب نے تجدیدِ نصابِ عربی پر ایک مضمون معارف بابت مئی ۱۹۴۸ء میں لکھا تھا جس میں انہوں نے مولانا اشرف علی صاحب کے اسی خیال کو دہرایا تھا، مولانا اشرف علی صاحبؒ نے فرمایا تھا "اکثر مدارسِ عربیہ میں تجوید کا علم وعمل داخل نصاب نہیں" اس کی کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر طلبہ بلکہ علماء بھی افسوس ہے کہ قران مجید صحت سے نہیں پڑھ سکتے، جس پر عوام تک ہنستی ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ امام عالم ہو اور اس کی نماز فقہ کی رو سے درست نہ ہو، لہذا طلبہ پر لازم کیا جائے کہ تجوید علماً وعملاً حاصل کریں۔ (تذکرۂ قاریا ہند)

نیز ان معترض بھائیوں نے کبھی کسی مثقف مجمع میں نہ تو قراءت کی ہے اور نہ ہی کوئی نعت خوانی، لہذا خوش آوازی اور لہجہ وترنم سے کوئی واسطہ نہیں ہے جبکہ مذکور الصدر اعتراض کا حق تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ہوسکتا ہے جس کا مشق ومشاقی سے اور آواز ولہجات سے دیرینہ تعلق اور قدیم رشتہ رہا ہو، نیز اس اعتراض کی جرأت وہ کرتا ہے جو عربی وعجمی لہجوں میں تمیز وتفریق اور ان کی نزاکتوں سے واقفیت بھی رکھتا ہو جبکہ یہ ملکہ بہت سے ارباب مشق کو بھی حاصل نہیں ہوتا لہذا جب حضرات معترضین کا مشق سے کوئی رشتہ واسطہ نہیں رہا اور نہ ہی انہیں عربی وعجمی لہجوں سے واقفیت ہے، نیز ہمارے ہندو پاک کے مدارس میں پڑھے پڑھائے جانے والے لہجوں کی اصل وتاریخ سے نہ کوئی سروکار، تو پھر ان لہجوں کو عجمی لہجہ کہنا یہ اعتراض بے بنیاد نہیں؟ حالانکہ لہجات کی مذکورہ تفصیلات کی استعانت سے اس کی گہرائی میں جاکر معلوم کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ترتیل ہو یا تدویر سب کے لہجے ماخوذ عن العرب ہے اور سب کی اصل وہی سات بنیادی لہجے ہیں جن کی فروعات کی بڑی تفصیل اور فہرست طویل ہے جیسا کہ ہم نے ماقبل میں پڑھا لہذا ترتیل کے لہجوں کو آنکھ بند کرکے صرف اسلئے عجمی کہہ دینا کہ اہل عجم اسے پڑھ رہے ہیں تو یہ صحیح نہیں۔

پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ کیا اگر ہمارا کوئی باصلاحیت عجمی جوان عرب کے کسی ممتاز خطیب کے اندازِ خطابت کی نقل اتارتے ہوئے عربی انداز میں تقریر کرتا ہے تو اس کے اس اندازِ عربی کو صرف اسلئے عجمی کہنا کہ وہ ایک عجمی کی زبان سے ہے کیا یہ صحیح ہوگا؟ عربی ثوب وجبہ عربی لباس ہی کہلائے گا گو وہ کسی عجمی کے جسم پر ہو پھر اگر جسم عرب کا سا ہے تو کیا پوچھنا!

پھر غور فرمائیں! کہ اگر کسی عجمی کیلئے عربی انداز ممکن ہی نہ ہوتا تو "اقرءوا القران بلحون العرب" کا حکم کیونکر دیا جاتا؟ جب بات ایسی ہے تو حسن الصوت باصلاحیت عجمی جوان اگر عرب قراء کے انداز میں قراءت کی مشق کرتے ہیں تو اسے عجمیت کا الزام دینا عقلِ سلیم ولسانِ صحیح کو زیب نہیں دیتا۔

پھر حیرت یہ کہ یہی عجمی قاری تدویر میں عرب قراء کی نقل اتارتا ہے تو ان حضرات معترضین کو اس کی تلاوت میں عربیت کا برابر احساس ہوتا ہے بلکہ لہجہ کی عربیت سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں لیکن یہی کوشش جب ترتیل میں ہوتی ہے تو اسے عجمیت کا الزام دیا جاتا ہے، کیا غیر متعصب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہم ومنصف مزاجی سے ایسا الزام حیرت کن نہیں ہے؟ اور کیا کسی عربی لہجے کو صرف اس وجہ سے عجمی کہہ دینا کہ اس کا پڑھنے والا عجمی ہے یہ صحیح ہے؟

ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ عجمی جوان کی اس محنت پر جہاں ہم میں سے کچھ لوگ عجمیت کا الزام دیتے ہیں وہیں یہ عجمی جوان عرب کے کسی مجمع میں قراءت کرتا ہے تو اس پر عرب سر دھنتے ہیں اور داد تحسین سے نوازتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ہم عرب میں ہیں، تو کوئی کہتا ہے کہ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی عرب قاری پڑھ رہا ہے، تو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا تم نے مصر میں مشق کیا ہے؟ وغیرہ....

پھر اگر عجمیت کا یہ الزام دینے والے لوگ کم از کم ائمہ قراءت ہی پر نظر ڈالتے تو ان پر اپنے اعتراض کی حقیقت آشکارا ہو جاتی کہ سات ائمہ قراءت میں سے پانچ عجمی النسل ہیں، دیکھئے! ان عجمی جوانوں نے جب بتوفیقِ الٰہی محنت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اندازِ عربیت سے نوازا، اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ لاکھوں نہیں، اربوں نہیں، بلکہ قیامت تک آنے والی پوری عرب برادری کی امامت ان کے حصہ میں کر دی لہذا کسی عربی لہجہ کو صرف اس وجہ سے عجمی کہہ دینا کہ اس کا پڑھنے والا عجمی ہے یہ بعید از انصاف بات ہے۔

یا تو حضرات معترضین عربی وعجمی لہجوں کو پڑھ کے بتلاتے اور پھر اصحاب ترتیل کے لہجوں کی عجمیت کو واضح فرماتے تب تو بات حلق سے اترتی۔

نفس ترتیل کا انکار بوجہ خروج عن الحدود

سوال (۳) ایک طبقہ نفسِ ترتیل کا صرف اسلئے منکر ہے کہ بعض اصحابِ ترتیل کی تلاوت میں حدود دوائرِ خوش الحانی کی رعایت نہیں پائی جاتی اور یہ اصحابِ ترتیل خوش الحانی میں ایسے کھو جاتے ہیں کہ مواقع قصر میں دو تین الف مد، تو کبھی توسط کی جگہ طول کر جاتے ہیں، کبھی مدود میں مساوات کا خیال نہیں رکھ پاتے ہیں، کہیں غنہ کی مقدار میں کمی بیشی ہوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو کبھی کبھار حرکت میں بھی غلطی ہو جاتی ہے، بعضے تلفظ وادا سے زیادہ توجہ لہجوں کی بناوٹ پر مرکوز رکھتے ہیں۔

جواب : ان حضرات کا یہ اعتراض بالکل بجا و درست ہے فی الواقع کچھ اصحابِ ترتیل کی تلاوت میں یہ جھول پائے جا رہے ہیں اور کوئی صاحبِ فن اس سے کبھی اتفاق نہیں کر سکتا اور فن میں اس کی اجازت کبھی نہیں ہو سکتی ایسے اصحاب ترتیل بالکل قابل تقلید نہیں بلکہ قابل تردید ہے۔

تاہم اس جگہ اولاً سمجھنا ہوگا کہ سارے ہی اربابِ ترتیل کی ترتیل میں یہ بات نہیں ہے بلکہ کچھ اربابِ ترتیل تو ارباب اتقان ہوتے ہیں ان کی قراءت میں حرفوں کی ادا اور اس میں کمال نیز تجوید وقراءت کے اصول ضوابط کی بڑی رعایت ہوتی ہے چنانچہ ایسے حضرات کو لوگ لہجوں کے ساتھ ساتھ تلفظ وادا کے کمال کے باب میں بھی مقتدا خیال کرتے ہیں، لوگ فنی اداؤں کو سمجھنے کیلئے ان کی قراءت کی طرف رجوع کرتے ہیں مثلاً شیخ خلیل الحصری، شیخ محمد صدیق المنشاوی، شیخ عبدالباسط عبدالصمد، شیخ محمد رفعت اور شیخ متولی رحمہم اللہ ہیں۔

بلکہ جو حضرات نفسِ ترتیل یا غیر جائز ترتیل کی مخالفت پر مضامین لکھتے ہیں ان کی تحریرات میں بھی مذکور الصدر مشائخ عظام کی قراءت کے متعلق بڑے وقیع کلمات اور بڑے اچھے تأثرات آئے ہیں اور ترتیل پر نکیر کی اس گفتگو سے ہر ایک نے ان اکابر کا استثنی کیا ہے اور ان کی قراءت سے اپنے اتفاق کا اظہار کیا ہے جس کو یوں کہا جائے "الفضل ما شهدت به الأعداء" اور یہ کیوں نہ ہو کہ ان حضرات کا ضبط واتقان بڑا معیاری اور ان کی قراءت میں اصول وضوابط کی بڑی عمدہ رعایت ہوتی ہے اور خصوصاً قراءت ترتیل میں اتنے لمبے عرصہ وعمر بھر فن کی حسین صورت کو کسی داغ سے بچائے رکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔

حاصل یہ کہ اگر کسی کی ترتیل میں اصول شکنی و بے جا کھینچا تانی ہے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے، نہ کہ نفسِ ترتیل کا، لہذا مورد طعن اس کی ذات یا اس کا فعل ہوتا ہے، نہ کہ نفسِ ترتیل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے معقول بات تو یہ ہوگی کہ مخالفت ونکیر وتنقید میں ہم راہِ اعتدال اختیار کریں! اور غلط ہی کو غلط کہیں! باقی صحیح کو غلط کہنا یہ صحیح نہیں۔

تحسین قراءت کی دو قسم

چنانچہ اگر اعتراض سے قبل اس کی گہرائی میں جا کر غور کیا جائے تو اس نکتہ تک پہونچنا آسان ہوگا کہ دو چیزیں الگ لگ ہیں اور تحسینِ قراءت کی دو شکلیں ہیں: (۱) تحسینِ قراءت مع رعایتِ حدود (۲) تحسینِ قراءت مع عدم رعایتِ حدود، اول مستحب و مستحسن ہے، ثانی غیر صحیح وناجائز ہے، مگر چونکہ اصحابِ اعتراض کی مکمل توجہ اعتراض پر ہوتی ہے اس لئے ان میں فرق نہ کر کے دونوں میں خلط کر دیتے ہیں اور اس طرح دونوں ہی کو موردِ طعن واعتراض قرار دیتے ہیں۔

اسی وجہ سے حضرات محدثین نے شروحاتِ احادیث میں اس پر بالتفصیل وسیر حاصل بحث فرمائی ہے اور تحسینِ قراءت سے متعلق دونوں طرح کے فرامینِ نبوی ﷺ کو زیرِ بحث لا کر منشأ نبوی ﷺ کو واشگاف فرمایا ہے کہ تحسینِ قراءت کس حد تک محمود و مستحسن ہے اور کہاں جا کر یہ تحسین مکروہ وناپسند ہو جاتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایسی خوش الحانی جس میں حدود کی رعایت اور اصول وضوابط کا پاس ولحاظ ہو تو اس کا کوئی منکر نہیں ہے بلکہ ہر کوئی اس کا قائل ہے اور جنہوں نے بھی اس کی کراہت کو لکھا ہے وہ خروج عن الحدود کی شرط کے ساتھ ہے، لیجئے! اس کے لئے اقوالِ محدثین کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں!

صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''أجمع العلماء على استحبابِ تحسينِ الصوت بالقرآن ما لم يخرج عن حدِ القراءةِ بالتمطيط ،و إن خرج حتى زاد حرفا أو أخفاه حرم'' (ج/۹،ص/۸۹) ''کہ قرانِ کریم کو خوش الحانی سے تلاوت کرنے کے استحباب پر علماء کا اتفاق واجماع ہے جب تک کہ بے جا کھینچا تانی کی وجہ سے وہ دائرۂ قراءت یا شرائطِ قراءت سے نہ نکل جائے اور اگر دائرۂ اصول سے اس طرح خارج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگئی کہ کھینچا تانی سے ایک حرف بڑھ گیا یا کوئی حرف کم ہوگیا تو ایسی خوش الحانی حرام ہے''

اسی کو علامہ نووی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''التبیان فی آداب حملة القران'' میں یوں بیان فرماتے ہیں: أجمع العلماء رضی الله عنهم من السلف والخلف من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من علماء الأمصار وأئمة المسلمين على استحباب تحسين الصوت بالقران ، وأقوالهم وأفعالهم مشهورة نهاية الشهرة، فنحن مستغنون عن نقل شيئ من أفرادها'' ''کہ صحابۂ کرام، تابعین اور ائمۂ مسلمین وغیرہ علماءِ سلف وخلف کا قرانِ کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کے استحباب پر اجماع ہے اور اس باب میں ان کے اقوال وافعال انتہائی مشہور ہونے کی وجہ سے انہیں ان کے رجال سے نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں''

اس کے بعد اپنی وائمہ کی آراء کی توجیہ فرمائی ہے اور اس کی تقویت کے طور پر سرکارِ دوعالم ﷺ کے کئی ارشادات بھی نقل فرمائے ہیں (ص/۵۵)

اسی طرح ایسی خوش الحانی جس سے روایت یا قواعدِ تجوید وقراءت کی خلاف ورزی ہوتی ہو یا حرکات میں بے جا کھینچا تانی ہو تو اس کے عدمِ جواز یا غیر صحیح ہونے میں مابین العلماء کوئی اختلاف یا نزاع نہیں ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں : ''فإن خرج (أجمع العلماء على تحريمه) أى خرج القراءة عن حد القراءة بالتمطيط حتى زاد حرفا أو أخفاه حرم'' (ج/۹، ص/۸۹) اور غور وخوض کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ اس باب میں اصل وبنیاد حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کی وہ روایت ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :'' اقرؤا القران بلحون العرب واصواتها وإياكم ولحون أهل الفسق ولحون أهل الكتابين وسيجيئ بعدى أقوام يرجعون بالقران ترجيع الغنا والنوح لايجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم'' (رواه البيهقى فى الشعب والطبرانى فى الاوسط) چنانچہ اگر حضرت حذیفۃ بن الیمانؓ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت میں غور کیا جائے تو اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ تحسین قراءت کی دو شکلیں ہیں جن میں کی ایک مطلوب و مستحسن تو دوسری ممنوع وغیر صحیح اور ان دونوں سے متعلق مابین العلماء کوئی نزاع و اختلاف نہیں، چنانچہ روایت میں "اقرؤا القران بلحون العرب" کے ذریعہ ایک کے کرنے واپنانے کا حکم ہے تو "وإیاکم ولحون الخ" سے دوسری سے اجتناب واحتراز کا حکم ہے۔

نوٹ: یہاں ایک بار پھر یہ وضاحت ذہن میں رہے کہ مذکور الصدر دونوں چیزیں قراءت وتلاوت کے کسی ایک حال کے ساتھ خاص نہیں بلکہ قراءت بالترتیل ہو یا تدویر وحدر، سبھی کا یہی حکم ہے چنانچہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: " وأما القراء ة بالألحان فقد نص الشافعیؒ فی موضع علی کراهته وقال فی موضع اٰخر : لا بأس به فقال أصحابه : لیس علی اختلاف قولین ، بل علی اختلاف حالین، فإن لم یخرج بالألحان علی المنهج القویم جاز وإلا حرم، وحکی الماوردی عن الشافعی أن القراء ة بالألحان إذا انتهت إلی إخراج بعض الألفاظ عن مخرجها حرم، وکذا حکی ابن حمدان الحنبلی فی الرعایة ، وقال الغزالی والبندیجی وصاحب الذخیرة من الحنفیة : إن لم یفرط فی التمطیط الذی یشوش النظم استحب وإلا فلا" "کہ خوش الحانی سے قرانِ کریم کی تلاوت کے باب میں امام شافعی علیہ الرحمۃ سے ایک جگہ کراہت کی اور دوسری جگہ جواز کی تصریح ملتی ہے جس پر آپ کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ یہ امام شافعیؒ کے دو اختلافی قول نہیں بلکہ آپ سے منقول دو حکم ہیں جو قراءت کی حالت کے اختلاف پر محمول ہیں چنانچہ اگر خوش الحانی کی وجہ سے قراءت اصول وضوابط کے دائرے سے خارج نہ ہو تو جائز ہے ورنہ (بصورت دیگر) جائز نہیں ہے اور ماوردی نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ اگر خوش الحانی سے پڑھنے کی وجہ سے حروف کے مخارج بدل جائیں تو ایسی خوش الحانی جائز نہیں ہے اور ابن حمدان حنبلیؒ نے بھی "رعایۃ" میں یہی نقل کیا ہے اور امام غزالیؒ، بُندنجی اور حنفیہ میں سے صاحب ذخیرہ فرماتے ہیں کہ اگر اس درجہ کھینچا تانی نہ ہو کہ نظم قران متاثر ہو تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستحب ہے ورنہ بصورت دیگر ناجائز ہے"

بلکہ حافظؒ نے ایک غریب قول یوں ذکر فرمایا ہے :"وأغرب الرافعي فحكى عن أمالي السرخسي أنه لا يضر التمطيط مطلقا" کہ رافعی نے امام سرخسی علیہ الرحمۃ کی "امالی" کے حوالہ سے اچنبھے کی بات یہ نقل کی ہے کہ تحسینِ قراءت کی خاطر بے جا کھینچا تانی میں مطلقاً کوئی حرج نہیں ہے" (فتح الباری ج ۹/، ص ۸۹/)

تحسین قراءت وتغنی سے متعلق اکابر امت کی ان آراء مفصلہ کو بعضوں نے مختصراً تو بعضوں نے مزید وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، چنانچہ صاحب "زاد المعاد" اس پر بالتفصیل گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں : "قلت : لا بد من كشف هذه المسئلة وذكر اختلاف الناس فيها واحتجاج كل فريق ومالهم وعليهم في احتجاجهم وذكر الصواب في ذالك بحول الله تبارك وتعالى ومعونة" "کہ میرے نزدیک اس مسئلہ کی وضاحت اس میں علماء کا اختلاف اور ہر فریق کے دلائل اور اس سلسلہ میں مسئلہ کا مالہ وماعلیہ اور ان میں بتوفیق الٰہی حق وصواب کی نشان دہی کرنا ناگزیر ہے"

اس کے بعد آپ نے قراءت بالألحان سے متعلق مذاہب مختلفہ اور ان کے دلائل کو ذکر فرمایا ہے جس میں آپ خوش الحانی میں کوشش مزید کی ممانعت سے متعلق فرماتے ہیں:

قلت: لا بد من كشف هذه المسئلة ،وذكر اختلاف الناس فيها، واحتجاج كل فريق، ومالهم وعليهم في احتجاجهم، وذكر الصواب في ذلك بحول الله تبارك وتعالى ومعونته، فقالت الطائفة : تُكره قراءةُ الإلحان، وممن نص على ذلك أحمد ومالك وغيرهما، فقال أحمد في رواية علي بن سعيد في قراءة الإلحان : ما تعجبني وهو محدث، وقال في رواية المروزي : القراءة بالإلحان بدعة لا تُسمع، وقال في رواية عبدالرحمن المتطبب : قراءة الالحان بدعة، وقال في رواية ابنه عبد الله، ويوسف بن موسى ، ويعقوب بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بختان، والأثرم، وابراهيم بن الحارث : القراءة بالإلحان لا تعجبنی إلا أن يكون ذلک حزناً، فيقرء بحزن مثل صوت أبی موسی، وقال فی رواية صالح : (زينوا القران بأصواتكم)، معناه : أن يحسنه، وقال فی رواية المروزی : (ما أذن الله لشیئ كأذنه لنبی حسن الصوت أن يتغنی بالقران). وفی رواية قوله : (ليس منا من لم يتغن بالقران) فقال : كان ابن عيينه يقول : يستغنی به. وقال الشافعی : يرفع صوته، وذكر له حديث معاوية بن قرة فی قصة قراءة سورة الفتح والترجيع فيها، فأنكر ابوعبد الله أن يكون على معنى الألحان، وأنكر الأحاديث التی يحتج بها فی الرخصة فی الألحان. وروىٰ ابن القاسم، عن مالک، أنه سئل عن الألحان فی الصلوة، فقال : لا تعجبنی، وقال : إنما هو غناء يتغنون به، ليأخذ عليهم الدراهم وممن رويت عنه الكراهة : أنس بن مالک، وسعيد بن المسيب، وسعيد بن الجبير، والقاسم بن محمد، والحسن، وابن سيرين، وابراهيم النخعی. وقال عبد الله بن يزيد العكبری : سمعت رجلا يسأل أحمد، ما تقول فی القراءة بالألحان ؟ فقال : ما اسمک ؟ قال : محمد ، قال : أيسرک أن يقال لک : يا موحمد ممدوداً، قال القاضی أبو يعلی : هذه مبالغة فی الكراهة . وقال الحسن بن عبد العزيز الجروی : أوصى إلى رجل بوصية، وكان فيما خلف جارية تقرء بالألحان، وكانت أكثر تركته أو عامتها، فسألت أحمد بن حنبل والحارث بن مسكين ، وأبا عبيد، كيف أبيعها ؟ فقالوا : بعها ساذَجةً، فأخبرتهم بما فی بيعها من النقصان، فقالوا : بعها ساذَجةً. وقال القاضی : وإنما قالوا ذلک، لأن السماع ذلک منها مكروه فلا يجوز أن يُعَاوَضَ عليه كالغِنی.(ج/۲-ص/۵۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قال قاضی : أبو یعلی : هذه مبالغة فی الکراهة'' ترجمہ ''عبداللہ بن یزید عسکریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو امام احمدؒ سے یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ قراءت بالألحان کے باب میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے اس سے دریافت فرمایا: کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: محمد، آپ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ تمہیں مد کے ساتھ ''یا موحمد'' کہا جائے؟ اس پر قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بیان کراہت میں مبالغہ ہے''۔

لیکن قارئین کرام مذکور الصدر وجہِ ممانعت وکراہت میں غور فرمائیں! کیا اصحابِ ترتیل وتدویر میں کا کوئی اس طرح کی کمی بیشی کو قرانِ کریم میں جائز کہہ سکتا ہے؟ اور کیا یہ اصولِ تجوید وقراءت سے نکل جانا نہیں ہے؟ اور جب اس طرح حروف وحرکات کی کمی بیشی کے عدمِ جواز پر سب متفق ہیں تو پھر اختلاف کیا رہا؟ اسی کو علامہ نووی علیہ الرحمۃ ''التبیان'' میں یوں بیان فرماتے ہیں: ''اجمع العلماء علی استحباب تحسین الصوت بالقران ما لم یخرج عن حد القران بالتمطیط فإن خرج حتی زاد حرفا أو أخفاه حرم'' (ص/۲۱۶) ''اگر قاری قراءت میں بے جا کھینچا تانی کر کے قوانینِ قراءت کی حدود سے باہر نہ نکلے تو ایسی خوش آوازی سے تلاوتِ قران کے استحباب پر اجماع ہے لیکن اگر حدود سے اس طرح تجاوز کر جائے کہ کوئی حرفِ زائد پیدا ہو جائے یا کوئی حرف کم ہو جائے تو حرام ہے۔

لہذا کچھ باحثین کا یہ کہنا کہ تحسینِ قراءت کے باب میں کوششِ مزید سے متعلق علی الاطلاق (یعنی خواہ اصول تجوید وقراءت کی خلاف ورزی ہو یا نہ ہو) علماء کے مابین اختلاف ہے، یہ محلِ نظر ہے اور مزید تحقیق کا محتاج ہے بلکہ عباراتِ کتب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنہوں نے بھی اس کو ممنوع فرمایا ہے انہوں نے ممانعت کو خروج عن الحدود ہی کی شرط کے ساتھ مشروط قرار دیا ہے ورنہ کوشش مزید کے علی الاطلاق ممنوع ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں اور نہ ہی اس طرح کی علی الاطلاق ممانعت پر کوئی دلیل کسی نے ذکر کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بڑا ہی نپا تلا تجزیہ

چنانچہ صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے اولاً خوش الحانی سے متعلق مفصل کلام فرماتے ہوئے اقوالِ مختلفہ کو ذکر فرمایا ہے پھر بطورِ خلاصہ وحاصلِ کلام کے اپنی بڑی عمدہ و نپی تلی اور معتدل رائے کا اظہار فرمایا ہے جو ہمارے مذکورہ بالا مناقشہ وتبصرہ کے حق میں اچھی تائید وتوثیق کا باعث ہے اور یہی ہماری گفتگو کا حاصل ہے، اس سے جہاں تحریرِ بالا سے متعلق تسلی وتسکین ہوتی ہے وہیں کوششِ مزید کے باب کی الجھن بھی کافور ہو جاتی ہے اور اس طرح آپ نے صحیح وغلط کے مابین خط کھینچتے ہوئے مسئلہ کو بالکل صاف فرمادیا ہے، جو آپ کی غیر معمولی بصیرت خداداد ذوق تحقیق ومعتدل مزاجی کی بین دلیل ہے بلکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ بتوفیق الٰہی تحسین وتغنی سے متعلق کئی مضامین کو پڑھنے اور بہت ورق گردانی کا یا بہت سے در پر جا کر بھیک مانگنے کا موقع ملا (فالحمد للہ علی ذلک) مگر حافظ ابن حجرؒ کی معرفت وبصیرت کو دیگر عناوین کی طرح تحسین وتزیین قراءت کے باب میں بھی حیرت انگیز وبے مثال پایا، البتہ جب ذہن اس طرف گیا کہ حافظ ابن حجرؒ نے علامہ محمد ابن جزریؒ جیسے محقق فن سے قراءت کے فن میں استفادہ کیا وسند حاصل فرمائی ہے تو خوش الحانی سے متعلق آپ کی حیرت کن بصیرت کے باب میں تسلی ہوئی کہ یہ تو ہونا ہی چاہئے! کیونکہ جب زمین، بیج وسقایت سبھی اعلیٰ ہوں تو اسبابی طور پر فصل کا اعلیٰ ترین ہونا امر بدیہی ہے، خیر! تو آپ فرماتے ہیں : ''والذی یتحصل من الأدلة أن حسن الصوت بالقران مطلوب فإن لم یکن حسنا فلیحسنه ما استطاع کما قال ابن أبی ملیکة أحد رواة الحدیث وقد أخرج ذلک عنه أبو داؤد بإسناد صحیح ومن جملة تحسینه أن یراعی فیه قوانین النغم فإن الحسن الصوت یزداد حسنا بذلک وإن خرج عنها أثر ذلک فی حسنه وغیر حسن ربما انجبر بمراعاتها ما لم یخرج عن شرط الأداء المعتبر عند أهل القراء ت فإن خرج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنها لم يف تحسين الصوت بقبح الأداء ولعل هذا مستند من كره القراءة بالألحان لأن الغالب على من راعى الألحان أن لا يراعى الأداء، فإن وجد من يراعيها معاً فلا شك في أنه أرجح من غيره لأنه يأتي بالمطلوب من تحسين الصوت ويجتنب الممنوع من حرفة الأداء، والله أعلم (ج/۹،ص/۸۹)

ترجمہ:-خوش الحانی سے متعلق ادلہ مختلفہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر قاری کی آواز فطرۃً حسین نہ ہوتو-بقول راوئ حدیث ابن ابی ملیکہؒ-اسے سنوارنے کی مقدور بھر کوشش کرنی چاہئے! ابن ابی ملیکہؒ ہی سے امام ابوداؤدؒ نے روایتِ بالا کی تخریج فرمائی ہے، منجملہ اسبابِ خوش آوازی کے ایک اصولِ خوش نغمگی کی رعایت ہے، اسلئے کہ ایک حسن الصوت قاری کی آواز کا حسن اصولِ خوش نغمگی کی رعایت کی بدولت دوبالا ہوجاتا ہے۔

(۲)اور اگر ایک خوش آواز قاری سے بھی اصولِ خوش نغمگی کی رعایت میں کوتاہی ہوجائے تو اس سے بھی اس کی تلاوت کا حسن متاثر ہوتا ہے۔ (۳)اور بسا اوقات ایک غیر خوش الحان قاری اصولِ خوش نغمگی کی کما حقہ رعایت کی وجہ سے اپنی آواز کے حسن کی کمی کا تدارک کرلیتا ہے بشرطیکہ وہ تلفظ واداء کے باب میں اصولِ تجوید وقراءت کے دائرہ سے باہر نہ نکلے۔ (۴)لیکن یہی غیر خوش الحان قاری اگر لہجہ وخوش نغمگی پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز رکھنے کی وجہ سے تلفظ واداء کے باب میں اصولِ تجوید وقراءت کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے تو وہ اپنی اس غیر معتبر وقبیح ادا کی وجہ سے (محض اصولِ خوش نغمگی کی رعایت کے ذریعہ) اپنی آواز کے حسن کی کمی کا تدارک نہیں کرسکتا، آگے آپ فرماتے ہیں کہ شاید یہی حدیث ان حضرات کا مستدل ہے جو قراءت بالألحان کی کراہت کے قائل ہیں اسلئے کہ لہجوں اور خوش نغمگی پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز رکھنے والے قراء اکثر صحیح ومعتبر ادائیگی کی کما حقہ رعایت نہیں رکھ پاتے لیکن اگر ایسے قراء میسر آجائیں جو صحتِ اداواصولِ خوش نغمگی دونوں ہی کو کما حقہ نبھانے کا فنی ملکہ رکھتے ہوں تو وہ اپنے ما سوا تمام تر قراء سے افضل وبہتر ہوں گے اسلئے کہ وہ ایک ایسی ادا وتلفظ سے اجتناب کرتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جو شرعاً ممنوع واہل فن کے یہاں غیر معتبر ہے) ایسی خوش الحانی کی سعی فرمارہے ہیں جو عند الشرع مطلوب ومستحسن ہے۔

بیان حافظؒ میں قاریٔ قران کی چار قسمیں

دیکھئے! حافظؒ نے قاری وتالیٔ قران کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں :

پہلا: وہ خوش گلو قاری جو تحسینِ قراءت کی خاطر اصولِ خوش نغمگی کو بھی بجالاتا ہے تاہم اس کی قراءت دائرۂ اصولِ تجوید وقراءت سے خارج نہیں ہوتی ہے، یہ قاری سب سے افضل ہے۔

دوسرا : وہ خوش الحان قاری جو تلفظ وادا کے باب میں دائرۂ اصول تجوید وقراءت کا لحاظ تو رکھتا ہے مگر تحسینِ قراءت کے عنوان سے اصولِ خوش نغمگی کا خیال نہیں رکھتا جس کی وجہ سے اس کی قراءت کا حسن بھی متاثر ہوتا ہے اور کمال کو نہیں پہونچتا۔

تیسرا : وہ قاری جو خوش گلو نہ ہونے کے باوجود اپنی تلاوت میں صحت ادا واصولِ خوش نغمگی دونوں کو نبھاتا ہے یہ اصول خوش نغمگی کی رعایت کی بدولت اپنی آواز کے حسن کی کمی کا تدارک کرلیتا ہے بشرطیکہ وہ تلفظ وادا کے باب میں اصول تجوید وقراءت کے دائرہ سے باہر نہ نکلے۔

چوتھا : وہ قاری جو اولاً خوش گلو نہیں اور پھر لہجہ وخوش نغمگی پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز رکھنے کے باعث تلفظ وادا کے باب میں دائرۂ اصولِ تجوید وقراءت سے بھی باہر نکل جاتا ہے تو یہ اپنی غیر معتبر ادا وفساد تلفظ کی وجہ سے محض اصولِ خوش نغمگی کی رعایت کے ذریعہ آواز کے حسن کی کمی کا تدارک نہیں کرسکتا۔

تالیٔ قران کی ان چار قسموں کے بیان کے بعد حافظؒ فرماتے ہیں اور جو لوگ (قراءت میں) خوش الحانی کی کراہت کے قائل ہیں وہ ایسی ہی قراءت (جو تحسین کے حرص میں دائرۂ اصول سے نکل جائے) سے کراہت پر استدلال کرتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر تحسین کو مکروہ فرماتے ہیں نہ کہ مطلق تحسین کو، مذکورہ عبارت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ میں غور کرنے سے کئی غوامض کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انکشاف ہوتا ہے چنانچہ ایک بات تو یہ واضح ہوئی کہ خوش الحانی وتحسین قراءت کے لئے محض حسن صوت کافی نہیں بلکہ عمدہ لہجے اور ان لہجوں کے لئے اصول خوش نغمگی کی رعایت وپابندی بھی لابدی ہے۔

(۲) تحسین قراءت وخوش الحانی میں لہجوں واصول خوش الحانی کی رعایت حسن صوت پر غالب ہے یعنی خوش الحانی کے دور کن لہجہ اور حسن صوت میں لہجات اور ان کے قوانین کی پابندی حسن صوت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قوانین نغم کی صحیح رعایت سے صوتی حسن کی کمی کے پر ہونے کو فرمایا ہے مگر اس کا برعکس نہیں۔

(۳) بعض وہ باحثین (جن کی گفتگو مزید تحقیق ونظر کی محتاج ہے اور اس میں اعتدال کی کمی ہے) نے اصول خوش الحانی کی پابندی ورعایت کو سعی مزید سے تعبیر کر کے علی الاطلاق اس کو غیر جائز کہہ دیا ہے، حافظ علیہ الرحمہ کی اس بابصیرت گفتگو سے انہیں اپنی کمی کو سمجھنے کا موقع ملے گا۔

(۴) قوانین خوش نغمگی اور لہجات کی پابندی سے تلاوت اگر خروج عن الحدود کا باعث ہے تب ہی ناجائز ہے ورنہ اگر دائرہ میں رہ کر اصول خوش الحانی کی پابندی سے قراءت میں تحسین کی کوشش ہوتی ہے تو یہ جائز ہے منع نہیں بلکہ مستحسن ہے۔

اسی طرح علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ نے بھی خوش الحانی کی اثر انگیزی وفضیلت کو بالتفصیل بیان فرماتے ہوئے غیر شرعی وناجائز خوش الحانی کی بھی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ آپ رقم طراز ہیں: ''وقال الرافعی : إن أفرط فی المد وفی إشباع الحرکات حتی یتولد من الفتحة ألف أو من الضمة واو أو من الکسرة یاء أو یدغم فی غیر موضعه کره فإن لم ینته إلی هذا الحد فلا کراهة'' (ص/۲۱۷) ''رافعی فرماتے ہیں: اگر مد میں افراط سے کام لے اور حرکات میں ایسی کھینچا تانی کرے کہ فتحہ الف ہو جائے، ضمہ واو ہو جائے اور کسرہ یا ہو جائے، یا ایسی جگہ ادغام کرے جہاں ادغام کا موقع نہ ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر اس حد تک نہ پہونچے تو کوئی کراہت نہیں''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسی کو حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکی علیہ الرحمہ نے ''فوائد مکیہ'' میں إلحان و إنغام کی اصطلاح سے بیان فرمایا ہے۔

مذکورہ تحریرات وتفصیلات کا اگر بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو بطور حاصلِ کلام جو بات نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ نفسِ تحسین کے مطلوب و مستحسن ہونے پر تو سب ہی کا اتفاق واجماع ہے، رہی بات مطلوبہ تحسین کیلئے سعی مزید یعنی مستقل محنت اور مشق وتمرین کی تو اس سعیِ مزید کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اصولِ تجوید وقراءت کی رعایت وحدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوش الحانی کی ایسی کوشش کرنا کہ خوش الحانی کے شوق وسعی میں قراءت حدود دائرے سے متجاوز نہ ہو۔

(۲) خوش الحانی کی سعی وکوشش میں اس قدر مبالغہ کرنا کہ قراءت حدود و دائرے سے نکل جائے اور سعی مزید اصول شکنی کی موجب ہو، اول جائز اور ثانی ناجائز ہے۔

البتہ قراءت بالالحان اور خوش الحانی پر بحث کرتے ہوئے بعضے حضرات نے مسئلہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ فی الجملہ تحسین یا نفسِ تحسین الصوت بالقران کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ تحسین کی مزید کوشش یعنی مختلف لہجوں اور ہر لہجہ کی باریکی ونزاکت کا پاس ولحاظ جس کو یہ حضرات ''قراءت بالألحان'' سے تعبیر کرتے ہیں اس باب میں ائمہ دین کی آراء مختلف ہیں، گویا ان حضرات نے بلا کسی قید وشرطِ خروج عن الحدود کے علی الاطلاق اس کوششِ مزید ومخصوص توجہ کو مختلف فیہ قرار دیا ہے، جس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اصول وضوابط کی پابندی ورعایت کے ساتھ بھی الحان کی مزید کوشش کرنا مابین العلماء مختلف فیہ ہے چنانچہ بعض نے مباح بعض نے مستحسن، بعض نے مکروہ اور بعض نے حرام فرمایا ہے۔

محل نظر مرکزی نقطہ

لیکن یہ وہی مرکزی نقطہ ہے جو محل نظر ہے، کیوں کہ حضرات محدثین کی عباراتِ گذشتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جن سے بھی کراہت منقول ہے وہ خروج عن الحدود کے ساتھ ہی مشروط ہے، علی الاطلاق کراہت وحرمت کا کوئی بھی قائل نہیں، پھر انہوں نے جن حضرات کے نام سے اس کوششِ مزید کے مکروہ وغیر صحیح ہونے کو لکھا ہے ان میں سے کسی کی طرف سے بھی کراہت وحرمت کیلئے کوئی وجہ ودلیل ذکر نہیں فرمائی جس سے استفادہ کیا جا سکے۔

ہاں! صاحب "زاد المعاد" وجہ ممانعت کے طور پر یہ نقل فرماتے ہیں : "قول عبد الله بن يزيد العبكرى : سمعت رجلا يسئل أحمد ما تقول فى القراء ة بالألحان؟ فقال : ما اسمک؟ قال : محمد قال : أيسرک أن يقال لک يا موحمد ! ممدوداً (زاد المعاد ج/۲، ص/۵۴۴)

لیکن بنظر انصاف عبارت بالا کو اگر دیکھیں تو واضح ہوگا کہ مذکور الصدر غلطی تو دائرہ سے نکل جانے والی غلطی ہے لہذا مجوزین ہوں یا مانعین کسی کے یہاں بھی یہ جائز نہیں، بلکہ بالاتفاق ہر ایک اس کے ممنوع وناجائز ہونے کا قائل ہے لہذا اب ایسی عبارت کو بنیاد بنا کر اس کا قائل ہونا کہ یہ خوش الحانی علی الاطلاق بلا کسی شرطِ خروج عن الحدود کے مختلف فیہ ہے یہ بعید از صحت اور عاری عن البصیرت ہے، ہاں! کوئی ایسی عبارت پیش کرتے کہ بوجہِ خوش الحانی جس میں لحن جلی تو کیا لحن خفی بھی نہ ہو پھر بھی اس کو کسی نے منع لکھا ہوتب تو اسے تسلیم کیا جاتا، موحمد جیسی غلطی کے ساتھ خوش الحانی کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں ہے معلوم ہوا کہ حضرات محدثین کی ترجمانی اور مسئلہ کی صحیح نوعیت پیش کرنے میں ان باحثین کو سہو ہو رہا ہے فافہم

سوال : ترتیل پر اعتراض کرتے ہوئے ایک بات یہ بھی کہی جارہی ہے کہ یہ اصحابِ ترتیل اپنی قراءت کو سنوارنے کیلئے جو کوشش کرتے ہیں وہ زائد از ضرورت اور پر از تکلف ہے مثلاً گلے کو بنانا، لہجوں کو سمجھنا ان کی باریکیوں کا لحاظ کرنا اور نام زد لہجوں کو اپنانا اور اسے اپنا مرکزِ توجہ قرار دیتے ہوئے اسی کا بن کے رہ جانا وغیرہ کیا شرعاً اس تکلف کا جواز بھی ہے؟

جواب : ہاں! یہ صحیح ہے کہ خوش گلو حضرات تحسینِ قراءت کیلئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن کسی امر کو شرعاً ناجائز کہنے کیلئے اس قدر عجلت ٹھیک نہیں ہے، بلکہ ضروری ہے کہ ناجائز کہنے سے قبل اس کے سارے نواحی کو شرعی کسوٹی پر پرکھ لیں! اگر واقعۃً وہ منشأ شریعت کے خلاف اور حدود شرعیہ سے خارج ہے تو اسے ضرور ناجائز کہا جائے گا۔

اب دیکھئے! جہاں تک مسئلہ گلے کے بنانے، آواز کے سنوارنے اور اس کی حفاظت کا ہے تو کیا کسی نعمت وانعام کی حفاظت کرنا خلاف شرع ہے؟ اور کسی نعمت کی قدردانی خوشنودیٔ رب کا سبب ہوتی ہے یا ناراضگی کا؟ مثلاً آپ نے اپنے دو محبت کرنے والوں کو قیمتی کتاب ہدیہ میں دی اب ان میں سے ایک نے بہ جذبۂ تشکر وامتنان بڑی عظمت کے ساتھ قبول کرتے ہوئے سر چڑھایا اور آداب کتب بینی بجالاتے ہوئے اس سے خوب استفادہ کیا، جبکہ دوسرے نے دیگر ہدایا کی طرح اسے قبول کرلیا مگر نہ کتاب کی عظمت کو سمجھا نہ اس کی کوئی قدر وقیمت، بلکہ اس کو کسی ایسے کونے میں ڈال دیا کہ اس کے ہونے نہ ہونے تک کو بھول گیا، اب ظاہر ہے کہ ایسی ناقدری جہاں کسی بھی محسن کیلئے باعث کلفت وشکوہ ہوتی ہے وہیں ہدیہ کے ساتھ ایسا ناروا سلوک آئندہ ہدیہ کے استحقاق سے محروم بھی کردیتا ہے۔

جب کسی نعمت یا ہدیہ کی ناقدری کا یہ نتیجہ ہے تو خوش آوازی یہ تو نعمہائے جنت میں سے ایک نعمت اور معجزانہ شان کی حامل ہے، لہٰذا اس کی حفاظت وقدردانی اور اس سے استفادہ، نیز صحیح مصرف میں اس کا استعمال یہ تو شکرانِ نعمت، رضائے رب اور قربِ خداوندی کا باعث ہوتا ہے۔

لہٰذا آواز کی ایسی قدردانی تو قابل ستائش ہوتی ہے نہ کہ بجہ نکیر وتنقید اور گلے کی حفاظت نہ کرکے آواز کو کریہ السماع بنادینا اچھا ہے یا حفاظت کرکے اسے پرکشش وپرتاثیر رکھنا یہ مطلوب ہے؟

رہا تحسین قراءت کی خاطر مختلف ومتعدد لہجوں کو نامزد پڑھنا، اس کی باریکیوں تک کو بجالانا اور عرب قراء کے لہجاتِ عربیہ کی نقل کیلئے خوب مشق وتمرین کرنا جسے بعض باحثین نے سعیِ مزید کا نام دے کر غیر صحیح بتلانے کی کوشش کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس باب میں اولاً یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ سرکار دو عالم علیہ ﷺ کے ارشادات عالیہ "زینوا القران ، حسن القران، وزینوه بأحسن الأصوات، لیس منا من لم یتغن" وغیرہ میں تحسین قراءت وتزیین کا حکم ہے اور اس تزیین کے دو بنیادی سبب ہیں ؛ عمدہ آواز اور جاذب لہجہ، اب ظاہر ہے آواز جس قدر عمدہ وحسین ہوگی تحسین قراءت اس قدر زیادہ ہو کر کمال امتثال کا سبب بنے گی، لہذا اکمال امتثال اور قدر نعمت کی نیت نیک سے اگر کوئی آواز کو سنوارنے اور گلے کو بنانے یا آواز کی سلامتی اور اس کی جاذبیت کو برقرار رکھنے کی غرض سے کچھ احتیاط اور کچھ کوشش کرتا ہے تو اسے کیونکہ مورد اعتراض قرار دیا جاتا ہے؟ اسی طرح جاذب ورپرسوز وحزین لہجوں کے لئے مختلف اسباب اختیار کرتا اور حدود تجوید وقراءت کا بھی خیال رکھتا ہے یا لہجوں کی نزاکت وباریکیوں کا اہتمام کرتا ہے تو اسے کیوں غلط کہا جارہا ہے؟

پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے بلاتفریق عرب وعجم سب ہی قارئین قران کو یہ حکم فرمایا ہے "اقرؤا القران بلحون العرب" تو اب سوال یہ ہے کہ ایک عجمی (جو خلقۃً اندازِ عربیت نہیں رکھتا اور لحون عرب کا حامل نہیں) کیلئے اپنی تلاوت وقراءت کو عربی قالب میں ڈھالنے اور لحونِ عرب کو حاصل کرنے کا اتنا بڑا و اہم کام آیا بلاسعیِ مزید وکثرت مشق کے ممکن ہوسکتا ہے؟

نہیں ہرگز نہیں! ایں خیال است ومحال است وجنوں بلکہ اس کے لئے تو ہر کسی کو مستقل محنت ومشق وتمرین ضروری ہے، خواہ خوش آواز ہو یا نہ ہو اور خواہ مشق ومشاقی سے نسبت ہو یا نہ ہو بلا مشق کے لحونِ عرب کا حصول ناممکن ہے۔

ہماری درسگاہوں میں پڑھنے والا جوان اس سے بخوبی واقف ہے کہ عربی لہجوں کو بنانے کیلئے ایک ایک آیت کو کتنے روز تک کتنی کتنی بار مشق کرنا پڑتا ہے اور اس کیلئے کتنی کڑھن درکار ہے اور آرام کو کیسے چھوڑنا پڑتا ہے تب جا کر اپنے انداز میں عربیت کا رنگ بھر پاتے ہیں چنانچہ مشق وتمرین ہی کی ان درسگاہوں سے بڑی تعداد ایسے جوانوں کی بھی نکلتی ہے جس نے اس کا شوق رکھا ہوتا ہے، نہ ہمتِ محنت وریاضت (حالانکہ اقرؤا القران بلحون العرب کا خطاب تو ہر کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تھا) جس کا نتیجہ یہ دیکھا جارہا ہے کہ جن درسگاہوں سے عجمی گھرانوں کے کچھ جوان لحونِ عرب وعربی انداز لے کر نکلتے ہیں اور عرب نہیں بلکہ عرب کا مثقف طبقہ ان کی قراءت وتلاوت سے متاثر ہوتا ہے، ان ہی درسگاہوں سے ایک بڑا طبقہ ایسا بھی نکل رہا ہے جو عمر بھر اپنے عجمی تلفظ وعجمی انداز سے نکل نہیں پاتا اور اقرؤا القران بلحون العرب کی طرف اعتناء نہیں کرتا۔

معلوم ہوا کہ عربی انداز کیلئے مشق وتمرین، محنت وریاضت لابدی ہے، اس کے بغیر ممکن نہیں، اور محنت وسعیِ پیہم کے بعد ناممکن بھی نہیں، سعیِ مزید ضروری ہے لہذا اب ایسی سعیِ مزید سے متعلق کلام کرنا حقیقت شناسی میں نقص وکمی ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اب اگر ارشاد نبوی ﷺ ''اقرؤا القران بلحون العرب'' کی تعمیل ومنشا نبوی ﷺ کی تکمیل جیسی نیک نیت سے ایک عجمی سعی مزید کرتا ہے تو کیا اس سعی پر اعتراض یا لعن طعن کرنا موزوں ہوگا؟ نہیں ہرگز نہیں۔

پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ ابتداءً لحون عرب کو اپنانے میں تکلف ہوتا ہی ہے کے وہ اپنی ذات وطبیعت میں نہیں ہے لیکن کثرتِ مشق کے بعد پھر وہ عادت وطبیعت بن جاتی ہے اور تکلف رخصت ہوجاتا ہے لہذا کثرت مشق کو تکلف کہنا بھی کہاں صحیح ہے؟

یہ تھا جواب کا عقلی پہلو، رہی نقل تو سعی مزید نقلا بھی ثابت ہے، دیکھئے! مسند ابی یعلی کی روایت ہے، حضرت ابوموسی اشعریؓ کو ان کی حسن قراءت پر سرکار دوعالم ﷺ نے داد وتحسین سے نوازتے ہوئے فرمایا: ''لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داؤد'' تو حضرت ابوموسی اشعریؓ عرض کرتے ہیں: ''اما انی لو علمت بمكانك لحبرته لك تحبيراً'' (ج/۱۳، ص/۲۶۶)

اسی کو ابن کثیرؒ نے فضائل القران میں یوں نقل فرمایا: ''أما والله لو علمت أنك تسمع قراءتی لحبرتها لك تحبيراً'' (ص/۳۵)

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اسکو یوں نقل فرمایا ہے: ''عن أنسؓ ان ابا موسى قام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیلة یصلی فسمع أزواج النبی ﷺ صوته وکان حلوا الصوت فقمن یسمعن فلما أصبح قیل له فقال لو علمت لحبرت لهن تحبیرا!'' (فتح الباری ج/۹، بحوالہ سنن القراء ص/۸۷)

''کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے اگر اس کا علم ہوتا کہ میری قراءت کو آپ کے بابرکت سامعہ کی توجہ حاصل ہے تو میں آپ کیلئے اور خوبصورت انداز میں اس سے زیادہ بنا سنوار کر پڑھتا''

دیکھئے! آپ ﷺ نے انہیں تحسینِ مزید کی غرض سے کوشش مزید سے منع نہیں فرمایا اگر سعی مزید کا شرعاً جواز نہ ہوتا تو حضور ﷺ ضرور منع فرماتے جس کو حدیث تقریری کہا جاتا ہے، معلوم ہوا کہ تحسینِ قراءت کیلئے سعی مزید جب خود حدیث سے بھی ثابت ہے تو اس کو کون منع کر سکتا ہے؟

ہاں! اگر یہ سعی مزید کسی اصول شکنی کا باعث ہو تو اسے کوئی جائز بھی نہیں کہہ سکتا۔

فائدہ : فقہ الحدیث کے طور پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی اس معروض سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے قلب کو قرانِ کریم سے متاثر کرنے یا کسی کے دل کو خوش کرنے کی نیت سے تحسین کی مزید کوشش کرنا ریاکاری نہیں ہے اور اس میں حرج نہیں۔

تطیبِ قلبِ مؤمن کیلئے خوش الحانی ریا نہیں

حکیم الامت مجدد ملت حضرت اقدس تھانوی علیہ الرحمۃ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں : ''مجھے اس سے قبل اس معمول کے متعلق بڑا تردد تھا کہ لوگ قاریوں سے رکوع سنانے کی فرمائش کرتے ہیں اور وہ خوب سنوار سنوار کر خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے ہیں تاکہ سامعین کا دل خوش ہو، اس وقت عموماً ثواب کی بھی نیت نہیں ہوتی، مجھے ان کے متعلق سخت تردد تھا کہ آیا یہ جائز بھی ہے یا ناجائز؟ اور یہ ریا تو نہیں! کیونکہ ظاہر ہے کہ محض سامعین کی رضا کیلئے ایسا کیا جاتا ہے مگر اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ اگر اس سے مقصود مال اور جاہ ہوں کہ خوش ہو کر سننے والا روپیہ دیگا یا معتقد ہو جائے گا تب تو یہ ریا ہے اور ناجائز ہے، اور اگر یہ نیت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ یہ خوش ہوگا تو یہ ریا نہ ہوگا کیونکہ اس کا دل خوش کرنا بھی دین کی خدمت ہے اور اس کے خوش کرنے سے مقصود خدا کا خوش کرنا ہے، غرض اس حدیث سے پوری تائید مل گئی اس معمول کی، اور اس روز سے پھر مجھے اس کے ناجائز ہونے کا شبہ نہیں ہوا (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۱۰/ ص ۲۳/ ۲۴)

بہر حال سعیِ مزید فی نفسہ نہ مکروہ ہے نہ حرام، اور نہ ہی باعث تکلف، اسی وجہ سے حق و باطل کے مابین غیر معمولی ناپ تول اور تمیز رکھنے والے عظیم المرتبت صحابیِ رسول امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے متعلق حاضرین مجلس سے فرماتے : "من استطاع أن يتغنى بالقران غناء أبي موسى فليفعل" (الفجر الجدید فی احکام القراءۃ والتجوید ص/ ۷۹۱)

واقعہ کی تفصیل علامہ مروزی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں "وكان أبو موسى يصلي في مسجد رسول الله ﷺ ويرفع صوته وهو يقرء القران فقال علي بن أبي طالب رضي الله عنه لعمر بن الخطاب رضي الله عنه ألا تنهى هذا عن أن يغني بالقران في مسجد رسول الله ﷺ فأمهل عمرؓ حتى إذا كان الليل خرج فاستمع لأبي موسى وهو يقرء فلما سمع قرائته رق لها حتى بكى ثم انصرف فلما اصبح واجتمع له أصحابه قال لهم من استطاع منكم ان يغني غناء أبي موسى فليفعل (مختصر قیام اللیل للمروزی ص/ ۱۲۷)

ترجمہ : "آپ میں سے جس کے لئے ممکن ہو کہ وہ ابو موسیٰؓ کے لہجہ میں قرانِ کریم کی تلاوت کرے یعنی حضرت ابو موسیٰؓ جس تحسین ودرد آمیز انداز میں قرانِ کریم پڑھتے ہیں تم میں سے جس سے بن پڑے وہ ان کی نقل اتارتے ہوئے ان کے سے پرسوز انداز میں قرانِ کریم کی تلاوت کرے۔

غور فرمائیں! یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت ابو موسیٰؓ کو یہ مثالی آواز قسامِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازل کی طرف سے وہبی طور پر عنایت فرمائی گئی تھی، پھر مزید کرم فرمائی کے طور پر اس حکیم وعلیم ذات نے لہجہ کا بھی عجیب سوز عنایت فرمایا تھا اور آواز ولہجہ کے اس امتیاز کی وجہ سے حضور ﷺ کی ذات بابرکت نے آپ کی آواز وانداز کو حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والتسلیم کی آواز وانداز سے تشبیہ دی ہے۔

غرض یہ کہ حضرت ابوموسیٰؓ کی یہ دونوں چیزیں وہبی تھیں اور یہ امر بدیہی ہے کہ کسب، وہب کا مقابل نہیں ہوسکتا اس کے باوجود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو آپ کے انداز میں پڑھنے کی تلقین فرماتے اور ترغیب دلاتے ہیں۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تقسیم خداوندی کے تحت خوش الحانی کی دونوں نعمتیں جن کے حصہ میں وہبی انداز میں نہیں آئی ہیں، انہیں حضرت ابوموسیٰؓ کے انداز پر آنے کیلئے صرف کوششِ مزید ہی نہیں بلکہ محنت بیسیار کی ضرورت پڑیگی اور حضرت عمر فاروقؓ کو اس کا علم تھا اس کے باوجود ابوموسیٰؓ کے انداز میں پڑھنے کی تلقین فرمانا یہ دلیل ہے کہ کوششِ مزید فی ذاتہ ممنوع وخلاف شرع نہیں ہے ورنہ عمر فاروقؓ خلافِ شرع کسی عمل کا حکم فرمائیں یہ کہاں ممکن تھا؟

معلوم ہوا کہ خوش الحانی کیلئے کوششِ مزید ممنوع نہیں بلکہ مطلوب ہے، لہذا جن باحثین نے خوش الحانی کی شرعی حیثیت سے بحث کرتے ہوئے نفسِ کوشش مزید کو بین العلماء مختلف فیہ قرار دیا ہے یہ محل نظر ہے کیونکہ جنہوں نے بھی اطمینان بخش انداز میں صحیح وغلط خوش الحانی پر گفتگو فرمائی ہے اور اختلاف کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے علی الاطلاق بلاقیدِ خروج عن الحدود خوش الحانی کو ناجائز کہا ہو، اور اگر اجمال سے کام لیتے ہوئے وجہِ ممانعت کو بیان نہیں فرمایا ہے تو مآل اور نتیجہ کے اعتبار سے ان کی گفتگو کا حاصل بھی یہی ہے کہ جو خوش الحانی حدود سے خروج کا سبب بنے وہی ناجائز، باقی جس خوش الحانی میں حدود کا بھی پاس ولحاظ ہو وہ غیر جائز نہیں بلکہ مطلوب ومستحسن ہے، اور ظاہر ہے کہ کسی مضبوط دلیل کے بغیر ہی کسی امر کو ناجائز کہہ دینا یہ مزاج شریعت نہیں جبکہ خوش الحانی کی ترغیب میں متعدد فرامین واحادیث بھی موجود ہیں اور یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیسے ممکن ہے کہ صاحب شریعت ﷺ ایک ہی چیز کی طرف اس قدر رغبت دلائیں اور اسی چیز کو غیر شرعی اور ممنوع بھی فرمادیں۔

اسلئے حقیقت یہ ہے کہ فی نفسہ خوش الحانی مطلوب و مستحسن ہے لیکن وہاں جب وہ خروج عن الحدود کا سبب بن جاتی ہے تو خروج کے اس عاملِ خارجی کی وجہ سے ممنوع ہوجاتی ہے اور اسی کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی حاصلِ بحث کے طور پر فرمایا ہے۔

سوال : ترتیل واصحابِ ترتیل پر کئے گئے اعتراض میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ کچھ لوگ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اسی میں صرف کرتے ہیں اور اسی کے بن کے رہ جاتے ہیں۔

جواب : اس کیلئے اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں تو نہ صرف الجھن ختم ہوگی بلکہ حقیقت تک رسائی بھی سہل ہوجائے گی، چنانچہ تاریخِ قرون اولی کی یہ روشن حقیقت ہے کہ احکام شرعیہ وارشادات نبویہ کو اپنانے اور علوم شرعیہ کے حفاظت کا انداز یہ تھا کہ شخص واحد ہی کئی علوم کا جامع ہوتا تھا اور ایک ہی صحابی رسول ﷺ کے چشمۂ فیض سے متعدد علوم وفنون کے لوگ فیضیاب ہوتے تھے اور جس شیریں چشمہ سے تفسیر کا تشنہ سیراب ہوتا اسی چشمہ سے فقہ وبلاغت، حدیث وقراءت کا پیاسا بھی اپنی پیاس بجھاتا تھا اس طرح طالبانِ علومِ نبوی ﷺ کیلئے یہ سہولت تھی کہ انہیں ایک سے زیادہ علم وفن کیلئے متعدد درسگاہوں کی خاک چھاننے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ ایک ہی درسگاہ سے ساری ضرورتیں پوری ہوجایا کرتیں تھیں جو دراصل ان کی اولوالعزمی اور بے مثال جذبۂ دینی کے علاوہ سرور دوعالم ﷺ کی پاکیزہ اور بابرکت صحبت کا نتیجہ تھا۔

علوم اسلامیہ میں اختصاص

مگر وقت کے گزرنے اور دورِ نبوی ﷺ سے بعد کے تحت جب ہمتوں میں پستی اور پہاڑی عزم واستقلال اور جذبات دینی میں کمی آنی شروع ہوئی اور جامعیت مشکل ہونے لگی تب علومِ اسلامیہ کی نشر واشاعت کی صدری حفاظت کے علاوہ قرطاسی حفاظت کے طور پر دورِ تدوین کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آغاز ہوتا ہے، نیز ایک ایک علم کیلئے مستقل درسگاہیں قائم ہورہی ہیں گویا تخصص کے شعبے قائم ہونے لگے جس کے نتیجہ میں ایک شخص جہاں کئی علوم کی تعلیم پاتا ہے وہیں وہ کسی ایک فن میں کمال، مہارت واختصاص پیدا کرتا ہے اور وہ اپنی اکثری توجہات ومحنت کا مرکز اسی فن کو قرار دیتا ہے، اپنی زندگی کے بیشتر اوقات اسی ایک فن کے سنوارنے اور اس کی خدمت کیلئے وقف کردیتا ہے جس کے نتیجہ میں اب ایک شخص امام فی النحو، کوئی امام فی الحدیث، کوئی امام فی الفقہ تو کوئی امام فی القراءت کہلاتا ہے، اب اس فن کی کسی بھی ضرورت کیلئے وہ مرجع ہوتا ہے لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ اپنے معاصروں میں امتیازی حیثیت کا مالک ہوتا ہے اور یہی سلسلہ تا حال جاری ہے۔

چنانچہ یہ صورتِ حال علمِ قراءت وخوش الحانی کو بھی پیش آتی ہے اور دورِ نبوی ﷺ کی طرح بعد کے ادوار میں بھی وہ خوش نصیب بندگانِ خدا جن کے حصہ میں خوش آوازی کی دولت عظمیٰ وہبی طور پر آئی تھی انہوں نے قدرت کے اس عطیہ کو اپنی زندگی کا عظیم سرمایہ سمجھا اور رضائے الٰہی وقربِ خداوندی کے حصول کے خاطر اس کو نعمت کبریٰ خیال کیا اور دیگر علوم سے بقدر ضرورت واقفیت کے ساتھ ساتھ تحسینِ قراءت میں اختصاص پیدا کیا جس کے نتیجہ میں انہیں اس باب میں امتیازی پوزیشن حاصل ہوئی اور حسنِ قراءت ہی ان کا تشخص وتعارف بن گیا اور اپنے دور کے سینکڑوں وہزاروں سے داد وتحسین حاصل کی ان کی خوش الحانی نے اپنے ساتھ لاکھوں آنکھوں کو اشک بار کیا، تو کتنے قلوب کو لرزایا، کتنے فکر کو پاکیزگی بخشی، بے شمار لوگوں کو ایمانی چاشنی وقرانی لذت سے لطف اندوز کیا، تو کتنوں کو یادِ الٰہی میں ڈوب جانے کی دولت سے سرفراز کیا، ہزاروں دلوں کی دنیا بدل ڈالی اور اس طرح نہ معلوم کتنے لوگوں کی فطرت کو تسلی بخشی۔

اور یہ تو ہونا ہی تھا اسلئے کہ یہ انسان کی فطرت ہے، سارے لوگوں نے بالاتفاق خوش الحانی کو تاثیرِ قلبی کا بہترین سبب قرار دیا ہے جیسے کوئی طبیب یا حکیم دوائی کی تاثیر کو بڑھانے کی غرض سے اس کو میٹھا بنا کر یا خوشبو میں ملا کر اپنے مریض کو کھلاتا ہے بالکل اسی طرح نسخۂ قراءۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی تاثیر خوش آوازی کی حلاوت اور عمدہ لہجوں کی خوشبو سے دوبالا ہو جاتی ہے۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے اپنے مشاہدین و مستمعین ہی نہیں بلکہ بعد کے لوگوں میں بھی لاکھوں کی تعداد ان کی گرویدہ نظر آتی ہے۔

مثالی خوش الحان قراء

آیئے! ہم مشتے از خروارے کے طور پر ایسی ہی چند مغتنم شخصیات سے آپ کی ملاقات کراتے ہیں۔

(۱) حضرت سالمؒ سے متعلق روایت ہے :عن عائشةؓ قالت : أبطأت على رسول اللهﷺ فقال : ما حبسک يا عائشة ؟ قالت: يا رسول الله ! إن في المسجد رجلا ما رأيت احدا احسن قراءة منه قالت : فذهب النبيﷺ وإذا هو سالم مولى أبي حذيفة فقال رسول اللهﷺ : الحمد لله الذي جعل في أمتي مثل هذا (رواه ابن ماجة واحمد وغيرهما)

دیکھئے! اللہ کے رسولﷺ حضرت سالمؒ کی خوش الحانی سے خوش ہو کر رب کریم کا شکر بجالاتے ہیں کہ اس ذات نے میری امت میں اتنے عمدہ پڑھنے والوں کو پیدا فرمایا ہے گویا ایسے خوش الحان قراء اللہ کے رسولﷺ کے یہاں بھی قابل فخر ہوا کرتے ہیں اور حضورﷺ کی ذات بابرکت اس پر فخر فرما رہی ہے۔

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے متعلق صاحب مفتاح السعادۃ تحریر فرماتے ہیں : وكان من أطيب الناس صوتا بالقران سمع النبيﷺ قرائته فقد قال : لقد أوتي هذا مزمارا من مزامير ال داؤد ، (ج/۱،ص/۳۹۱)

(۳) اسی خوش الحانی کی وجہ سے تو حضرت عمر فاروقؓ آپ سے فرماتے ہیں: ذكرنا ربنا يا أبا موسى ! فقرأ ، موسیٰ اور اس پر حضرت عمر فاروقؓ زار و قطار روتے بلکہ آپ لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے یہ بھی فرماتے: من استطاع أن یتغنی بالقران غناء أبی موسی فلیفعل۔

(۴) حضرت عقبی بن عامرؓ سے متعلق ہے : کان من أحسن الناس صوتا بالقران قال له عمرؓ : اعرض علی سورت کذا ! فعرض علیه فبکی عمر وقال : ما کنت أظن أنها نزلت (الفجر الجدید فی أحکام القران والتجوید ص/ ۷۹۱)

(۵) حضرت علقمہؒ بن قیسؒ سے متعلق ان کے تذکرہ میں لکھا ہے: وکان من أحسن الناس صوتا بالقران وکان إذا سمعه ابن مسعودؓ یقول : لوراک رسول اللهﷺ لسربک (مفتاح السعادة ص/۳۹۷ ا،لفجر الجدید فی أحکام القران والتجوید ص/ ۷۹۱)

(۶) صاحب مفتاح السعادۃ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے متعلق فرماتے ہیں : کان حسن الصوت بالقران فخرج لیلة وجهر بصوته فاستمع له الناس فقال سعید بن المسیب : أفتنت الناس : ؟ فدخل ،(ج/۱،ص/۳۹۴)

خوش الحانی میں مقناطیسی طاقت ہے

ارباب ذوق پر مخفی نہیں ہے کہ کوئی خوش الحان قاری جب قرانِ کریم کو اپنی تڑپا دینے والی آواز میں تلاوت کرتا ہو تو سو بار کوشش کرنے پر بھی دل ودماغ وکان کو قاری کی آواز سے ہٹانا ممکن نہیں، آدمی بے بس وبے خود ہوجاتا ہے پھر اگر ایسی طرب آمیز قراءت رات کی تنہائیوں اور پر کیف فضاؤں میں ہو تو کیا پوچھئے ! کسی کے لئے سونا کہاں ممکن! چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ رات کے وقت گھر سے باہر نکلے اور اپنی بے خود کردینے والی اور روح پرور آواز میں قران کریم کی تلاوت شروع فرمائی تو سارے سوئے ہوئے لوگ بستر چھوڑ کر ان کی قراءت سننے کیلئے اتنی رات میں بھی جمع ہوگئے اور سو فیصد کان بن کر سننے لگے، جس پر حضرت سعید بن المسیبؒ نے آپ سے فرمایا کہ آپ نے لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے، سونے نہیں دوگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا؟ تو قراءت بند کر کے گھر میں داخل ہو گئے، خوش الحانی میں وہ مقناطیسی طاقت ہے کہ گہری نیند سویا ہوا شخص بھی بصد شوق کشاں کشاں قدموں میں آ گرتا ہے۔

لیکن کیفیت بے خودی وگرویدگی کی یہ نعمت بھی ہر ایک کو میسر نہیں ہوتی، چنانچہ سب کا مشاہدہ ہے کہ خوش الحان قاری کی قراءت سے کچھ قلوب پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور آنکھیں بہہ پڑتی ہیں تو عین اس وقت اللہ کے کچھ بیچارے بندوں کی طبیعت پر کوئی اثر نہیں ہوتا، صوتِ حسن وغیر حسن دونوں کے مابین ان کے یہاں کوئی خاص فرق نہیں حالانکہ صوتی حسن وعدمِ حسن دو بالکل الگ چیزیں ہیں چنانچہ قرانِ کریم نے بھی حسنِ صوت کو بیان فرماتے ہوئے یزید في الخلق ما یشاء اور ولقد اٰتینا داوٗد منا فضلا فرمایا وہیں إن أنکر الأصوات لصوت الحمیر پھر فرمایا کہ ایک آواز باعثِ فرحت وسرور ہے تو دوسری باعثِ زحمت۔

آگے اور دیکھئے کہ قسامِ ازل نے حسنِ صوت کی عظیم نعمت امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حصہ میں بھی کر رکھی تھی جس کی وجہ سے تذکرہ نگاروں نے آپ کے اس وصفِ امتیازی کو بیان فرماتے ہوئے آپ کو ''کان من احسن الناس قراءۃ'' لکھا ہے چنانچہ آپ کے معاصرین کا بیان ہے کہ ہم جب یادِ خداوندی میں ڈوب کر اشک بار ہونا چاہتے تو امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر قراءتِ قران کی درخواست کرتے جس پر آپ تلاوت شروع فرماتے اور ایسی پر تاثیر تلاوت فرماتے کہ لوگ بے خود ہو کر گر پڑتے بہت سوں کی چیخیں نکل جاتیں، ہچکیاں بندھ جاتیں، جس پر آپ کو تلاوت بند کر دینی پڑتی تھی (الفجر الجدید ص ۷۹۱/)

غرض یہ کہ خوش الحانی کی قدر ومنزلت ہر دور میں رہی اور خوش الحان قراء نے رجالِ معرفت اور اصحابِ کیف کے قلوب میں ہمیشہ جگہ پائی ہے۔

پھر جب ایک خوش الحان اس کو اپنا مرکزِ محنت وتوجہ قرار دیتا ہے تب تو وہ مقامِ مرجعیت وامتیازی پوزیشن حاصل کر لیتا ہے اور سارے لوگ اس کے کمال کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان وقلم کی بے اعتدالی ایک المیہ

لیکن نظرِ اعتراض کا ضعف اور معترض کے قلم وزبان کی بے اعتدالی ملاحظہ فرمائیں!

کہ نحو کے متخصص کو امام النحو، تفسیر کے ماہر کو مفسر اور فقہ کو مرکزِ محنت قرار دینے والے کو فقیہ، اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں کو حدیث شریف میں صرف کرنے والے کو محدث اور منطق میں امتیازی شان کے حامل کو منطق کا امام کہہ کر استقبال کیا جاتا ہے اور یہ ہونا بھی چاہئے! مگر حسنِ صوت ولہجوں کی موہوب نعمتوں کو جب کوئی منشأ شریعت کے بموجب دائرۂ اصول تجوید وقراءت کے پاس ولحاظ کے ساتھ متخصصانہ انداز میں قرانِ کریم میں صرف کرتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس اختصاص وامتیاز کو گلے لگایا جائے موردِ اعتراض والزام قرار دیا جاتا ہے ایسا کیوں؟ جبکہ لسانِ نبوت ﷺ کے بیان کے مطابق اللہ رب العزت کے کان کو خوش الحان قاری کی قراءۃ کو سننے کا شوق دیگر ساری چیزوں سے زیادہ ہے پھر ہمیں آپ کو کیوں نہیں؟

اور غور طلب امر یہ بھی ہے کہ روایت میں اللہ رب العزت کے اس شوق کو جب ترتیل یا تدویر کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں فرمایا تو پھر ہماری طرف سے یہ تفریق کیوں؟ اور گو طبعی میلان اور مزاج کی ہم آہنگی ترتیل وتدویر سے کسی ایک کے ساتھ ہو مگر دوسرے کی مخالفت کرنا کیا یہ بے اعتدالی وناانصافی نہیں ہے؟

یہ سوتیلا پن کیوں؟

نیز جب اصحابِ ترتیل کی طرح اصحابِ تدویر بھی تدویراً خوش الحانی کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کا مرکز قرار دیتے ہیں اور اپنی تدویر کو روز افزوں حسین وجاذب بنانے اور اس میں نئے نئے لہجوں کا رنگ بھرنے میں خوب کوشاں ہیں شاید اسی لئے پچھلے ادوار میں تدویر کے اس قدر لہجے نہ رہے ہوں جتنے فی زمانناہیں، یوں اصحابِ تدویر کی بھی ایک بڑی تعداد ہے جو تدویر کو بنانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسجانے میں اپنا بیشتر وقت صرف کرتی ہے، چنانچہ اس دور انٹرنیٹ میں بڑی سہولت سے ہر کوئی اس کو دیکھ سکتا ہے کہ ترتیل کی طرح تدویر کو بھی ایک ماہر مقامات اپنے مخاطب کو سکھلاتا ہے اور لہجوں ومقامات کی نزاکتوں کا درس دیتا اور اس کی سمجھ پیدا کراتا ہے بالخصوص بیاتی، حجازی وسیکا لہجوں میں تدویر کی تدریب کو نیٹ پر دیکھا جاسکتا ہے، اور اتنا ہی نہیں بلکہ دور حاضر کے مشہور اصحابِ تدویر (جن کی نقل کا ایک بڑی دنیا شوق رکھتی ہے) ان مقامات کی پابندی اور ان کی نزاکتوں کا بڑا اہتمام کرتی ہے اس کے باوجود اصحابِ تدویر کی سعی مزید کا استقبال اور اس کو سراہا جارہا ہے لیکن ترتیل میں کی جانے والی سعی کو موردِ اعتراض قرار دیا جارہا ہے یہ سوتیلا پن کیوں؟ ازمنۂ ماضیہ وکتب سابقہ میں متقدمین کے یہاں ایسی تفریق کہیں نہیں ملتی، اسلئے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ استقبال ہوتا تو دونوں کا اور اگر جرح وتنقید ہے تو دونوں پر۔

یہ عجیب بات ہے کہ غلطی دونوں میں ایک ہی انداز کی (جس کی تفصیل بعد میں آئے گی ان شاء اللہ) تاہم نکیر وتنقید ایک ہی پر! ایسا کیوں؟

پھر غور فرمائیں کہ اس طرح کی دوئی اور سوتیلے پن سے ترتیل مزاج لوگوں کو اپنی فطری تسکین کیلئے قرانِ کریم سے روکا جائے گا تو کیا یہ لوگ پھر بھٹک نہیں جائیں گے اور غیر شرعی مصارف ومیادین سے اپنی طبعی تسلی وتسکین کرنے لگے تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ اور کیا یہ حضور ﷺ کی طویل عرصہ کی حکمت عملی ومحنت کی مخالفت نہیں ہے؟ کیا اس طرح منشأ رسول ﷺ کی تکمیل ہو سکے گی؟ ہرگز نہیں! لہذا معتدل ومعقول بات یہ ہے کہ نفسِ ترتیل وتدویر کو ممنوع یا محظور نہ کہا جائے بلکہ ان میں پائی جانے والی غلطیوں اور زیادتیوں سے منع کیا جائے، اور دونوں کو من حیث الفن کسی بھی طرح کے فضلہ سے صاف رکھا جائے۔

فکر کو تعصب کا گرہن

سوال : ترتیل سے موافقت نہ رکھنے والے بعض حضرات از روئے مخالفت یہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ متقدمین سے ترتیل ثابت ہی کہاں ہے؟ یہ تو دورِ حاضر کی پیداوار ہے بلکہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ''ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ متقدمین اور ہمارے اکابر ہمیشہ تدویراً ہی تلاوت کرتے تھے، ترتیل ان میں تھی ہی نہیں'' ایسے کچھ لوگوں کو پڑھ سن کر علمی حلقہ کے بعض سادہ لوح بیچارے پوچھنے لگتے ہیں کہ ترتیل کہاں سے ثابت ہے؟ کیا اگلے لوگوں میں ترتیل رہی ہے؟

جواب : دیکھئے! حضرات معترضین کا یہ اعتراض کتنا حیرت افزا ہے کہ اولاً تو یہ سوال ایک ایسے حلقہ کی طرف سے ہو رہا ہے جو علمی حلقہ کہلاتا ہے، جہاں کتب بینی، تحقیقات، قیل وقال، چھان بین اور ابحاث کے ذریعہ کسی بھی مسئلہ کی تہہ تک پہونچا جاتا ہے اور پیش آنے والی الجھنوں کے حل کیلئے یہ حلقہ مرکز کہلاتا ہے وہ اتنے لمبے عرصہ کی الجھن کے حل کیلئے کتب دینیہ سے مراجعت نہیں کرتے صرف فضائی گفتگو میں ایک طویل وقت گزار دیتے ہیں۔

ثانیاً اعتراض کی اتنی اچھی فہم رکھنے والے حضرات ایک واضح وبدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہوئے ایسی نامعقول بات کیونکر کہہ گئے کہ ترتیل ثابت ہی نہیں! اور متقدمین میں ترتیل تھی ہی نہیں! ہمارے اکابر نے ہمیشہ تدویراً ہی پڑھا ہے، لیکن ہاں! یہ بھی ایک مسلّم امر ہے اور دنیا اس کی شاہد ہے کہ کسی بھی فکر وسوچ کو جب تعصب کا گرہن لگ جاتا ہے یا کسی فکر پر تعصب کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بہت سے حقائق کا بھی منکر ہو جاتا ہے اور دامنِ انصاف اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔

ترتیل کا ثبوت

ورنہ یہ ترتیل اصحابِ فن کے یہاں ہر دور میں رہی خواہ وہ متقدمین ہوں یا متاخرین، سب ہی نے تلاوت وقراءت کے تین درجہ بیان فرمائے ہیں بلکہ اس کے علاوہ دو درجے اور بھی بیان فرمائے ہیں، نیز کتبِ فن میں ہر ایک کی تعریف وحقیقت بیانی کے ساتھ ساتھ باعتبار اولویت ان میں موازنہ بھی کیا گیا اور ہر ایک کے دلائل پیش کئے گئے جس کو دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متقدمین میں کچھ لوگ تدویر کو افضل قرار دیتے تھے مثلاً حضرت علیؓ، حضرات صحابۂ کرام کی ایک جماعت اور امام شافعی جیسے اکابر نے بوجہ کثرت ثواب تدویر کو ترتیل سے افضل قرار دیا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھما، امام غزالی، حضرت مجاھد اور امام جزری علیھم الرحمۃ والرضوان نے بنسبت تدویر کے ترتیل کو افضل قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ ترتیل قرنِ اول اور شروع ہی سے ہے لیکن مطالعہ کی کمی ہے کہ ہمیں اتنی واضح حقیقت کا علم نہیں ہے، مزید یہ کہ اکثر نے بنسبت تدویر کے ترتیل کو افضل قرار دیا ہے۔

اور ترتیل کو تدویر پر فضیلت یوں بھی ہے کہ گلے کو بنانے اور آواز کو مضبوط کرنے کیلئے تدویر کی بنسبت ترتیل زیادہ مؤثر ہے چنانچہ آج بھی اگر اصحابِ ترتیل وتدویر کے گلوں کا موازنہ کیا جائے تو بین طور پر اصحابِ ترتیل کی صوتی متانت اور گلے کی قوت کا احساس ہوگا نیز ترتیل سے اداء بنتی ونکھرتی ہے اسی لئے حضرات اساتذہ اپنے مبتدی شاگردوں کو ابتداءً ترتیل ہی میں مشق کراتے ہیں کہ اداء میں باریک سے باریک تر غلطی بھی ہو تو تدویر کی بنسبت ترتیل میں اس کی گرفت آسان ہے پھر جب یہ شاگرد ترتیل میں صحیح اداپر قدرت پالیتا ہے تو اس کو تدویر کی اجازت دیتے ہیں چنانچہ جو لوگ اپنی تجوید کی ابتدا تدویر سے کرتے ہیں ان کی اداء میں کچھ فیصد کھوٹ رہ جاتی ہے مگر ترتیل کی نسبت رفتار کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا احساس نہیں ہوتا جبکہ ترتیل میں وہ گرفت میں آجاتی ہے پھر تدویر کی نسبت ترتیل میں تدبر وتفکر کا موقع زیادہ ہوتا ہے۔

پھر بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ گو اولویت کے باب میں اختلاف ضرور ہے مگر ان میں کے کسی نے بھی ترتیل وتدویر میں سے کسی کا انکار نہیں فرمایا جو ان کی منصف مزاجی اور فکر کے اعتدال کی بین دلیل ہے جسے اپنانے کی ہم میں سے ہر کسی کو ضرورت ہے جیسا کہ قاضی ابوالولید طرطوسی لکھتے ہیں کہ ہر شخص کیلئے وہی مستحب ہے جو اس کے لئے سہل وآسان ہو، (فتح الرحمٰن ص ۴۹)

چنانچہ چھٹی صدی ہجری کے مشہور امام ابن ابی مریم اپنی کتاب ''الموضح فی وجوہ القراءۃ وعللھا'' میں ترتیل کی تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: **فالترتیل إذا ھو**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبیین القراء ة واتباع بعضها بعضا علی تأن وتؤدة مع تجوید اللفظ وحسن تأدیته وتقویمه.(ج/۱،ص/۱۵۵)

یعنی احکام تجوید کی رعایت کے ساتھ ساتھ تلاوت میں ایسی سست رفتاری اور اطمینان کہ ہر کلمہ دوسرے کلمہ سے جدا ہو کر صاف صاف اداء ہو اسے ترتیل کہتے ہیں نیز آپ نے ترتیل کی تائید کی غرض سے ایک روایت نقل فرمائی ہے روی أن قراء ة النبی ﷺ کان ترتیلا علی ماورد من حدیث أم سلمة أنها وصفت قرائته علیه السلام کالمفسرة لها مقطعة آیةً آیةً وحرفاً حرفاً .(ج/۱،ص/۱۵۴)

تھوڑا آگے چل کر آپ ہی فرماتے ہیں''وعن علی رضی الله عنه أیضا أنه قال تنوق رجل فی بسم الله الرحمن الرحیم فغفر له فقیل أن تنوقه کان بتجویدالقراءة وترتیلها، وقیل بل بتجوید الخط وتحسینه ''کہ ایک شخص نے صرف بسم الله الرحمن الرحیم کو ترتیل سے بڑے عمدہ انداز میں پڑھا اسی پر اللہ رب العزت کی طرف سے اس کو مغفرت ومعافی کی دولت سے نوازا گیا۔

علامہ قسطلانی لطائف الاشارات میں تحریر فرماتے ہیں''وقد قسم أهل الاداء القراء ة علی أربعة اقسام التحقیق والحدر والتدویر والترتیل (ص/۲۱۸) پھر ہر ایک کی تعریف فرماتے ہوئے ترتیل سے متعلق فرماتے ہیں : لأنه أقرب إلی الاحترام وأشد تاثیرا فی القلب نیز ترتیل کو اپنی باقی قسیم پر فضیلت دیتے ہوئے فرماتے ہیں بل الصواب أن الترتیل والتدبر مع قلة القراء ة أفضل من السرعة مع کثرتها'' (ص/۲۱۹)۔

تفصیل بالا سے معمولی فہم کا شخص بھی اس کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ترتیل کوئی دور حاضر کی پیداوار نہیں بلکہ جو عمر تدویر کی ہے وہی عمر ترتیل کی ہے۔

چنانچہ حضرات صحابۂ کرامؓ کے مابین ترتیل وحدر میں باعتبار افضلیت واولویت سے متعلق اختلاف کا ہونا اولاً تو ان کے وجود کو بتلاتا ہے اور جن عبارت کتب میں تدویر کو بیان کیا ہے انہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں ترتیل کا بیان ہے اور جیسے رات دن، اندھیرے اجالے کا ساتھ ہے اسی طرح ترتیل وتدویر کا ہے بلکہ شاید ہی کوئی کتاب ہو جو درجۂ تدویر پر تو گفتگو کرے اور درجۂ ترتیل سے اعراض کرے۔

معلوم ہوا کہ یہ ترتیل کوئی دورِ حاضر کی پیداوار نہیں ہے بلکہ حضرات معترضین اگر جانبداری کے چشمہ سے نکل کر تحقیق فرمائیں تو یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آج سے تقریباً ایک سو پچاس سال سال قبل انگریزی حکومت کی بربریت اور منتقم مزاجی سے ہندوستان کے ایک سپوت (حافظ محمد بشیر خان) کو اپنی اور اپنے کنبہ کی جان کا جب خطرہ محسوس ہونے لگا تو یہ اپنے ان معصوموں کو (جن کی خوش نصیب پیشانی پر اس فن شریف کی خدمت محرر تھی اور ازل میں مشیت نے تجوید وقراءت کی عظیم خدمت کیلئے جن کو تاکا تھا) لے کر تلاشِ امن کی خاطر بلدِ امین مکۃ المکرمۃ ہجرت فرما گئے تھے، ان معصوموں میں ایک عبداللہ اور دوسرے عبدالرحمٰن تھے ان کی نیک بختی دیکھئے! کہ مکہ المکرمۃ کی پرنور فضاؤں میں یہ دونوں معصوم مدرسہ صولتیہ کے مسئول عام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ (خلیفۂ اجل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ) کے زیر سایہ رہ کر اپنی تعلیم کا آغاز کرتے ہیں اور فن تجوید وقراءۃ کو اپنا مرکزِ محنت قرار دیتے ہوئے شیخ ابراہیم سعد مصری علیہ الرحمۃ جیسے ماہرینِ فن سے کسبِ فیض فرماتے ہیں پھر جب ان کی فیضیابی پر ہمارے ان بزرگوں کو اعتماد ہو جاتا ہے تب جیسا کہ ''فیضانِ رحمت'' میں ہے کہ ایک روز حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے متعدد علماء صلحاء کی موجودگی میں ان دونوں بھائیوں کو سینے سے لگا کر آبدیدہ ہوئے اور طویل دعا کے بعد اپنی قلبی توجہ کے ساتھ یہ الفاظ فرمائے کہ ''عبداللہ تم کو میں مدرسہ صولتیہ کیلئے رکھتا ہوں اور عبدالرحمٰن تم کو حکم دیتا ہوں کہ ہندوستان جا کر قرآن کی خدمت کرو اور عربی طریقۂ قراءت وتجوید کو رواج دو جس سے اہل ہند نابلد ہیں۔

اسی زمانہ میں مدرسہ صولتیہ ہی کے فیض یافتہ حضرت مولانا قاری عبدالخالق صاحب، حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحب، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب میمن سنگی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے فنِ تجوید وقراءت بالخصوص کئی لہجوں کے یہ ماہرین ہندوستان تشریف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لائے اور اخلاص وللّٰہیت کے پیکر ان بزرگوں نے زندگی کی آخری سانس تک اس فنِ شریف کی ایسی خدمت انجام دی اور مختلف لہجوں کی وہ اشاعت فرمائی جس کی نظیر نہیں ملتی، ان حضراتِ اکابر میں سے حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب، قاری عبدالمالک صاحب اور قاری محمد صدیق صاحب میمن سنگی علیہم الرحمۃ نے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں ایک عرصہ تک فنِ تجوید وقراءت کی خدمات انجام دیں اور اس دوران ترتیل میں نہ صرف خود پڑھا بلکہ اپنے تلامذہ کو برسہا برس ترتیل مشق کرائی اور کئی عربی لہجوں کو یہاں رواج دیا اور اس طرح ہمارے ملک میں ان بزرگوں کے سنہرے دور میں ترتیلاً، تدویراً وحدراً مشق کی وہ گونج تھی جس نے نہ صرف فرقانیہ اور نہ ہی لکھنؤ بلکہ ہندوپاک کی فضاؤں میں رس گھول دیا تھا، ان کے لہجوں میں وہ سوز وگداز اور دلکشی تھی کہ اپنے تو اپنے غیر مسلم بھی ان کی قرائتوں کے دلدادہ تھے بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں مختلف لہجوں میں ترتیل، تدویر وحدر کی مشق فرقانیہ سے عبارت تھی، ایک مشاق قاری کے ساتھ اگر فرقانیہ کی نسبت ہوتی تو وہ اس کے حق میں مہرِ تصدیق کہلاتی، اس کی مشق پر لوگ اعتماد کرتے، نیز فرقانیہ کی ان مخدوم ہستیوں سے مشق وتمرین اور فن میں استفادہ کسی کے لئے بھی سعادت ونعمت خیال کیا جاتا تھا۔

یہ وہ تاریخی حقائق ہیں جو مدرسہ عالیہ فرقانیہ کی پیشانی پر تاریخی حیثیت سے فخریہ انداز میں جلی قلم سے محرر ہیں، غرض یہ کہ ہمارے ان اکابر فن نے برسوں ترتیل پڑھی اور پڑھائی ہے اور اگر اب بھی اس باب میں کسی طرح کا کوئی شبہ ہو تو فرقانیہ جاکر اس کی تحقیق وتصدیق کوئی مشکل نہیں، بلکہ انداز ہوگا کہ ان ماہرین فن کے یہاں ترتیل اور اس کے لہجوں کے لئے کس قدر اہتمام تھا، لہجوں کی باریکیوں اور نزاکتوں کا کیسا خیال کیا جاتا تھا۔

سوال : کیا ان حقائق کے بعد اب بھی یہ کہنا کہ متقدمین میں اور ہمارے اکابر کے یہاں ترتیل تھی ہی نہیں، یہ کیسے درست ہوگا؟ اور اب تو انٹرنیٹ کا دور ہے متقدمین مشاق قراء کی قرائتیں ترتیلاً بڑی آسانی سے سنی جاسکتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سراغ لگائیں!

یا ہم ان حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ توہمات اور بے بنیاد احتمالات کی دنیا سے باہر نکل کر اپنی تحقیقات سے اس کا سراغ لگائیں کہ اگر متقدمین میں ترتیل نہیں تھی تو پھر متاخرین میں اس کا موجد کون ہے؟ اس ترتیل کا جنم کہاں اور کس سن میں ہوا؟ اور کتنی صدیاں ترتیل سے خالی رہیں؟ پھر کس صدی میں ترتیل وجود پذیر ہوئی؟ وغیرہ۔

ترتیل صاحبِ شریعت ﷺ سے

بلکہ اور آگے چلے جائیں تو واضح ہوگا کہ حرفِ آخر کے طور پر خود نبی کریم ﷺ سے بھی ترتیل ثابت ہے چنانچہ روایت میں آپ کی قراءت بالترتیل اس طرح بیان کی گئی ہے۔

عن حفصةؓ قال "ما رأيت رسول الله ﷺ في سبحة قاعدا قبل وفاته لعام، فكان يصلي في سبحته قاعدا، وكان يقرأ بالسورة فيرتلها حتى تكون أطول من أطول منها" (مسلم شريف)

''حضرت حفصہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ان کی وفات سے ایک سال پیشتر تک کسی نفل نماز میں بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا پھر آپ اپنی نوافل بیٹھ کر ادا فرماتے تھے اور سورت پڑھتے تھے تو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے سے طویل ترین سورت سے بھی دراز ہو جاتی تھی''

فتح الملہم میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ایک اور روایت حضرت عائشہؓ کی ذکر کی ہے'' قالت : كان رسول الله ﷺ يقرأ السورة حتى تكون أطول من أطول منها'' کہ نبی کریم ﷺ سورت کی تلاوت اس قدر اطمینان سے فرماتے کہ وہ اپنے سے طویل ترین سورت سے بھی دراز ہو جاتی'' (ص ۸/)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھئے! خود سرکار دو عالم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے بھی ترتیلاً تلاوت ثابت ہے جس کی وجہ سے آپ کی قراءت میں خوب طوالت اور ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا۔

معلوم ہوا کہ تدویر کی طرح اندازِ ترتیل بھی فطری وطبعی ہے، سرکار دو عالم ﷺ کی طبیعت سلیمہ کو بھی اس کا تقاضا وداعیہ ہوتا تھا اور طبیعت میں خود ترتیل کی طرف آمادگی ہوتی تھی کیونکہ جس طرح تدویراً قراءت قلبِ انسانی پر اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح ترتیل بھی تاثیرِ قلبی کا باعث بنتی ہے۔

پھر منشأ خداوندی کی معرفت حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر کس کو ہو سکتی ہے؟ آپ کے مزاج کا اعتدال وانصاف اور کہاں پایا جا سکتا ہے؟ اگر ترتیل غیر فطری وغیر شرعی ہوتی تو حضور ﷺ سے اس کا صدور وثبوت کہاں ممکن تھا؟ بلکہ ہمارے اکابر میں سے علامہ شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

قال الشوكانيؒ : فيه استحباب ترتيل القران والمراد بقولها : "حتى تكون أطول من أطول منها" أن مدة قراءته لها أطول من قراءة سورة أخرى إذا قرأت غير مرتلة وإلا فلا يمكن أن تكون السورة نفسها أطول منها من غير تقييد بالترتيل والإسراع. (ج/۲، ص/۲۸۶)

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں : اثر بالا سے ترتیلِ قران کے استحباب کا ثبوت فراہم ہو رہا ہے اور قولِ عائشہؓ وحفصہؓ: "حتى تكون أطول من أطول منها" کا مطلب یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے ایک چھوٹی سورت پڑھنے کا زمانہ کسی ایسی طویل سورت کے پڑھنے سے دراز ہوتا تھا جو ترتیل سے نہ پڑھی جائے ورنہ عجلت اور ترتیل کی قید لگائے بغیر یہ ممکن ہی نہیں کہ خود (آپ کی مقروءہ) سورت اس (دوسری سورت) سے ویسے ہی دراز ہو جائے۔

ترتیل کے فقط ثبوت ہی نہیں بلکہ اس کے استحباب کیلئے پیش کی گئی روایتِ صریحہ اور علامہ شوکانی علیہ الرحمہ کی اس تشریح کے بعد بھی ترتیل کے ثبوت کو کسی دلیل کی ضرورت باقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذوق کا حامل اپنے مزاج وطبیعت کی تائید کیلئے کڑھتا اور سسکتا رہتا۔

درد کا جائزہ اور مرض کی تشخیص

اس جگہ ہمیں ان حضرات معترضین کے دکھ درد کا جائزہ لینا چاہئے کہ آخر انہیں فقط ترتیل پر یہ اعتراض کیوں ہے؟ آیئے! مل جھل کر ہم مذکور الصدر درد کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے مداوے پر غور کریں! دراصل اس اعتراض کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض اصحاب ترتیل اپنی قراءت وتلاوت کی تحسین یعنی اسے سنوارنے اور سجانے میں بڑے غلو، تکلف اور مبالغہ سے کام لیتے ہیں اور اس میں ایسے کھو جاتے ہیں کہ انہیں شرائطِ تحسین وحدودِ خوش الحانی کا بھی پاس نہیں رہتا، خاص کر محافلِ مظاہرۂ قراءت میں ان اصحابِ ترتیل میں سے بعض بے لگام ہو جاتے ہیں اور یہ بات صحیح ہے کہ اصحاب ترتیل میں کے بعض تحسین قراءت کے حرص میں اصول تجوید وقراءت کے بہت سے بند توڑ دیتے ہیں اور ان کی قراءت صوتی حسن، حسین لہجوں، طول نفس، قوۃ صدر اور دیگر کچھ تکلفات سے عبارت ہو جاتی ہے، نتیجۂ قراءت کے مقاصد اصلیہ (تاثیر قلبی، حسن صوت کی نعمت سے استلذاذ، تحزین، یاد خداوندی، رضائے الٰہی، اعجاز قرانی، تسکین فطرت) تکلفات بالا کے دبیز وموٹے پردوں کے پیچھے چلے جاتے ہیں اور سامعین میں کے اکثر ان پردوں کے پیچھے تک جا ہی نہیں پاتے اور اس طرح حسن قراءت کے نیک مقاصد سے محروم رہتے ہیں، اور استلذاذ کے ظاہری نفع کے علاوہ ان کے ہاتھ زیادہ کچھ نہیں آتا، چونکہ ہم یہاں درد کے مداوے کی تلاش میں ہیں تو پہلے ایسے ہی بعض اصحاب ترتیل سے متعلق گفتگو کرتے ہیں کہ شاید ایسے قراء کی نظر صرف انہیں فرامین نبوی ﷺ پر ہیں جن میں قراءت کی تحسین وتزیین کو فرمایا گیا ہے مثلاً

☆ عن براء بن عازبؓ قال : قال رسول الله ﷺ : "زینوا القران باصواتکم" (قران کریم کو اپنی آوازوں مین سنوارو!) (رواہ ابو داؤد کتاب الوتر باب استحباب الترتیل فی القراءۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فتح الباری میں اس کے ساتھ ساتھ "زینوا اصواتکم بالقران" کی روایت بھی نقل فرمائی ہے کہ آواز کا حسن بھی اسی میں ہے کہ اس سے قران کریم ہی کی تلاوت ہو یا اسے قران میں صرف کیا جائے۔

☆ عن البراء بن عازبؓ قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : "حسنوا القران باصواتكم فإن الصوت الحسن يزيد القران حسنا" (رواه الدارمي في السنن، رقم الحديث / ۳۵۰۱)

(قران کریم کی تلاوت کو اپنی آوازوں میں سنوارو! اسلئے کہ خوبصورت آواز قران پاک کے حسن اور خوبصورتی کو دوبالا کر دیتی ہے)

عن عبد الله بن مغفلؓ قال: رأيت رسول الله ﷺ يوم فتح مكة قرأ سورة الفتح فرجّع قال وقرأ عبد الله بن مغفلؓ فرجّع قال : وقرأ ابو أياس وقال: لو لا أني اخشى أن يجتمع على الناس لقرأت بذلك اللحن الذى قرء به رسول الله ﷺ (رواه البيهقي في السنن الكبرى ، رقم الحديث/ ۱۹۳۸۴) والاصل في الصحيحين

(حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے فتح مکہ کے دن آپ کو دیکھا، آپ نے سورۂ فتح پڑھی اور ترجیع فرمائی، راوی نے کہا حضرت عبداللہ نے بھی تلاوت کی اور ترجیع فرمائی، راوی نے کہا اور ابوایاس نے بھی پڑھا اور کہا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے اردگرد جمع ہو جائیں گے تو میں بھی اسی انداز میں پڑھ کر بتاتا جس انداز میں آپ ﷺ نے پڑھا تھا)

عن ابي موسىؓ أن النبي ﷺ قال له يا ابا موسى! لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داوٗد (رواه البخاري ، باب حسن الصوت بالقراءة للقران) وفي رواية المسلم (قال)لو رايتني وأنا استمع قرائتك البارحة لقد أوتيت مزمارا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من مزامیر آل داوٗد وزاد البزار والبغوی فی شرح السنة قال قلت لو علمت أنک تسمع لقراءتی لحبّرتها لک تحبیراً

(نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابوموسیٰؓ کو اپنی غیر معمولی خوش الحانی میں قراءۃ کرتے ہوئے سنا تو فرمایا اے ابوموسیٰ! آپ کو حضرت داؤد علیہ السلام جیسی نہایت خوش الحان مزمار عطا ہوئی ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا گزشتہ رات کو میں تمہاری قراءۃ سن رہا تھا، آپ مجھے سنتا ہوا دیکھتے تو بات ہوتی، واقعی آپ کو حضرت داؤد علیہ السلام جیسا نغمہ زن اور ترنم ریز گلا عطا ہوا ہے اور مسند بزار اور شرح السنۃ میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے عرض کیا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں آپ کی خاطر اور زیادہ خوشنما بنا کر پڑھتا)

عن قتادةؓ ما بعث الله نبیا إلا حسن الوجه حسن الصوت وکان نبیکم حسن الوجه حسن الصوت ، وکان لا یرجّع (رواه الترمذی فی الشمائل باب ماجاء فی قراءة ﷺ، رقم الحدیث/ ۳۱)

(اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوبصورت چہرے والا اور حسین آواز والا بنا کر بھیجا ہے اور تمہارے نبی بھی خوبصورت چہرے والے اور حسین آواز والے تھے اور آپ قران پاک کی تلاوت گانے کے انداز میں نہیں کرتے تھے (کان لا یرجع ای ترجیع الغناء واللهو)

عن أبی هریرةؓ انک کان یقول : قال رسول اللهﷺ : لم یأذن الله لشیئ ما أذن للنبی یتغنی بالقران وقال صاحب له یرید یجهر به (رواه البخاری، رقم الحدیث ۴۷۳۵/ ومسلم/ ۱۸۸۱)

(اللہ تبارک وتعالیٰ باآواز بلند ترنم ریز آواز سے تلاوت کرنے والے نبی کی تلاوت کو جتنا غور سے سماعت فرماتے ہیں اتنے دھیان سے کسی اور چیز کو نہیں سنتے)

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ لیس منا من لم یتغنی بالقران (رواه ابوداؤد رقم حدیث/ ۱۲۵۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جو شخص قران کریم کو ترنم وغنی کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام نہ کرے وہ ہماری جماعت سے نہیں)

عن فضالة بن عبيدؓ قال قال رسول اللهﷺ لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقران من صاحب القينة الى قينته(رواه ابن الماجة، رقم الحديث/ ۱۳۴۰)

ترجمہ : کوئی مغنیہ کا مالک اپنی مغنیہ کے ترنم ریز گانے اتنا مست ہوکر نہ سنتا ہوگا جتنا اللہ تعالی اس شخص کا قران سنتے ہیں جو خوبصورت آواز میں تلاوت کرتا ہے۔

عن السائب بن يزيد قال قال لى سعد بن مالک يا ابن أخى ! هل قرأت القران قلت نعم قال يا ابن أخى! غنِّ بالقران فإنى سمعت رسول اللهﷺ يقول : غنوا بالقران ليس منا من لم يغن بالقران وابكوا فإن لم تقدروا على البكاء فتباكوا (المنتقى من حديث ابى طاهر الملخص ، رقم الحديث/ ۴۳)

ترجمہ : حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: کہ مجھے حضرت سعد بن مالکؓ نے فرمایا: بھتیجے کیا تم نے قران پاک پڑھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا: قران کریم کو خوش نغمگی کے ساتھ پڑھا کرو! اسلئے کہ میں نے رسول اللہﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قران کریم کو خوش نغمگی کے ساتھ پڑھو اور رونے کا اہتمام کرو اور اگر تم کو رونا نہیں آتا تو رونے کی سی صورت ہی بناؤ! (رونے کی کوشش کرو)

مذکورہ تمام فرامین میں چونکہ قران کریم کو حسین وجمیل آواز وعمدہ لہجوں میں پڑھنے کی ترغیب وتاکید ہے اور عند اللہ وعند الرسول اس کا مستحسن وپسندیدہ ہونا بیان کیا گیا ہے لہذا خوش گلو وحسن الصوت افراد کی بڑی تعداد نے تعمیل ارشاد نبویﷺ میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اس میں صرف کرنے کو اپنے لئے شرف سمجھا اور اپنے شب وروز کو اس کے نذر کردیا، کوئی ترتیل میں خوش الحانی کیلئے پوری توانائی خرچ کرتا تو کوئی تدویر میں، اور درج ذیل اسباب وعوامل اختیار کرتے ہوئے کسی نے ترتیل کو سنوارا ہے تو کسی نے تدویر کو، کسی نے اپنی ترتیل کو بام عروج تک پہونچانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ہدف بنایا ہے تو کسی نے تدویر کو، غرض یہ کہ دونوں طرح کے لوگ تحسین کی خوب سعی کر رہے ہیں، پھر جب ترتیل کے اثبات میں عبارات کتب سے شواہد پیش کئے جاتے ہیں اور حضرات صحابۂ کرامؓ واکابر امت کے مابین ان درجات میں باعتبار افضلیت کے پائے جانے والے اختلاف کو پیش کیا جاتا ہے تو حضرات معترضین بھی کہتے ہیں کہ ہمارا اعتراض نفس ترتیل پر نہیں اور نہ ہی ہم نفس ترتیل کے منکر ہے بلکہ اصل اعتراض ترتیل جدید پر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ ترتیل جدید کیا چیز ہے؟ تو کہتے ہیں کہ جن لہجوں کو پڑھا جاتا ہے اور ان لہجوں کے اہتمام میں جو بہت سے تکلفات ہوتے ہیں کتنی بار قاری لہجوں کی رعایت میں حدود سے تجاوز کر جاتا ہے تو اس کی اجازت کہاں سے ہے؟

گویا ان کا یہ اعتراض ترتیل پر نہیں بلکہ قراءتِ ترتیل میں خوش الحانی کے حوالہ سے ہونے والی بے اصولیاں اور تکلفات مورد اعتراض ہیں۔

لیکن جیسا کہ ماقبل میں پوری وضاحت اور صفائی کے ساتھ یہ کہا جا چکا ہے کہ اصول ودائرہ سے نکلی ہوئی کوئی خوش الحانی صحیح نہیں ہے اور اس کے جواز کا کوئی بھی معتدل مزاج قائل نہیں۔

مگر یہ بھی خیال رہے کہ کچھ ایسی ہی بے اصولیاں تدویراً تلاوت میں بھی خوش الحانی کے ضمن میں ہو رہی ہے لہذا اسے بھی مورد اعتراض قرار دے کر اس کے ساتھ بھی ایسا ہی تردیدی معاملہ ہونا چاہئے۔

اجزاء خوش الحانی

باقی خوش الحانی خواہ ترتیلاً ہو یا تدویراً بڑا وسیع اور کثیر الحسن فن ہے چنانچہ آواز کا حسن وجمال اس کی تہذیب وصفائی، متانت ومضبوطی، حلاوت وشیرینی، سوز وگداز اور مضر عوارضات سے صیانت وحفاظت یہ مرکزی امور ہیں جو ایک حسن الصوت وخوش گلو قاری کے یہاں بڑی حیثیت رکھتے ہیں اس باب میں قاری خوب تیقظ رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر عمدہ و پرکشش لہجہ یہ بھی ایک بڑا وسیع عریض میدان ہے کہ آدمی چلتے چلتے ختم ہو جاتا ہے مگر یہ میدان ختم نہیں ہوتا اور لہجے بھی کتنے اور کیسے؟ خدا جانے! چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام سے متعلق مفسرین و محدثین سب ہی نقل فرماتے ہیں کہ آپ زبور کو ستر (۷۰) لہجوں میں تلاوت فرماتے تھے تو پھر لہجوں کے جنگل کا کیا کہنا!

پھر سینے کی قوت اور سانس کی طوالت یہ جزء بھی خوب محنت طلب ہے یہ وہ اجزاء وعوامل ہیں جن سے قراءت کی تزیین و تحسین ہوتی ہے غرض یہ کہ مجموعی طور پر حسن قراءت وخوش الحانی ایسا جنگل ہے کہ عمر تمام ہو جاتی ہے مگر جنگل ختم نہیں ہوتا۔

تحسین قراءت کے دو انداز

اگر ہم خوش الحانی اور اصحاب لحن کا مطالعہ کریں یا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خوش الحانی کے دو طرز ہیں اور اصحاب لحن دو قسم پر ہیں (۱) وہ خوش الحان جو تحسین قراءت کی خاطر سعی مزید اور خصوصی محنت کے طور پر مذکور الصدر اسباب وعوامل کو اختیار کرتے ہیں مگر حدود وشرائط کا مکمل احترام بھی ملحوظ رکھتے ہیں اور اس کی خلاف ورزی کو کبھی گوارا نہیں کرتے (۲) ایسے خوش الحان جو تحسین قراءت کیلئے سعی مزید کے طور پر مذکورہ بالا عوامل کو صرف اپناتے ہی نہیں بلکہ اس میں کھو جاتے ہیں اور حدود وشرائط کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے نیز منشأ نبوی ﷺ کے اس دوسرے پہلو کا خیال بھی نہیں رکھتے جس کا بیان حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کی روایت میں اس طرح ہے

"اقروا القران بلحون العرب واصواتها وإياكم ولحون اهل الفسق ولحون أهل الكتابين وسيجيئ بعدى اقواما يرجعون بالقران ترجيع الغناء والنوح لا جناوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم" (رواه الطبرانی والبیهقی) چنانچہ مراد نبوی ﷺ کی شرح فرماتے ہوئے حضرات محدثین، مفسرین، فقہاء اور قراء نے بھی اپنی تمام تر تشریحات میں دونوں پہلو کو اجاگر کیا ہے اور صحیح وغلط، مطلوب وممنوع کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشق کرتا رہا لیکن درسگاہ سے ہٹ کر مظاہروں ومسابقات میں شرکت جیسی وجوہات کے تحت وہ گم گشتۂ راہ ہو جاتا ہے اور صرف تغنی کے شوق میں ڈوب کر کتب فن سے رشتہ ختم کر کے اکابر امت کی قائم کردہ راہ اعتدال سے ہٹ جاتا ہے تو بیچارہ پچھلے دنوں یعنی طالب علمی کے دور کی پابندیوں اور فنی اصول وضوابط کی باریکیوں کے پاس ولحاظ کو بجائے عمدہ وصحیح تربیت خیال کرنے کے غیر ضروری وناجائز تنگی کا عنوان دیتا ہے اور حقائق سے بہت دور عوام کی داد وتحسین پر تکیہ کرتا اور اسے اپنے لئے سند خیال کرتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ وہ جن رجال مشق وخوش الحان قراء کی نقل اتار رہا ہے وہ ارباب ضبط واتقان تھے انہوں نے ضبط واتقان وخوش الحانی میں سعی مزید دونوں کو بہت اچھے سے نبھانے کا عمر بھر اہتمام کیا ہے۔

بہر حال یہ کچھ تفصیل ہے جس سے ہمارے موقف کو سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہوگی کہ نفس ترتیل وخوش الحانی کا انکار یہ بھی صحیح نہیں اور حدود دائرہ سے نکل جانے والی ترتیل کی تائید بھی صحیح نہیں بلکہ اعتدال کی ضرورت یہی ہمارا موقف ہے۔

لہذا حق یہ ہے کہ تحسین قراءت کے باب میں مزاج وفکر میں خواہ کتنی وسعت ہو مگر حدود وشرائط کے خلاف قراءت سے موافقت یا اس کی تائید کا تصور نہیں ہوسکتا اور ایسی قراءت کے گو بہت سے پہلو خوب اچھے ہوں مگر آزادی کے زہر کی آمیزش کی وجہ سے وہ فرحت وسرور کا باعث بننے کی بجائے زحمت وکلفت کا باعث ہوتی ہیں اور طبیعت اس کی کبھی متحمل نہیں ہوتی۔

حاصل یہ کہ ایسی آزادی وبے لگام ترتیل کو جس طرح غیر صحیح وناجائز خیال کرتے ہیں اسی طرح نفس ترتیل کے انکار کو بھی ایک حقیقت کا انکار اور ناجائز بات خیال کرتے ہیں اور متعدد فرامین نبوی ﷺ کے بموجب تحسین قراءت کو ضروری وشرعی مطالبہ خیال کرتے ہیں لہذا اگر دائرہ اور حدود میں رہتے ہوئے تحسین کی جاتی ہے تو ایسی خوش الحانی کو گلے لگاتے اور منشأ شریعت کے عین مطابق خیال کرتے ہیں اور شرائط وقیود کی رعایت کرتے ہوئے تحسین کے جائز اسباب وعوامل کے اختیار کرنے کو صرف جائز خیال ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے مؤید ہیں اور ایسی تحسین کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد خداوندی میں غرق ہونے کا بہترین سبب سمجھتے ہیں لیکن جب کوئی قاری اپنی قراءت (خواہ ترتیل ہو یا تدویر) میں حدود سے تجاوز کرتا ہے اور اصول تجوید وقراءت سے صرف نظر کرتا ہے تو آواز کتنی ہی حسین ہو اور لہجے کتنے ہی اچھے ہوں مگر ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ ایسی قراءت کی توصیف وتحسین اور اس پر مبارک باد پیش کرنے پر اپنے ماتحتوں کی بارہا تنبیہ بھی کرتے ہیں اور ان کی فہمائش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خوش الحانی کے جائز اسباب جس قدر پائے جارہے ہیں وہ سب اپنا سکتے ہیں مگر حدود وشرائط کے احترام اور جائز ناجائز کے مابین تمیز رکھتے ہوئے، کیونکہ آپ فن کے امین ہیں اور جب یہ امانت آپ کے حوالے ہوئی ہے تو اس سے امانت داری کا معاملہ کرنا چاہئے، اور ہمارے اکابر کے قائم کردہ خطہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہی تحسین کی کوشش کریں، اسباب وعوامل کے اختیار کرنے میں بھی ان کے کھینچے ہوئے خط کو بنیاد قرار دیں ورنہ نفوس قدسیہ نے فن تجوید وقراءت کے جس گھر کی پاسبانی کی خاطر عمریں کھپادیں کہیں ایسا نہ ہو کہ صدیوں کے محفوظ ومصون اس مکان میں چور دروازے سے کچھ ایسی چیزوں کو داخل کردیا جائے جس سے اس شریف فن کو نقصان ہو جائے یا اس کی صاف ستھری صورت کو داغ لگ جائے، خیال رہے کہ ہم اور آپ اس فن کے ترجمان ہیں لہذا ترجمانی کا حق ادا کرنے میں تیقظ سے کام لیں اور اس کی ترجمانی میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے، جس سے ہم اور آپ اس کی تحریف کا سبب بن جائیں۔

مرور ایام، اسباب میں اضافہ وترقی کا باعث

یہ مسلم امر ہے کہ مرورِ ایام سے ہر فن اور ہر شعبہ کے اسباب وعوامل میں اضافہ ہوا اور حصول علم کے بہتیرے جدید طریقے ایجاد ہوئے جن سے حصول علم میں سہولت اور آسانی ہوئی اور فنون نے ترقی کی، بالکل اسی طرح تحسین قراءت کے اسباب میں بھی اضافہ ہوا چنانچہ دور ماضی کے قراء کو ایسے زبردست لاؤڈ سپیکر اور ساؤنڈ سسٹم کہاں میسر تھے؟ اتنی لاگت کے اسٹیج سب کو کہاں حاصل تھے؟ سی ڈی اور انٹرنیٹ سے استفادہ کا موقع اس زمانہ میں کہاں تھا؟ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قدر پذیرائی اور اتنی تعداد میں خلق خدا کہاں متوجہ تھی؟ لہجوں کی تعلیم کیلئے اس قدر سہولیات کہاں تھی؟ عرض یہ کہ خوش الحانی نے خوب ترقی کی، گو اگلے لوگوں کی سی تاثیر میں کمی آئی مگر سامعین بھی اس دور کے سے کہاں ہیں؟ جو شوق وعظمت سے عبارت ہوتے تھے، جو بوقت قراءت ہمہ تن گوش ہوتے اور قراءت کی ان ساعات کو یاد الٰہی کی سنہری ساعات خیال کرتے، دل ودماغ کے کسی بھی طرح کے معمولی انتشار کو بھی گوارا نہیں کرتے، ان کی ہچکیاں بندھ جاتیں، چنانچہ کبھی کبھار تو یہ بھی دیکھا گیا کہ خوش الحانی متوسط درجہ کی ہے مگر چونکہ سامع زندہ ضمیر ہے تو ایسی متوسط خوش الحانی بھی ان کو بے خود کر دیتی تھی اور یہ ہوتا ہے کہ زمین میں جب قوت روئیدگی کمال درجہ کی ہوتی ہے تو بہت کم بارش وبالکھاد یا بہت کم کھاد سے بھی وہ فصل آتی ہے جو پوری بارش اور خوب کھاد کے بعد بھی نہیں آتی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کہنے والے کا اخلاص گو اس درجہ کا نہیں ہوتا مگر سامع کے ضمیر کی صفائی اور طلب کے کمال سے غیر معمولی نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔

بہر حال ہم یہ عرض کر رہے تھے کہ فرامین نبوی ﷺ کے امتثال کے طور پر بڑی تعداد کے خوش الحان نے تحسین قراءت کو اپنا مرکز محنت قرار دیا، کسی نے ترتیل کے پہلو کو اپنایا تو کسی نے تدویر، لیکن ان میں جہاں ایک بڑی تعداد نے تشریحات اکابر کے بموجب حدود واصول کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے تحسین کی کوشش کی اور صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرتے ہوئے منشأ رسول ﷺ کے بموجب اپنی قراءت کو بنانے کی سعی کی وہیں ایک تعداد ان لوگوں کی بھی رہی جنہوں نے منشأ نبوی ﷺ کے ایک پہلو پر تو توجہ کو مرکوز رکھا اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اس کے حصول کے حرص میں ایسا مصروف کر دیا کہ حدود ودائرہ اصول وضوابط کے دوسرے پہلو کی طرف نظر نہیں کر سکے بلکہ اس سے صرف نظر کر گئے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قراءت کا ایک حصہ جہاں قابل استقبال رہا تو دوسرا حصہ قابل رد وانکار ہو گیا اور اس طرح یہ اصحاب اعتراض کیلئے خلش کا باعث بنے اور ان کی بے اصولی کی وجہ سے منصف مزاج لوگ ان کی اس تحسین کا انکار کر گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب : بہر حال اعتراض سے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ خلش بالکل بجا اور صحیح ہے کوئی بھی منصف مزاج اور امین طبیعت اس خلش سے اختلاف نہیں کر سکتا مگر یہاں ایک سوال تو یہ ہے کہ ایسے اصحاب ترتیل کی تلاوت میں ایسے مورد اعتراض مواقع کتنے ہیں؟ اگر ان حضرات کی ترتیل کو پورے دھیان سے یکسو ہو کر سنا جائے، نظر اعتدال وانصاف سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا دس، بیس فیصد سے زیادہ نہیں باقی اس کے علاوہ ان کی قراءت کا اسّی یا نوّے فیصد حصہ تو وہ ہے جس میں منشأ شریعت کے مطابق تحسین کی سعی کی گئی ہوتی ہے، اب جب ان کی ترتیل کا اکثر حصہ مطلوب و مستحسن انداز کا ہے تو اعتراض اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ ان اصحاب ترتیل کو کیا ہو گیا ہے کہ جب اپنی قراءت کے اکثر حصہ میں وہ اصول وضوابط وحدود کی رعایت کرتے ہیں تو اب باقی حصہ میں کیوں اس کا التزام نہیں کرتے؟ یا پھر یوں کہتے کہ "کاش اتنے عمدہ عطر میں یہ تھوڑی سی گندگی نہ ملی ہوتی" یا کہتے کہ کتنی حسین وجاذب قراءت تھی کاش "قراءت کے اس قدر خوبصورت چہرے پر بے اصولی کے یہ چند داغ نہ ہوتے" یا اس طرح کہتے کہ جب قراءت کے اکثر حصہ میں حکم شرعی کا پاس ومنشأ شرعی کا لحاظ کیا گیا تو ان چند مواقع میں حدود شرعیہ سے تجاوز کیوں؟

یا اس کو یوں کیوں نہیں کہا جاتا کہ "قراءت کے اس انداز حسین سے ایک خاص لطف وکیف محسوس ہو رہا تھا مگر افسوس! کہ دوران قراءت ہونے والی بے اصولی وحد تجاوزی اس کیف وسرور کو چھین لیتی تھی"

غرض یہ کہ اعتراض کی عبارت میں اگر ان اصحاب ترتیل کی تلاوت کے صحیح وعمدہ پہلو کی سراہنا اور تعریف ہوتی اور غیر صحیح وغلط پہلو پر نکیر وتبصرہ ہوتا تو شاید یہ انصاف کے زیادہ قریب ہوتا۔

ثانیا : جب اعتراض کا منشأ اصلاح ہی ہوتا ہے تو اصلاح کیلئے انداز موافقت وہمدردی بنسبت انداز مخالفت کے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثالثا : ایسی ترتیل پر جن لوگوں نے بھی بحث کی ہے انہوں نے بالاتفاق شیخ عبدالباسط، شیخ محمد صدیق المنشاوی، شیخ خلیل الحصری، شیخ متولی جیسے لوگوں کا ضرور استثناء کیا ہے، معلوم ہوا کہ نفس ترتیل غلط نہیں بلکہ یہ تو چند لوگوں کی اپنی ذاتی غلطی اور غلو ہے تو ایسے افراد کا انکار ورد ہونا چاہئے نہ کہ مطلق ترتیل کا،

رابعا : پھر جب ترتیل کی ایک اچھی خاصی تعداد اصول وضوابط اور حدود وشرائط کی رعایت کے ساتھ ہی خوش الحانی کی کوشش کرتی ہے تو جہاں ان بعض اصحابِ ترتیل پر اعتراض کئے جاتے ہیں وہیں اصحاب اتقان خوش الحانی کی تائید وتوثیق بھی ہونی چاہئے۔

خامسا : جب اصول شکنی اور حد تجاوزی ہی ترتیل کیلئے موجبِ اعتراض ہے تو ہمت کرکے کہنا چاہئے کہ اگر یہی بے اصولی تدویر میں ہوتی ہے تو ایسی تدویر بھی موردِ اعتراض اور موجب رد کہلائے گی۔

مثلاً فی زماننا اصحابِ تدویر کی بھی ایک تعداد ہے جو اصولِ تجوید وقراءت وحدود وشرائط کی رعایت اور فنی ناپ تول کے ساتھ خوش الحانی کی بڑی اچھی کوشش کرتی ہے جس کی وجہ سے ان کی یہ تدویر معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے میں بڑی جاذبیت بھی رکھتی ہے۔

تدویر میں اصول شکنی

وہیں اصحابِ تدویر میں ایک اچھی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو اپنی تدویر کی تحسین وتزیین کے حرص میں اصول شکنی وحدود وشرائط کے دائرہ سے تجاوز کر جانے کے مرض میں برابر مبتلا ہیں، چنانچہ وہ تدویر اخوش الحانی کے زعم میں بہت سے مواقع میں بے جا غنہ کرتی ہے مثلاً

(۱) الشیطن الرجیم کی یائے لین ومدہ میں غنہ کرتے ہوئے ناک میں برابر آواز لے جاتے ہیں جسے اصطلاحاً قراءۃ بالتطنین کہتے ہیں اور یہ معایبِ قراءۃ سے ہے جبکہ اس کو یہ حضرات اپنی تدویر کی خوبصورتی کا بہت اچھا عامل وسبب تصور کرتے ہیں، اسی طرح مواقعِ مدِ عارض میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ مدہ پر بھی مد کرتے ہوئے اخیر تک خیشومی آواز کو ملائے رکھتے ہیں اور بزعمِ خویش آواز ولہجہ کی عمدگی کیلئے اسے بہت اہم خیال کرتے ہیں۔

(۲) تو کچھ لوگ ہیں کہ لہجوں کی لذت میں کھو جانے کی وجہ سے بعض مرتبہ ان کے بعض غنہ دیگر غنوں ہی نہیں بلکہ مدِ منفصل سے بھی طویل ہو جاتے ہیں۔

(۳) تو بعض خوش الحان اصحاب تدویر حروف قلقلہ پر وقفاً قلقلوں کا اہتمام نہیں کرتے حتی کہ ''ق'' جیسے متفق علیہ حرف میں قلقلہ نہ ہونے کا قلق بھی انہیں نہیں ہوتا۔

(۴) مدود میں مساوات اور قوی کو ضعیف پر ترجیح کا نہ ہونا تو دورِ حاضر کا عام ابتلاء ومرض ہو گیا ہے جبکہ قران کریم کا تلفظ وادا تو منصوص وبطریق تواتر منقول ہے۔

(۵) اسی طرح مواقعِ مدِ عوض مثلاً ''انه کان توابا'' پر قراءۃ ختم کرتے ہوئے بجائے قصر کے توسط کرنا تو اصحابِ تدویر کے یہاں معمول سا ہو گیا ہے حالانکہ ایک الف سے زائد مد کیلئے یہاں نہ تو کوئی سببِ لفظی ہے اور نہ ہی سببِ معنوی اور شاید یہ مد ختم قراءت کے اعلان کی غرض سے کیا جاتا ہے مگر ہم تو اعلانِ ختمِ قراءۃ ورکعت جیسے کسی سبب معنوی کو نہیں جانتے۔

(۶) بعض اصحاب تدویر ان کلمات موقوفہ پر جو نون ومیم پر تمام ہوتے ہیں بغرض زینت غنۂ آنی کے بجائے غنۂ زمانی کا اہتمام کرتے ہیں مثلاً العالمین، الرحیم، الدین وغیرہ حالانکہ کتب فن میں اس پر نکیر موجود ہے۔

(۷) ترتیل کی طرح تدویر کے خوش الحانوں میں بھی ایک تعداد تو ایسے لوگوں کی ہے جو صحتِ حروف وتلفظ واداء پر لہجوں کو ترجیح دیتے ہیں اور لہجوں کا اس قدر اہتمام والتزام کرتے ہیں کہ اصول وضوابط اور حدود وشرائط بارہا لہجوں کی نذر ہو جاتے ہیں اور اس کی پروا نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ، غرض یہ کہ اگر ترتیلاً خوش الحانی میں سعی مزید سے اداءِ نزول کو نقصان پہونچتا ہے اور الفاظ قرانی کی صاف ستھری اداء کو سعی مزید سے آنچ آرہی ہے تو صحتِ تلفظ واداءِ نزول پر آنے والے داغ میں تدویراً خوش الحانی کی سعی مزید بھی برابر کی شریک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ایک تعداد اصحابِ تدویر میں ایسی بھی ہے کہ ان کی تدویر کا ہر ناحیہ خوب نپا تلا اور اس کے گلدستہ کا ہر پھول خوب حسین۔

اب ظاہر ہے کہ چند اصحابِ تدویر کی کمی، خامی یا آزادی کی وجہ سے سارے ہی اصحاب تدویر کو مورد اعتراض قرار دینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ یا نفسِ تدویر ہی کو مطعون کرنا کیسے معقول ہوگا؟

بالکل اسی طرح سارے ہی اصحابِ ترتیل کو موردِ تنقید وتبصرہ قرار دینا اور نفسِ ترتیل کا انکار یہ بھی غیر موزوں ونامعقول ہے، چنانچہ جیسا کہ ہم ماقبل میں لکھ کر آئے ہیں کہ تدویر کا رجحان رکھنے والے دیگر باحثین نے بھی مطلق ترتیل کا کبھی انکار نہیں کیا بلکہ کئی لوگوں کو اپنی تنقید سے نامزد مستثنیٰ کیا ہے۔

لہذا کہنا چاہئے کہ جو اصحابِ ترتیل اصول وضوابط وحدود وشرائط کا خیال کرتے ہوئے خوش الحانی کی سعی مزید کرتے ہیں وہ تو لائقِ استقبال وقابلِ قدر ہیں اور ان کی ترتیل عندالشرع مطلوب ومستحسن ہے، یہی رائے ورجحان حضرت حافظ ابن حجرؒ کا ہے" فإن وجد من يراعيهما معا فلا شک فی أنه ارجح من غيره" باقی جو اصحابِ ترتیل خوش الحانی کی حرص میں اصول وضوابط کو ضمنی وذیلی قرار دے کر لہجوں کو سنبھالے رکھنے کا ذوق رکھتے ہیں اور اس میں اصول تجوید وقراءت کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ان کی ترتیل عندالشرع ممنوع وغیر صحیح کہلائے گی اور اس کو صاحبِ شریعت کے منشأ کے خلاف قرار دیا جائیگا۔

غرض یہ کہ جب اصول وضوابط وشرائط کا ہر تالی قران مکلف ہے اور صاحبِ ترتیل ہو یا تدویر کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے تو اب دائرہ اصول سے نکل جانے پر صرف اصحابِ ترتیل ہی پر لعن طعن اور اصحابِ تدویر کی بے اصولی سے چشم پوشی یہ طریقہ اور ایسی جانبداری بھی نامعقول وبعید از انصاف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرے سے خوش الحانی کا انکار

رہا مسئلہ اس جماعت کا جو سرے سے نفسِ خوش الحانی ہی کا انکار کرتی ہے کہ قراءۃ خواہ ترتیلاً ہو یا تدویراً بہر صورت یہ خوش الحانی جائز نہیں اور دلیل انکار کے طور پر حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کی روایت پیش کرتی ہے جس میں "وایاکم ولحون أهل الفسق وأهل الكتابين" آیا ہے۔

مگر اولاً تو ماقبل میں خوش الحانی کے امر وحکم سے متعلق ترغیب وترہیب کے انداز پر بہت سے فرامین نبوی ﷺ کو ہم نے پڑھا جس سے معلوم ہوا کہ خوش الحانی تو من جملہ احکامِ شرعیہ کے ایک ہے اور ہر تالی قران اس کا مخاطب ومکلف ہے بلکہ جو خوش گلو نہیں ہیں وہ بھی بقدر استطاعت اس کے مکلف ہیں۔

ثانیا : جس روایت کو پیش کر کے یہ جماعت سرے سے خوش الحانی کا انکار کر رہی ہے وہ تو روایت کا ایک حصہ وایک جز ہے، حضرت حذیفۃ بن الیمانؓ کی مکمل روایت تو اس طرح ہے "أن رسول الله ﷺ قال : اقرء وا القران بلحون العرب وأصواتها، وإياكم ولحون أهل الفسق ولحون أهل الكتابين وسيجيئ بعدى أقوام يرجّعون بالقران ترجيع الغناء والنوح لايجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم" جس کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت امر ونہی کا مجموعہ ہے اس میں صرف نہی ہی نہیں بلکہ امرِ خوش الحانی مقدم ہے نہی پر، چنانچہ پہلے تو "اقرء وا القران بلحون العرب" کے ذریعہ خوش الحانی کی ترغیب دلائی اور اس پر ابھارا ہے پھر بعد میں نہی کو لایا گیا ہے، اگر نفسِ خوش الحانی ہی جائز نہ ہوتی تو امر کس چیز کا فرمایا؟ اور ترغیب کس کی دلائی؟ پھر نہی والے جز میں نفس تحسین وخوش الحانی کی نہی تھوڑے ہی ہے بلکہ شیطانی غنا اور یہود ونصاری کے لہجوں اور نوحہ کے انداز سے منع کیا گیا ہے لہذا نہی والا جز بھی خاص قسم کی خوش الحانی سے منع کرنے کی غرض سے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جیسا کہ ماہرِ موسیقی کا قول ہے کہ کوئی بھی آواز اصولِ موسیقی سے خارج نہیں ہوسکتی بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی قاعدہ موسیقی کا ضرور پایا جاتا ہے تو خوش الحانی کے انکار کے بعد بھی اس سے مفر کہاں؟ اور کسی کیلئے بھی یہ کہاں ممکن ہے؟

اسی وجہ سے تو حضور ﷺ نے امر و نہی دونوں کو جمع کر کے گفتگو فرمائی ہے، ایک خوش الحانی تو مامور بہا ہے تو دوسری ہے جو ممنوع وغیر صحیح ہے۔

لہذا اعتدال ضرورت ہے یعنی حدود و دائرہ میں رہ کر خوش الحانی کا اہتمام کیا جائے جس سے حکمِ شرعی کا امتثال بھی ہو اور دائرہ سے نکلی ہوئی آزاد خوش الحانی سے احتراز بھی کہ نواہی سے اجتناب بھی، کیونکہ افراط وتفریط منشا شریعت کے خلاف ہے۔

سوال : پھر ایک طبقہ ہے جو ترتیل کے ان لہجوں کو موسیقی کا الزام دیتا ہے کہ یہ لہجے تو موسیقی سے مستفاد ہیں اور مصر کے قراء موسیقی سے انہیں سیکھتے اور بناتے ہیں۔

جواب : تو اس سے متعلق اولاً تو عرض ہے کہ تعجب ہے ان حضرات معترضین کے اعتراض پر کہ ادھر تو یہ ترتیل کے لہجوں کو علی الاطلاق موسیقی کے لہجے ہونے کا الزام دے رہے ہیں اور پھر اس الزام سے شیخ عبدالباسط، شیخ منشاوی، مصطفیٰ اسماعیل جیسے اصحاب ترتیل کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

نیز اگر یہ حضرات عرب سے نکلنے والے "الحج والعمرة" نامی اس عمدہ پرچہ کو پڑھتے تو شاید وہ اس الزام تراشی کی قباحت سے اپنے آپ کو بچا سکتے کہ اس میں گاہے گاہے مصر کے مختلف مشاق قراء واصحابِ ترتیل کے تذکرے شائع ہوتے ہیں جن میں مصر کے کئی مشاق قراء ہیں جو ادارہ اذاعۃ القران کے پلیٹ فارم سے قراءت کرتے ہیں اور ادارہ ان کی قراءات جمیلہ کو نشر کر کے عالم کے اطراف وجوانب میں پہونچاتا ہے جس سے بہت بڑی دنیا مستفید ومحظوظ ہوتی ہے ان اکابر فن سے بعضوں کے تذکروں میں موسیقی کے نکتہ سے متعلق بہت واضح انداز میں یہ محرر ہے کہ وہ موسیقی سے مطلق واقف نہیں اور نہ ہی کبھی اپنی خوش الحانی اور عمدہ لہجوں کیلئے انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوانین موسیقی کا سہارا لیا ہے بلکہ اپنی فطری آواز وخداداد حسن ترنم وتغنی ہی سے پڑھتے ہیں۔

اوران کی خوش الحانی کے فطری ہونے کی بین دلیل یہ ہے کہ ہرایک کا رنگ وانداز جداگانہ ہے لہذا علی الاطلاق ہر صاحب ترتیل کے لہجہ کو موسیقی سے مستفاد کہنا یہ ایک الزام ہے اور الزام تراشی اچھے مثقف لوگوں کو بطور خاص زیب نہیں دیتی۔

(۲) یا پھر اس کی تعیین ہو کہ کس قاری کا کونسا راگ ولہجہ موسیقی کے کس اصل سے مستفاد ہے۔

(۳) پھر یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ موسیقی سے اس کا یہ انطباق بالارادہ ہے یا بلا ارادہ ہے

(۴) اگر بالارادہ ہے تو اب اس کی وجہ سے قراءت اصول وضوابط کے دائرہ سے خارج ہورہی ہے یا نہیں؟

(۵) اور بیان ماہرین موسیقی کے مطابق جب کوئی بھی آواز اصول وقوانین موسیقی سے خارج ہو ہی نہیں سکتی حتی کہ خطباء وواعظین کی آواز اور انداز خطابت میں بھی موسیقی کا کوئی نہ کوئی اصول ضرور پایا جاتا ہے اور یہ بھی شاہد ہے کہ ہر واعظ کا اپنا ایک مستقل لہجہ ہوتا ہے بایں ہمہ کسی واعظ وخطیب کو موسیقی کے انداز کا الزام کبھی نہیں دیا جاتا بلکہ ایسے خوش لہجہ واعظین کی تو بڑے شوق سے نقل اتاری جارہی ہے اور الزام دینا صحیح بھی نہ ہوگا کیونکہ غیر ارادی طور پر موسیقی کا کوئی قانون واعظ کے وعظ میں خود پایا گیا ہے باقی واعظ نے اس کا قصد نہیں کیا ہے بالکل اسی طرح بلاقصد وارادہ کے اپنی فطرت پر پڑھنے والے قاری کا کوئی لہجہ اگر کسی اصول موسیقی سے خود جوڑ کھا جاتا ہے تو اسے موسیقی کے لہجہ کا الزام دیا جانا کیا یہ معقول ہے؟ اور اگر بالفرض کوئی قاری کبھی موسیقی کے کسی اصول کی پابندی کرتا بھی ہے تب بھی اس کو غلط کہنے سے قبل ذیل کی تفصیل پر ایک نظر ڈال لیں۔

شاید یہ بات غلط نہ ہو

پھر شاید یہ بات غلط نہ ہوگی بلکہ بہت سے فکر اس سے اتفاق کریں گے کہ مسئلہ کی گہرائی میں جاکر گفتگو کرتے ہوئے اگر ہم یہ سوال کریں کہ یہ قوانین موسیقی کیا ہیں؟ تو اس کا جواب یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اجمالی طور پر دو قسم کے لوگ رہے ہیں

(۱) اصحاب نوحہ، یہود ونصاری کے معبدوں کے لوگ فسق وفجور پر مشتمل اشعار اور گانوں کے لوگ۔

(۲) حمد باری، نعت رسول ﷺ کو ترنم دینے والے لوگ اور ہوسکتا ہے کہ ان میں کوئی خوش الحان قاری بھی ہو۔

یا پھر اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ موسیقی واصول موسیقی سے استفادہ کرنے والوں میں سے کچھ کا استفادہ تو مرضی رب کے خلاف اور خواہشات نفسانی کے مطابق رہا۔

(۳) تو کچھ بندگان خدا نے خوش الحانی کو سنوارنے کیلئے موسیقی سے کچھ سہارا تو لیا مگر ہمیشہ مرضی رب کو مقدم رکھا، اور جب کبھی موسیقی اور منشأ خداوندی میں مزاحمت ہوئی تو رضائے الٰہی کا دامن تھامتے ہوئے موسیقی کو ترک کر دیا۔

یا پھر اس کو یوں سمجھیں کہ موسیقی سے استفادہ کرنے والوں میں (۱) ایک طبقہ تو وہ رہا جو نیک طینت اور پاکیزہ فطرت (۲) تو دوسرا طبقہ وہ ہے جو فطرت وطینت کی پاکیزگی سے محروم۔

نتیجہ : اب بتلایئے! کہ حمد باری اور نعت رسول ﷺ پڑھنے والے نیک دل اور پاکیزہ فطرت نے نیک نیتی سے موسیقی کے کسی اصول سے اگر بالفرض استفادہ بھی کیا ہے تو علی الاطلاق اس کو غلط کہہ دینا صحیح ہوگا؟

اسباب ووسائل کی بڑھتی اس دنیا میں اگر کوئی دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے کسی حکم خداوندی کو اچھے سے بجالانے کی نیک نیتی سے کسی سبب کو اپناتا ہے تو دنیا نے اسے کب غلط کہا ہے؟

مذکورہ تفصیلات کے بعد اب تبلایئے! کہ اگر کسی خوش الحان صاحب ترتیل کا کوئی فطری لہجہ موسیقی کے کسی اصول سے خود جوڑ کھا گیا تو اس کو موسیقی کا الزام دینا صحیح ہے؟

(۲) پھر جب خوش الحان صاحب تدویر کے لہجہ میں کوئی نہ کوئی اصول موسیقی پایا ہی جاتا ہے تو اس کی تدویر کو موسیقی سے مستفاد ہونے کا الزام نہیں دیا جاتا تو آخر صاحب ترتیل ہی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا کہ فطری خوش الحانی وفطری ترنم وخوش نغمگی میں پائے جانے والے جاذبیت کے مرکزی اجزاء ونکتوں کی نشان دہی وترجمانی بلکہ شرح کا نام قوانین موسیقی ہے۔

یعنی ان قوانین واصطلاحات کی وضع وتدوین سے قبل دنیا بھر کے خوش الحان حضرات نے اپنی خداداد آواز وفطری انداز میں جو کچھ گایا یا پڑھا ہے اور ان کی قاتلانہ آوازوں اور ہوش ربا انداز نے غیر اختیاری طور پر لوگوں کے قلوب میں جگہ کی اور ان کے دل ودماغ پر یہ کندہ ہوگئے مگر سوال یہ ہے کہ حسین آواز اور جاذب لہجوں کے وہ خاص اجزاء وہ کون سے ہیں جو تڑپا دینے والے یا فرحت بخش ہیں یا جن میں جذابی قوت ہے؟ لوگ لطف اندوز ہوتے تھے مگر اب تک تاڑ نہیں پائے تھے، لیکن پھر کچھ حساس ونباض طبائع نے ان کے پڑھنے وگانے کا بڑی باریکی سے مطالعہ کرتے ہوئے بے خود کردینے والے ان اجزاء کو سمجھا ومحسوس فرمایا پھر چونکہ قدرت نے ایسے حساس ضمائر کو شیی محسوس اور مافی الضمیر کی ادائیگی وترجمانی کیلئے تعبیر وعبارات کی نعمت سے بھی نوازا تھا تو انہوں نے اس کو الفاظ وعبارات میں بیان فرمایا جس سے لوگوں کو ان خوش الحانوں کے فطری کمال اور ان کے اندر کے قیمتی جوہر اور قدرت کی طرف سے عنایت کئے گئے بے خود کردینے والے ان اجزاء کو سمجھنے کا موقع ملا، پھر ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے بعد میں انہی بیانات کے سہارے لوگوں نے ان کمالات وجاذب اجزاء تک رسائی کے طریقے بیان فرمائے جن کو ہم آپ قوانین موسیقی سے تعبیر کرتے ہیں، اس طرح فن موسیقی کی تدوین ہوئی جس سے قریب وبعید، حاضر وغائب سب ہی ارباب شوق وذوق ان خوش الحانوں کے ان جذاب اجزاء سے استفادہ کرنے لگے۔

اور اس طرح خوش الحانی کو مستقل فن کی حیثیت حاصل ہوئی اور تقریباً سارے ہی فنون نے اسی طرح طبقہ وار ترقی کی ہے، پھر وقت گذرنے پر اسباب بڑھتے گئے اور لوگ حسب ضرورت اس کی تہذیب کرتے گئے۔

لیکن اس جگہ بطور خاص یہ سمجھنا ہوگا کہ فن موسیقی سے جن لوگوں نے بھی استفادہ کیا ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ یہ سلوک کیوں؟

(۳) اور ہم ذرا سا خیال کریں کہ یہ اصحاب ترتیل جو معصومیت سے لیکر بڑھاپے تک اللہ کے کلام ہی میں اپنے آپ کو مصروف رکھتے ہیں کیا انہیں نیک طینت وپاکیزہ طبیعت نہیں کہیں گے؟

(۴) اور غور فرمائیں کہ انٹرنیٹ اور ٹی وی اللہ تعالی کے مغضوب، فاسق وفاجر واسلام دشمن عناصر بھی استعمال کرتے ہیں اور علماء صلحاء، اتقیاء ومبلغین بھی استعمال کرتے ہیں تو کیا یہ دونوں برابر ہوں گے؟

(۵) اور ہمارے پاس تو ثبوت نہیں ہے لیکن اگر حضرات معترضین کے پاس مضبوط ثبوت ہیں اور اعتراض میں کہے گئے کے مطابق کوئی قاری صاحب ترتیل کبھی موسیقی سے استفادہ کیا بھی ہے لیکن اس کی ترتیل اصول وضوابط کے دائرہ سے خارج نہیں ہے تب بھی اسے موسیقار کہنا کیا یہ درست ہے؟

چنانچہ اس بارے میں دکتور یحیٰ عبدالرزاق الغوثانی کی تفصیل خدمت ناظرین میں بطور ھدیہ پیش ہے ملاحظہ ہو:-

خلاصه الكلام بالنسبة لقراءة القران بالانغام والالحان

أن القارئ إذا التزم بأحكام التجويد وقواعده وضوابطه الدقيقة، وكان مقدما لها على قواعد النغم والمقامات، ثم قرأ القراءة السهلة العذبة على طبيعته، والتي ليس فيها تكلف او تقعّر، فالذي يظهر لي – والله أعلم.

إن ذلك لا حرج فيه ولووافقت نوعا من أنواع النغم والمقامات المعروفة لدى المتخصصين، أما إذا تعمد ان يقرا بنغم مّا من أنواع النغم كالصبا، والسيكا، والتزم بقواعد التجويد التزاما كليا فإننا ننظر، إذا وافقت نغمته هذه بعض الأنغام المشهورة المتداولة عند أهل الفسوق والغناء فإننا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمنعه من ذلک، وأما إذا وافقت النغمة الفطرية التي تبعث على الخشوع والتدبر، أو وافقت قراءته قراءة أحد القراء المعروفين بالتقوى والصلاح، فلا حرج في ذلک،

إما إذا اختل شيئ من أحكام التجويد فتلک قراءة ممنوعة سواء كانت جميلة النغم والايقاعات ام لا، مهما كان فاعلها والله أعلم. (علم التجوید ص/۲۲)

چنانچہ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ حسن صوت وحسن قراءت کے تعارف اوراس کی پہچان کے حوالہ سے محبوب کبریا ﷺ کا ارشادگرامی نقل فرماتی ہیں ''ان النبی ﷺ قال : ان احسن الناس قراءة الذی إذا قرأ رأيت انه يخشى الله (رواه الطبرانی فی الكبير بحواله سنن القراء ص/۹۸) معلوم ہوا کہ یہ خوش الحانی اگر بلا کسی قصد کے خود ہی قواعد موسیقی کے کسی قاعدے سے منطبق ہوگئی تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر خوش الحانی میں قواعد موسیقی میں سے کسی کو بالارادہ اختیار بھی کیا ہے مگر اصول تجوید وقراءت کے دائرہ کا بھی لحاظ ہے تو اس خوش الحانی میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے کہ اس میں حدود کی رعایت کے ساتھ قواعد موسیقی کو مزید تاثیر کی غرض سے اپنایا گیا ہے ہاں! اگر اصول موسیقی کو اختیار کرتے ہوئے حدود ودائرہ اصول تجوید وقراءت سے نکل جاتا ہے تو ایسی خوش الحانی ناجائز ہوگی جیسا کہ ماقبل میں فتح الباری کے حوالہ سے گذرا۔

اصحابِ ترتیل سے اپیل

قبل اس کے کہ ہم اپنی ان معروضات کو ختم کریں دو چار سطریں اصحاب ترتیل کے حوالے کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ وہ ترتیلاً قراءت کرتے ہوئے امور ذیل کا ضرور خیال رکھیں کہ تحسین قراءت یعنی قران کریم کو خوش الحانی سے تلاوت کرنا یہ حکم شرعی ومنشأ نبوی ﷺ ہے اور عند اللہ تعالیٰ وعند الرسول ﷺ مطلوب ومستحسن ہے لہذا قانون الحان سے استعانت اور طرق تحسین واسباب خوش الحانی کو اپنانا گو شرعاً جائز وصحیح ہے مگر یہ جواز اسی وقت ہے جبکہ بوقت تحسین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

. مندرجہ ذیل امور کی رعایت بھی ہو۔

(۱) خوش الحانی وتحسین اس طرح ہو کہ صحت اداء وتلفظ مقدم ہو اور تحسین اس کے تابع ہو، یعنی تحسین کے حرص وشوق کے ساتھ ساتھ قواعد تجوید وقراءت کا مکمل پاس ولحاظ ہو اس کی خلاف ورزی کسی قیمت پر منظور نہ ہو، یعنی اصول کی رعایت سے لہجہ متاثر ہوتا ہو تو ہوتا رہے مگر دائرہ اصول تجوید وقراءت کا پورا احترام ہو۔

(۲) نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ خوش الحانی (خواہ ترتیلا ہو یا تدویرا) سے مقصود جب فطری تسکین کے علاوہ تذکیر، یاد خداوندی، تاثیر قلبی، تحزین، خشیت الٰہی، قران کریم کی جلالت شان اور وقار وادب ہے تو اب وہ ایسے ہی لہجوں کو اپنائیں جو مذکورہ مقاصدِ نیک تک وصول کا ذریعہ ہوں اور ایسے لہجوں سے ضرور اجتناب کریں جو ان کے منافی ہوں چنانچہ گانے اور نوحوں وغیرہ کے لہجوں سے سخت احتراز ہونا چاہیے۔

(۳) بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ قراءت جن حسین لہجوں سے سنواری وسجائی جاتی ہے ان میں ایسے پرسوز ودرد آمیز لہجوں کی سعی کی جائے جو خود قاریٔ قران کیلئے بھی اور اپنے مستمعین کیلئے بھی خشوع وتذکیر کا باعث بنے اور اس سے خشیت الٰہی وبکاء کا ماحول قائم ہو سکے جو کہ خوش الحانی سے مقصود ہے۔

چنانچہ ابوداؤد شریف کی روایت ہے ’’وعن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن هذا القران نزل بحزن فإذا قرأتموه فأبكوا، فإن لم تبكو فتباكوا وتغنوا به فمن لم يتغن به فليس منا‘‘ (ج ۲/ص ۲۰۷)

(۲) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ’’أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: أن احسن الناس قراءةً من قرأ يتحزّن به (رواه الطبرانی)

(۳) حضرت عبداللہ بن بریدۃ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں ’’قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرءوا القران بحزنٍ فإنه نزل بحزن‘‘ (رواه الطبرانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اتفاقی طور پر بلاقصد کے جوڑ کھا گیا اور مرثیہ سے مشابہت پیدا کر گیا جس کو حضرت ابوھریرہؓ نے محسوس فرمایا اور فرمایا" فحزنها شبه الرثی "لیکن اس کا یہ مفہوم بالکل نہیں کہ آپ ﷺ نے مرثیہ خانوں کے لہجوں کی نقل فرماتے ہوئے ان کے انداز حزین کو اپنایا اور یہ کیسے ممکن تھا؟ کیونکہ مرثیہ ونوحہ کے لہجوں کو تو آپ ﷺ خود ممنوعات ومنہیات سے فرما چکے ہیں معلوم ہوا کہ بلاقصد وارادہ کے اگر کسی کا لہجہ خود مرثیہ کے لہجے سے منطبق ہو جائے تو یہ ممنوع بھی نہیں جس سے بطور فقہ الحدیث کے یہ سمجھ میں آیا کہ اگر کسی خوش الحان قاری کا کوئی صحیح لہجہ اور لہجے کا کوئی جزء بلاقصد وارادہ کے بذات خود کسی اصول موسیقی یا مرثیہ سے جوڑ کھا جائے تو یہ ممنوع نہ ہوگا۔

چنانچہ یہ امر مشاہد ہے کہ ایک خوش گلو وخوش لہجہ قاری کی طبیعت میں آمادگی ہوتی ہے اور فطرت خوب ساتھ نبھا رہی ہو یعنی گلے کی صفائی، آواز کی جاذبیت اور لہجوں کا درد وسوز چاروں کل کھلے ہوئے ہوں ایسے وقت میں لہجوں کی جاذبیت شباب پر ہوتی ہے، مختلف لہجوں کے لئے کوئی زیادہ سعی کی ضرورت نہیں کرنی پڑتی بلکہ لہجوں میں بھی وہ بے خود کرنے والے اجزاء کی کثرت ہوتی ہے۔

اور خوش الحان اس سے بخوبی واقف ہیں کہ جب طبیعت حزین ہوتی ہے یا قران کریم سے کوئی مضمون اپنے میں خصوصی درد رکھتا ہو یا فرحت بخش مضمون جاری ہو یا شب تاریک کی خموشی وتنہائی ہو یا تہجد کی پر کیف فضائیں ہوں یا بادل چھایا ہوا اور رم جھم برسات ہو رہی ہو یا آبشار اور قدرتی مناظر ہوں وغیرہ وغیرہ تو پھر لہجوں کی آمد اور ان عوامل کے تعاون سے لہجوں کی جاذبیت کا عروج کیا کہئے! تعبیر مشکل ہوتی ہے، اب ایسے وقت میں یہ لہجے اور اس کے مخصوص اجزاء اصول موسیقی میں کے کسی نہ کسی اصول سے جوڑ کھا ہی جاتے ہیں جو کہ امر لازمی ہے اور اس سے مفر ناممکن ہے، تو اب ایسی قراءت اور ایسے لہجوں کو موسیقی کا الزام دینا غلط اور فقہ الحدیث کے منافی ہے یا بعید از بصیرت ہے، پھر لطیفہ یہ ہے کہ یہ الزام ان بندگان خدا کی طرف سے ہے جن کی قسمت میں خوش لہجگی نہیں آئی اور لہجوں کی ان باریکیوں اور نزاکتوں کا وہاں کوئی تصور نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثالثاً : خود بھی پر کیف ہوکر پڑھیں اور اپنے مستمعین کو بھی دولت کیف سے نوازنے کی سعی کی جائے۔

رابعاً : خشیت وبکاء میں تکلف سے احتراز کرنا چاہئے۔

خامساً : خوش الحانی کی خاطر اگر قوانین نغم سے بھی استفادہ واستعانت ہوتو یہ ممنوع وناجائز نہیں ہے بشرطیکہ یہ استعانت قراءت میں تمطیط کا سبب بن کر قراءت کے دائرہ اصول وضوابط وحدود سے خروج کا سبب نہ بن جائے۔

سادساً : پھر ایک اہم امر یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ یہ خوش الحانی خالصۃً لوجہ اللہ ہو لہذا اس کو کھانے وکسب معاش کا سبب نہ بنایا جائے یا اپنی تشہیر وتعارف جیسے اغراض ذاتیہ کی گندگی سے خوش الحانی کے اس پاکیزہ عمل کی حفاظت وصیانت کا التزام بھی ضروری ہے، چنانچہ علامہ شاطبی علیہ الرحمۃ نے بھی قراء سبعہ کی توصیف وتوثیق اور پاکیزگی کو بیان کرتے ہوئے اسی کو فرمایا ہے "ولیس علی قراء ته متاکلا" بلکہ چوتھی صدی ہجری کے مشہور ومعروف مصنف امام ابوبکر محمد بن حسین الآجُرِی المتوفی ۳۶۰ھ نے اپنی تصنیف "اخلاق حملة القران" میں اس کو بڑی تفصیل سے پرتاثیر انداز میں بیان فرمایا ہے فمن شاء التفصیل فلیراجع الیه لہذا البطور خاص اس کی سعی بلیغ کرنا چاہئے کہ ہماری یہ خوش الحانی (خواہ ترتیلاً ہو یا تدویراً) رضائے الٰہی، اعجاز قرانی، تاثیر قلبی، تسکین فطرت وفنی تعارف جیسے نیک مقاصد ہی کے خاطر ہو۔

خوش الحانی پر ایک اور اعتراض اور اس کا جائزہ

مدارسہ عربیہ کی سالانہ اہم مجالس میں جب ایک قاریٔ خوش الحان کلام الٰہی سے چند آیات کو عظمت قرآنی کے پاس ولحاظ کے ساتھ یاد خداوندی کے شوق اور جذبۂ ایمانی کو جلا بخشنے کی غرض سے اپنے عمدہ وجاذب انداز میں تلاوت کرتا ہے تو اس پر بھی بعضے حضرات عجیب وغریب تبصرہ فرماتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ کہتے ہیں کہ اس طرح کی قراءت کا ثبوت کہاں سے ہے؟ ہماری معلومات میں دور نبوی ﷺ، دور صحابۂ کرامؓ اور حضرات فقہاء کے زمانہ میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس طرح کا مجمع ہو اور قاری اپنے فن کا مظاہرہ کرے، قرآن کریم تو تدبر وتفکر کے لئے نازل کیا گیا ہے، ان آیات قرآنی کو تو تلواروں کی جھنکاروں میں پڑھا جاتا تھا، حسن قراءت کے مظاہروں کی یہ محافل منشأ شریعت اور مقصد نزول کے مطابق نہیں ہیں وغیرہ۔۔

جواب : لیکن اگر مزاج شریعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تفکر وتدبر کی اس دعوت اور اس کے طرز بیان میں ہونے والے تبصرہ وتنقید کا تھوڑے تدبر وتعمق سے جائزہ لیا جائے تو واضح ہوگا کہ یہ تبصرہ وتنقید درحقیقت ایک بڑے خلط کا شکار ہیں۔

چنانچہ دیکھئے! خلط کہتے ہیں دو الگ الگ حقیقتوں کے مابین موجود فرق کو ملحوظ نہ رکھنا جس کی وجہ سے کسی امر صحیح کے باب میں غیر صحیح اور جائز کے باب میں غیر جائز ہونے کا شبہ ہوتا ہے جس سے مختلف قسم کی غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔

نیز یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قران کریم کی تلاوت مختلف مقاصد ومتعدد اغراض سے کی وسنی جاتی ہے مثلاً

(۱) نرے الفاظ کی تلاوت صرف اجر وثواب کے حصول کی غرض سے۔

(۲) کثرت ثواب نرے الفاظ کی تلاوت سرعت ورفتار سے۔

(۳) تدبر وتفکر یعنی الفاظ قرآنی کی تلاوت تدبر وتفکر کے اہتمام کے ساتھ۔

(۴) توجہ خداوندی کے حصول کی غرض سے خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے "الله أشد أذنا للرجل حسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة الى قينته" یعنی خوش الحانی سے کی جانے والی تلاوت کو خصوصی طور پر توجہ خداوندی کا حصول ہوتا ہے۔

(۵) فطرت وطبیعت کی تسکین کے خاطر خوش الحانی کے اہتمام کے ساتھ تلاوت کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) یادخواندی میں ڈوب جانے کے شوق سے تلاوت میں خوش الحانی کا اہتمام کرنا۔

(۷) حفاظت وصیانت کی غرض سے آیات قرآنی کے تلاوت وغیرہ وغیرہ۔

غرض یہ کہ مذکورہ مقاصد مختلفہ کی برآوری کیلئے قران کریم کی تلاوت کی وسنی جاتی ہے۔

اب جس طرح تدبر[1] وتفکر اور حصول[2] کثرت ثواب یہ دو بالکل الگ مقصد ہیں لہذا مقتضی بھی دونوں کا الگ ہوگا، چنانچہ تدبر وتفکر کیلئے تلاوت میں خوب اطمینان ضروری ہے جبکہ حصول کثرت ثواب (جیسے رمضان المبارک میں لوگ تلاوت کرتے ہیں یا تراویح میں امام تلاوت کرتا ہے) کے لئے تلاوت میں جائز سرعت وعجلت ہوتی ہے۔

ظاہر بات ہے کہ دونوں کا مقتضی الگ ہے اب ان میں خلط کرنا یعنی تدبر وتفکر کے موقع میں تیز رفتاری سے تلاوت کرنا یہ مقتضی حال کے خلاف ہے اسی طرح حصول کثرت ثواب کے مقصد سے کی جانے والی تلاوت میں تدبر کا تقاضہ کرنا یہ بھی خلاف مقصد ہونے کے ساتھ ساتھ ممکن بھی نہیں۔

یا ایک مفسر قران یا واعظ اپنی تفسیر ووعظ سے لوگوں کو تدبر یعنی معانی ومفاہیم قرآنی کی سیر کراتا ہے ایسے وقت میں مفسر یا واعظ سے خوش الحانی کا مطالبہ کرنا، جس طرح بے جا یا مقصد سے نظر کے ہٹ جانے کا نتیجہ ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح فطرت انسانی میں جو خوش الحانی کا شوق ہے اس کی تسکین کے لئے ہونے والی خوش الحانی کے موقع میں تدبر محض کا مطالبہ بھی بے جا کہلائے گا۔

کیونکہ موسم مختلف ہے جیسے بارش کے موسم میں فصل کو تلاش کرنا اور فصل کے نہ آنے اور بارش کے ہونے کا گلا کرنا یہ کیا معقول ہوگا؟

بالکل اسی طرح فرامین نبوی ﷺ کے بموجب یاد خداوندی وتقرب الٰہی کے شوق وتسکین فطرت کے خاطر خوش الحانی وتغنی کے موسم میں خوش الحانی پر نکیر وتنقید کرنا یہ بھی غیر جائز ونامعقول بات کہلائے گی، یہاں تو موسم ہی خوش آوازی کی خداداد نعمت سے قران کریم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ لطف اندوز ہونے اور کیف وسرور میں ڈوب جانے کا ہے اور یہی کیف سرور ترقی ایمان کا باعث ہوتا ہے گو یہاں بھی نفس تدبر وتفکر تو ضرور ہوتا ہے تب ہی تو وقف وابتدا اور لہجوں میں معنوی رعایت ہوتی ہے تاہم خوش الحانی کا جزو غالب ہوتا ہے لہذا اس طرح کی نکیر وتنقید یہ مقاصد مختلفہ کے مابین خلط کا نتیجہ ہے اور قراءت وتلاوت کی اغراض مختلفہ میں عدم تمیز کا ثمرہ ہے۔

دیکھئے! مقاصد کے اس بنیادی اختلاف ہی کی وجہ سے تو جہاں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے یہاں (بوجہ تدبر) ترتیل افضل ہے وہیں حضرت علیؓ نے (کثرت تلاوت کی وجہ سے) حدر کو افضل قرار دیا ہے۔

لیکن ظاہر بات ہے یہ نزاع کوئی حقیقی نہیں بلکہ اس کی بنیادی وجہ مقاصد کا باہمی اختلاف ہے، ورنہ اگر تدبر کا مقصد واحد ہی اس اختلاف کی بنیاد ہوتا تو حدر کی افضلیت کا کیا سوال؟ کہ اس میں تو بوجہ سرعت تدبر کا موقع بہت کم ہوتا ہے لہذا مقاصد مختلفہ کے مابین خلط صحیح نہیں ہے اس کا لحاظ از حد ضروری ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی امر بدیہی ہے کہ ایسا خلط جہاں غور وفکر اور تدبر کی قلت اور فکری عمق کے فقدان کا ثمرہ ہوتا ہے وہیں کبھی کبھار دیگر عوامل سے مغلوبیت کا نتیجہ بھی ہوتا ہے مثلاً جذبۂ تردید وانکار کی شدت، تعصب، نفسانی قوت کا موجزن ہونا وغیرہ۔

ویسے انسان کا یہ طبعی ضعف بھی ہے کہ جب کسی حقیقت سے اس کو آگاہی نہیں ہوتی تو بجائے اس سے واقف اور آگاہ ہونے کے وہ سرے سے اس حقیقت ہی کا انکار کر دیتا ہے، پھر علم دوست اور ارباب علم بھی تو بہر حال انسان ہی ہیں، وہ اس طبعی ضعف سے کیسے مستثنیٰ ہو سکتے تھے؟ چنانچہ وہ بھی کبھی اسی راہ کو اپنا لیتے ہیں، ہاں! لیکن اگر انہوں نے کسی سوختہ جان اللہ کے ولی سے اصلاحی تعلق کے ضمن میں نفس کشی کی تلخیوں کو جھیلا ہو یا نفس کشی کے اس نہایت اہم اور لابدی ضرورت کیلئے ریاضات ومجاہدات کئے ہوں، یا پھر علم کی طلب وجستجو یا جہالت وناواقفیت سے نکلنے کا صالح داعیہ ان کے حصہ میں آیا ہو، یا راہ علم میں ترقی کا شوق وذوق ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اندر موجزن ہو یا علم کے بارے میں خود اعتمادی کے مرض سے محفوظ ہوں تو ایسے اصحاب علم کسی نامانوس اور نامعلوم حقیقت کی تردید وانکار میں عجلت وجلد بازی کے بجائے توقف کی راہ اپناتے ہیں اور اس فن کے بابصیرت رجال کار سے مذاکرہ اور تبادلۂ خیالات کرتے ہیں، نیز اپنی غیر مستقیم اور غیر معتدل رائے سب پر تھوپنے کے بجائے ارباب بصیرت کی تحریرات وتصنیفات کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حقیقت شناسی کی نعمت ان کے حصہ میں آتی ہے اور ایک واضح اور روشن حقیقت کے انکار وتردید کے ارتکاب سے ان کی حفاظت وصیانت ہو جاتی ہے۔

مگر چونکہ انسان عجول واقع ہوا ہے اسلئے ایک نامعلوم حقیقت تک رسائی کیلئے اصحاب بصیرت ورجال فن کی صحبت یا کتب فن کی مراجعت کی طویل اور مشکل گزار راہ اختیار کرنے کے بجائے انکار وتردید کی سہل وسریع راہ اپنا لیتا ہے حالانکہ یہ ارباب عقل ودانش اور اہل علم کا شیوہ وطریقۂ کار نہیں چنانچہ بعض پاکیزہ نفوس نے تو نہ صرف تحقیق وحق کی تلاش کا شوق رکھا بلکہ مدت گزر جانے کے بعد بھی اگر اپنی غیر مستقیم رائے پر اطلاع ہوئی اور مسئلہ کی صحیح تحقیق ہوئی تو اپنی پہلی رائے سے رجوع فرمایا اور اپنے رجوع کو شائع بھی فرمایا۔

بہر حال سبب کچھ بھی ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا تبصرہ وتنقید راہ اعتدال سے دور اور جادۂ استقامت سے منحرف ہے۔

بے شک نزول قران کا اولین مقصد تو انسانیت کی رہبری ہے، اور یہ رہبری فہم قرآن کریم کے بغیر نرے الفاظ کی تلاوت وتزیین سے نہیں حاصل ہو سکتی مگر جیسا کہ ہم شروع کتاب میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں کہ منشأ خداوندی کے اصل مترجم سرور کونین ﷺ نے زبردست حکمت عملی سے امت کو گانے بجانے اور فسق وفجور پر مشتمل اشعار سے تسکین فطرت کی گمرہی سے نکال کر قران کریم کی تلاوت میں مصروف فرمایا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے خطابت کے مختلف اسالیب کے ذریعہ امت کو اپنی طبعی وفطری تقاضہ کو پورا کرنے کیلئے حسن قراءت کی راہ پر ڈالا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ ﷺ نے نہ صرف تحسین قراءت وتزیین کی تصویب فرمائی بلکہ متعدد مواقع میں اس کی تحسین بھی فرمائی اور خوش الحان قراء کی تشجیع فرماتے ہوئے کبھی انہیں قابل فخر بھی فرمایا، غالباً یہ نقاد اس مرکزی نقطہ کو ملحوظ اور اس ناحیۂ خاص پر نظر نہیں رکھ پائے ہیں۔

(۱) دیکھئے! حضرت سالم مولی ابی حذیفہؓ کو سرکار دو عالم ﷺ کی طرف سے دی گئی تبریک وداد تحسین "الحمد الله الذی جعل فی أمتی مثل هذا" میں غور فرمائیں کہ کوئی "ما شاء الله" اور "سبحان الله" سے حسن الصوت قاری کی کیا تحسین کرتا؟ حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی جو خود حسن الصوت ہیں فرماتے ہیں کہ ہم رب کریم کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے میری امت میں ایسے حسن الصوت قراء پیدا فرمائے، یہ لوگ قابل فخر ہیں۔

(۲) نیز حضرت ابوموسی اشعریؓ کی قراءت کے حسن سے محظوظ ومتاثر ہو کر محبوب خدا ﷺ نے آفرین! آفرین! فرماتے ہوئے فرمایا "لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داود" خیال فرمایئے کہ ہادیٔ عالم ﷺ اس خوش الحانی پر کوئی تبصرہ وتنقید نہیں فرماتے ہیں بلکہ تحسین فرماتے ہوئے داد سے نواز رہے ہیں، اور آگے دیکھئے!

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقیہ صحابی رسول ﷺ نے جب حسین وجمیل آواز کے حامل زاذان نامی گویئے کو سنا جو کہ کوفہ میں مجلس مئے نوشی کو عشقیہ اشعار سے گرما رہا تھا تو آپ نے فرمایا "ما أحسن هذا الصوت! لو كان بقراءة القران كان أحسن"۔ (مرقات)

(۴) حضرت عمر فاروقؓ لحن داؤدی میں حسین وجمیل اور پر تاثیر تلاوت سننے کے شوق میں حضرت ابوموسی اشعریؓ سے فرماتے "ذكرنا ربنا يا ابا موسى" اس پر حضرت ابوموسیٰؓ شاندار اور بے خود کر دینے والے انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور حضرت عمرؓ زار وقطار روتے۔

(۵) حضرت امام شافعیؒ کے معاصرین اجتماعی طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یاد الٰہی میں ڈوب جانے کے شوق کا اظہار کرتے ہوئے حسن قراءت کی درخواست کرتے اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر امام شافعیؒ اپنی خداداد خوبصورت آواز اور درد آمیز لہجے میں قرآن کریم کی ایسی تلاوت فرماتے کہ لوگ زار وقطار روتے، لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں تو حضرت امام شافعیؒ قراءت ختم فرمادیتے کہ کسی کی روح نہ نکل جائے۔

(۶) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ رات کی تنہائی میں اپنی پیاری آواز اور پرسوز انداز میں تلاوت فرماتے اور لوگ اپنے اپنے بستر چھوڑ کر آپ کے پاس جمع ہوجاتے جس پر حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے کہ آپ لوگوں کو سونے نہیں دیں گے کیا؟ جس پر آپ قراءت بند فرمادیتے۔

(۷) ہمارے اکابر، اصحابِ معرفت وسلوک میں حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ایک بڑی بزرگ اور نامور شخصیت ہیں، حضرت کے صاحبزادۂ محترم جناب مولانا منت اللہؒ مونگیری ایک واقعہ قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ اور اپنے والد محترم مولانا محمد علی مونگیریؒ کے درمیان ملاقات کا بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کو اپنی خانقاہ میں ٹھہرایا، دوسرے دن فجر کی نماز کے بعد شیخ القراء قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ سے مولانا مونگیری نے فرمایا آپ میرے کمرے میں تشریف لائیں، چائے وہیں پئیں گے، حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا دستور تھا کہ صبح کی نماز کے بعد چائے پیتے تھے، شیخ القراء جب کمرے میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے تو مولانا مونگیریؒ نے قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے فرمایا قاری صاحب ایک رکوع سنادیجئے! قاری صاحب نے ایک رکوع تلاوت فرمایا، سن کر حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ پر رقت طاری ہوگئی، فرمایا اور سنادیجئے! حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ نے ایک رکوع اور تلاوت فرمایا، اس بار قاری صاحب بھی رو پڑے، اس طرح سما بندھ گیا، تلاوت کے ساتھ دونوں روتے جاتے یہاں تک کہ یہ سلسلہ دن کے ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا، جو لوگ کمرے سے باہر بھی موجود تھے وہ بھی رو رہے تھے، غرض اس روز چائے پینے کی نوبت ہی نہ آئی۔ (تذکرۂ منبع علوم وفنون ص/۳۳۹-۳۴۰)

(۸) اسی طرح مشہور ومعروف مؤرخ ابن جبیر الأندلسی اپنے سفرنامہ" رحلة ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبیر ''میں علامہ ابن القیمؒ جوزی کی وعظ ونصیحت اور علم وادب کی مجالس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ومن أبهر آياته، وأكبر معجزاته، أنه يصعد الممبر ويبتدئ القراء بالقران، وعددهم نيّف على العشرين قارئا، فينتزع الإثنان منهم أو الثلاثة آية من القراء ة يتلونها على نسق بتطريب وتشويق، فإذا فرغوا تلت طائفة أخرى على عددهم آية ثانية، ولا يزالون يتناوبون آيات من سور مختلفات إلى أن يتكاملوا قراء ة، وقد أتوا بآيات مشتبهات، لا يكاد المتقد الخاطر يحصلها عددا، أو يسميها نسقا.

ان کی مجلس کی واضح ترین علامت اور سب سے بڑا اعجاز یہ تھا کہ وہ ممبر پر تشریف لاتے اور بیس سے زائد قراء کرام باری باری قران پاک کی تلاوت فرماتے، پھران قراء کرام میں سے دو یا تین قراء ایک آدھ آیت کریمہ کا انتخاب کرتے اور بڑے شوق وذوق اور وجد وطرب کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس کی تلاوت کرتے، پھر جب وہ تلاوت سے فارغ ہوجاتے تو ایک دوسری جماعت کسی دوسری آیت کریمہ کی تلاوت کرتی پس وہ مختلف سورتوں کی مختلف آیات باری باری تلاوت کرتے، جنہیں کوئی روشن ضمیر شخص شمار کرسکتا نہ ہی بالترتیب بیان کرسکتا تھا، (مختارات من أدب العرب، ج/۲، ص/۱۰۴) (رحلة ابن جبير الأندلسي ص/۱۹۷)

مشتے از خروارے کے پیش کئے گئے ان چند شواہد نے یہ واضح کردیا کہ تحسین قراءت وخوش الحانی ہمارے ان اکابر واولیاء اللہ کی زندگی کا روشن باب تھا اور سرکار دوعالم ﷺ کی طرف سے انہیں عنایت فرمائی گئی داد وتحسین بھی ان کی خوش الحانی اور پر کیف انداز ولہجوں کے عوض تھی، اسی طرح بعد کے طبقہ میں بھی خوش گلو قراء کرام نے خلق خدا سے ہزاروں قلوب میں جو جگہ پائی اور بندگان خدا کو جو کیف وسرور بخشا ہے وہ بھی ان کی حسین آوازوں اور پرسوز لہجوں سے کی گئی پر کیف قرائتوں ہی کا ثمرہ تھا۔

اس لئے مزاج کی صحت اور ظرف کی وسعت کا مقتضی یہ ہے کہ ہم بھی خوش الحان قراء کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءت پر بجائے صرف تنقید، تبصرہ وتردید کے کچھ تائیدی وتشجیعی انداز اختیار کریں اور اس کے ساتھ ساتھ دعوت تدبر وتفکر بھی۔

خوش الحان قاری سے قراءت

بلکہ قارئین کو یہ پڑھ کر خوشی ہوگی کہ ہمارے یہاں مجالس میں کسی حسن الصوت قاری سے قراءت کروانے اور اس کی خوش الحانی سے لطف اندوز ہونے کا جو رواج ہے وہ کوئی دور حاضر کی پیداوار نہیں ہے، یہ تو قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں نقل فرماتے ہیں "واخرج ابن أبی داود من طریق ابن أبی مسجع قال کان عمر یقدم الشاب الحسن الصوت لحسن صوته بین یده القوم" (ج/۹، ص/۱۱۴)

حضرت عمر فاروقؓ جیسے فارق بین الحق والباطل کا یہ معمول مبارک رہا کہ آپ لوگوں کے سامنے خوش الحان قاری سے تلاوت کرواتے تھے۔

غور فرمائیے! یہاں نمونے کے طور پر پیش کیے گئے واقعات میں دی گئی داد وتحسین تدبر وتفکر پر نہیں بلکہ نرے الفاظ کی حسین تلاوت وقراءت ہی پر ہے اور اب تک کسی نے اس پر مظاہرۂ فن کا طعن نہیں کیا، اگر حسن قراءت کی کوشش اور اس کا اہتمام نیز مجامع ومحافل میں اس کو پیش کرنا خلافِ شرع ہوتا یا تدبر وتفکر کے منافی ہوتا تو کیا حضور اکرم ﷺ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین وتبع تابعین جیسے نفوس قدسیہ اس کا شوق رکھتے؟ ہرگز نہیں!

اب ہم غور کریں! اور اپنی وسعت ظرفی اور تلاش حق کے جذبۂ صادق کا ثبوت پیش کریں کہ ہماری ان مجالس میں حسنِ صوت کے حامل یہ رجال بھی تو اپنی موہوب من اللہ آواز میں دائرۂ تجوید کا خیال رکھتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور حاضرین کے دلوں کو گرماتے ہیں ان کی پرتاثیر قراءت دلوں کی دنیا بدل دیتی ہے، ان مجالس کے شرکاء جو سراپا شوق ہوتے ہیں وہ اپنی روحانیت کو استماع قرآن سے ترقی دینے کے پاکیزہ جذبہ سے شریک ہوتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن قراءت سے ان کے قلوب متاثر ہوتے ہیں اور وہ قرب خداوندی کے منازل ومدارج طے کرتے ہیں اور ان کے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔

اگر آج بھی کسی حسن الصوت قاری کی پرسوز قراءت کو ایسے نیک جذبہ اور داعیہ سے سنا جائے تو کیسے عمدہ اور بابرکت نتائج مرتب ہوتے ہیں، اور کیوں نہیں ہوں گے؟ اور اگر نہیں ہوتے تو سامع خود اپنا جائزہ لے، ورنہ جس بارش سے بعضے زمینوں میں کچھ نہیں اگتا یا کانٹے اگتے ہیں اسی بارش سے کچھ زمینیں لالہ زار ہو جاتی ہیں۔

نیز غور فرمائیں کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت عمر فاروقؓ وغیرہم نے ایسی حسین وپرتاثیر قراءت پر تنقید وتبصرہ نہیں فرمایا اور نہ ہی اس کا انکار فرمایا اور نہ ہی اس کو منافی تدبر سمجھا کیونکہ حسن قراءت اور تدبر وتفکر دونوں مستقل دو الگ چیزیں ہیں۔

پھر غور طلب امر یہ بھی ہیں کہ ایک بڑی مجلس میں جہاں ایک دو قاری چند منٹ کلام الٰہی سے کچھ آیات تلاوت کرتے ہیں وہیں اس سے کئی گنا وقت کچھ اہل علم اپنی علمی گفتگو سے حاضرین کو تدبر وتفکر فی القران کی دنیا میں سیر کراتے ہیں اور حاضرین ان کے ملفوظات سے قران کریم کو سمجھنے کی پاکیزہ سعی بھی کرتے ہیں، اب ظاہر ہے کہ دونوں کا وقت الگ الگ ہے اور تدبر وتفکر کا وقت قرأت سے کہیں زیادہ ہے، اس کے باوجود اس طرح کا تبصرہ وتنقید دو حقیقتوں کے مابین تمیز نہ کر سکنے اور ان میں خلط کر دینے یا کسی عامل خارجی کا لازمی نتیجہ ہے جو یقیناً غلط کہلائے گا۔

پھر مدارس عربیہ کے نصاب میں قرأت اور فہم قران دونوں الگ الگ علم کی حیثیت سے داخل نصاب ہیں جن کو دو الگ الگ درسگاہوں میں پڑھا پڑھایا جا رہا ہے، کوئی الفاظ کو سنوارتا ہے، تو کوئی معانی ومطالب کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح فرد واحد کو دونوں چیزوں سے آراستہ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں، بس بات صرف اتنی ہے کہ درسگاہ الگ ہے، نصاب الگ ہے، اساتذہ الگ ہیں اور وقت الگ الگ، اس کے باوجود ایک کا انکار اور دوسرے کی تائید اور ایک کو دوسرے کے منافی کیونکر سمجھا جا رہا ہے؟ پھر طبائع واذواق بھی مختلف ہوتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز صلاحیتیں بھی جداگانہ ہوتی ہیں ان میں خلط کرنا بھی اصحاب تدبر وتفکر کی شان کے خلاف ہے۔

نیز جب صوتی حسن سے لطف اندوز ہونا، گنگنانا اور اس سے تسکین وتسلی حاصل کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے اسلئے ہر شخص اپنے فطری جذبات کی تسکین کیلئے اس راہ کو ضرور اختیار کریگا خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو، نیز یہ بھی ایک بدیہی امر ہے کہ جیسے تدبر وتفکر کے مزاج کی تسکین تحسین قرأت سے نہیں ہوتی اسی طرح جذبۂ تحسین کی تسلی تدبر سے نہیں ہوتی، انسان کی طبیعت وفطرت کے یہ دو الگ الگ داعیہ ہیں بلکہ بہت سے بندگان خدا تو اپنے اس طرح کے فطری جذبہ کی خاطر ناجائز راہیں بھی اپنائے ہوئے ہیں، نیز اہل باطل کی طرف سے اس کے شیوع وضیوع کیلئے نت نئی کوششیں دنیا میں جاری ہیں ایسے دور میں اس کے برعکس کچھ نیک نفوس اپنے فطری جذبہ کی تسکین کے خاطر حکم شرعی کے بموجب حسن الصوت قاریٔ قرآن یا نعت خواں کی مجلس میں شرکت کرتے ہیں۔

بلکہ یہ حضرات اپنے گھروں پر یا اگر سفر پر ہوں تو گاڑیوں میں بذریعہ سی ڈی یا موبائل بجائے گندے قسم کے گانے بجانے کے ان قراء کی قرائتوں کو سنتے ہیں اور اپنے خاطر کی تسکین کے علاوہ اپنی روح کو پاکیزگی بھی بخشتے ہیں۔

نیز اس طرح کی مجالس سے آداب تلاوت، انداز قرأت اور حقوق قرآن کریم کی ادائیگی کا کسی درجہ میں احساس کرایا جاتا ہے جس سے عامۂ غفلت ہے جس کی طرف ہمارے مشائخ حقہ نے مختلف طریقوں سے توجہ دلائی ہے۔

چنانچہ آیت کریمہ ''وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا'' کی تفسیر میں عجمی وغیر صحیح تلفظ میں نزول کے خلاف تلاوت کرنے والوں کو اس میں داخل فرمایا ہے۔

اور حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف ''فروع الایمان'' میں تجوید یعنی منزل من اللہ ادا سے متعلق عام وخواص کی بے توجہی کا شکوہ ہی نہیں بلکہ ''وقال الرسول یا رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِن قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا" کا مصداق قرار دیا ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ آگے آپ تحریر فرماتے ہیں "بہرحال علماء نے اس کو مل جل کر ختم کر دیا ہے"

کاش کہ فکر مثبت ہوتا

یہ کیسی عجیب اور غیر معقول بات ہے کہ یہی ارباب تدبر و تفکر اور حضرات خواص برسوں سے اپنے درس یا وعظ سے قرآن کریم اور حدیث شریف کی بہت عمدہ تفسیر و تشریح فرماتے ہیں آیات کے اسرار و غوامض کو خوب عمدہ انداز میں بیان فرماتے ہیں مگر انہیں کبھی حقِ تلاوت، تلفظ و ادا کی صحت کے بیان کا موقع نہیں ملتا اور اگر امت کا ایک طبقہ شریعت کے ایسے اہم اور ضروری حکم و نا ہیہ سے (جس کی اہمیت کو بیان کرنے کا یہ موقع نہیں) امت کو آگاہ کرتا اور لسان نبوت علی صاحبہ الصلوۃ والسلام سے صادر تلفظ و ادا کی اپنے درس اور تقریر و تحریر سے شرح کرتا ہے تو کبھی اس طرح کے مجامع میں تلاوت کر کے عملی نمونہ پیش کرتا ہے کہ لوگوں کو ایک حکم شرعی کے سمجھنے کا موقع ملے اور دل میں داعیۂ عمل پیدا ہو تو ان خدام قرآن کریم اور حاملین اداء رسول ﷺ کو "فن کا مظاہرہ" کرنے کا الزام دیا جاتا ہے، قسمت دیکھئے ان حاملین قران کی کہ بہترین زبان، شاندار ادب، عمدہ تعبیرات کے دھنی اور مثبت فکر کے حاملین حضرات کی وسعت ظرفی سے تو یہ امید تھی کہ وہ یہ کہتے کہ بھائیو! یہ قراءت و تلاوت ہمیں اور آپ کو حق تلاوت اور اداء رسول ﷺ کی پاسبانی کی اور اس باب میں ہونے والی غفلت سے باز آنے کی خاموش دعوت دیتی ہے نیز "رب، قاری للقرآن والقران یلعنه" کے اولین مصداق وہ لوگ ہیں جو بوقت تلاوت الفاظ قرانی کے منزل من اللہ اور ماموربہ طرز تلفظ کا اہتمام نہیں کرتے یہ لوگ ایک حکم شرعی سے عدول کئے ہوئے ہیں یا یہ کہتے کہ یہ چند منٹ تھے جو الفاظ قرانی سے متعلق تھے، آیئے! اب ہم معانی و مطالب قرآن میں غور و فکر کرتے ہیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر کیا یہ المیہ نہیں

یا اس کو مثبت انداز اور ظرف کی وسعت سے یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ ہم اس مجمع کے شریک نیک نفوس حضرات کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی اس مجلس میں حق تلاوت، تلفظ وادا کی صحت، خوش الحانی کی رعایت اور معانی قرآن میں تدبر و تفکر جیسے سارے ہی اہم وضروری امور کا دھیان رکھا، اور اپنی اس حسین مجلس کے گلدستہ کو ان تمام خوبصورت پھولوں سے سجانے کی کوشش کی ہے۔

لیکن حیف ہے تنگ ظرفی پر کہ اس کو فن کا مظاہرہ کہا جاتا ہے، ہم تو زندگی بھر کی سینکڑوں تقاریر میں ایک مرتبہ بھی اس فن شریف کی دعوت نہ دے سکے اور اگر کوئی بندۂ خدا اپنے گلے اور سینہ کو تھکا کر بندگان خدا کو ایک حکم خداوندی کی طرف دعوت دیتا ہے تو اسے ملعون کہا جا رہا ہے، ہاں! اگر اس میں کوئی کمی، خامی یا کوئی چیز قابل اصلاح ہو تو نصیحت، ہمدردی اور خیر خواہی کے انداز میں ''ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة'' کی روشنی میں ضرور اصلاح ہونی چاہئے۔

بلکہ اگر یہ ارباب تنقید حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کی اس معروض میں غور فرماتے تو ان کی یہ کڑھن اور گھٹن کافور ہو جاتی کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے جب رات کی خاموش فضا میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی پر کیف تلاوت سن کر اپنے تأثر کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا'' لقد أوتیت مزمارا من مزامیر ال داود'' تو اس پر حضرت ابوموسیؓ نے تطییب قلب نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام کے شوق میں عرض کیا'' یا رسول اللہ! ''لو علمت انک تسمع'' اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری قرأت کو سرکار ﷺ کے بابرکت سامعہ کی توجہ حاصل ہے تو ''لحبرته لک تحبیرا'' میں اور بنا سنوار کر عمدہ لہجوں میں پڑھتا، دیکھئے! اس پر بھی حضور اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ لوگوں کیلئے فن کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا جو حدیث تقریری ہے جو کہ خاموش تصویب وتائید ہے۔

تطییب قلب مومن عبادت ہے

اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائیں حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی علیہ الرحمۃ کو کہ آپ نے اس عقدہ کو حل فرمایا اور ایک بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا اور مشاق قراء کرام کی حسین قرأت پر ہونے والے الزامات کی حقیقت کو واشگاف فرمایا اور مزاج شریعت سمجھنے میں بڑے بڑے لوگوں سے ہونے والی غلطی کو واضح فرمایا (جیسا کہ ماقبل میں گذر چکا)۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں "کسی مؤمن کا تطییب قلب یہ خود عبارت ہے چاہے بقصد عبادت نہ ہو، تطییب قلب بہر حال موجب اجر ہے، اس کی ایک حدیث مجھے بڑی تائید ملی، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ایک بار جہر سے تلاوت کر رہے تھے، سرکار دو عالم ﷺ تک آواز پہونچ رہی تھی اور ان کو اس کا علم نہ تھا جب وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی خوش آوازی کی تعریف فرمائی اور فرمایا "لقد أوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد" یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی خوش آوازی دی ہے جیسی حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو "لحبته تحبیرا" یعنی میں اور زیادہ سنوار کر پڑھتا، اس حدیث سے میں نے یہ مسئلہ سمجھا کہ اگر کوئی دین کا کام مخلوق کی رضا کیلئے کیا جائے تو ایسا کرنا ہر حال میں ریا نہ ہوگا بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ اس مخلوق کے ساتھ علاقہ کی وجہ کیا ہے؟ دین یا دنیا؟ اگر علاقہ کا سبب دین ہے تو وہ ریا نہیں اور اگر دنیا ہے تو ریا ہے جیسا کہ اس حدیث کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے چونکہ حضور ﷺ کو خوش کرنا دین تھا کیونکہ حضور ﷺ سے جو تعلق تھا وہ دین ہی کی وجہ سے تھا اسلئے حضور ﷺ کو خوش کرنے کیلئے سنوار سنوار کر قرآن پڑھنا ثواب تھا ریا نہ تھا، مجھے اس کے قبل اس معمول کے متعلق بڑا تردد تھا کہ لوگ قاریوں سے رکوع سنانے کی فرمائش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور وہ خوب سنوار کر خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے ہیں تا کہ سامعین کا دل خوش ہو اس وقت عموماً ثواب کی بھی نیت نہیں ہوتی، مجھے اس کے متعلق سخت تردد تھا کہ آیا یہ جائز بھی ہے یا ناجائز اور یہ ریا تو نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ محض سامعین کی رضا کیلئے ایسا کیا جاتا ہے، مگر اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ اگر اس سے مقصود مال اور جاہ ہوں کہ خوش ہو کر سننے والا روپیہ دے دے گا یا معتقد ہو جائے گا تب تو ریا اور ناجائز ہے اور اگر یہ نیت ہو کہ یہ خوش ہو گا تو یہ ریا نہ ہو گا کیونکہ اس کا دل خوش کرنا بھی دین کی خدمت ہے اور اس کے خوش کرنے مقصد خدا کا خوش کرنا ہے، غرض اس حدیث پوری تائید مل گئی، اس معمول کی اور اس زور سے پھر مجھے اس کے ناجائز ہونے کا شبہ نہیں ہوا (الافاضات الیومیہ، حصہ دہم ص ۲۳/ ۲۴-۲۳)

ہاں کچھ لوگ ہوں گے جن کا مقصود حسن قرأت سے کوئی دنیوی نفع یا مال ومتاع ہو مگر ایسے مواقع پر بھی بجائے تحسین قرأت پر تبصرہ کرنے کی نیت کی صفائی اور پاکیزگی کی تلقین یہ مصلحین کا شیوہ ہوتا ہے۔

نیز ہر قاری کو اسی عینک سے دیکھنا یہ بھی نیک طینت اور معتدل مزاجی کے موافق نہیں، ورنہ تو دنیا میں کسی کی بھی حسن کارکردگی ایسے ہی الزام کی مورد ہو گی۔

غرض یہ کہ تحسین قراءت وخوش الحانی جو کہ تسکین خاطر وتاثیر قلبی کا باعث ہوتی ہے عنداللہ مطلوب ومستحسن ہے اور اصول وضوابط کے دائرہ میں رہتے ہوئے کی جانے والی خوش الحانی کو ہر دور میں پذیرائی وتلقی حاصل رہی ہے بلکہ نفوس قدسیہ نے ہر زمانہ میں اس کو ذریعہ وصول اور قرب خداوندی کا باعث قرار دیا ہے۔

نیز صحیح خوش الحانی کے حامل قراء سے مجامع میں کلام الٰہی کی تلاوت کروانا اور اس سے کیف وسرور حاصل کرنا خیر القرون کے زمانہ سے چلا آرہا ہے، یہ کوئی دور جدید کی پیداوار نہیں ہے، نیز قرون اولی ہی نہیں بلکہ ہر دور کی معتدل ومنصف مزاجی۔ نے بجائے اس کو مظاہرۂ فن کا طعن دینے۔ کے ہمیشہ اس کو گلے لگایا واستقبال کیا ہے لہٰذا اپنے اس طرز عمل پر نظر ثانی کی ضرورت ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص مثبت فکر کو ایسی منفی گفتگو و تنگ ظرفی زیب نہیں دیتی وہ تو فضلے کو پھینک دینے کا مزاج نہیں رکھتے بلکہ اس کو کسی طرح اور کسی درجہ کارآمد بتلانے کی کوشش کرتے ہیں، نیز جب ہم تدبر و تفکر کی دعوت دیتے ہیں تو خود غور کریں کہ اگر یہی کردار کشی اور مظاہرۂ فن کی الزام تراشی ہمارے ساتھ ہوتی تو.....

رب کریم سے ہمیں یہ دعاء کرنی کہا اللھم اجرنی فلا اجری بجوز فاخطلا آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لجنۃ القراء کی اہم مطبوعات

نمبر شمار	اسماء کتب
۱	المسیرۃ فی اصول القراءات العشر واجرائھا بطریق الطیبہ
۲	فتح الرحمٰن فی شرح خلاصۃ البیان
۳	توضیح الوقف حاشیہ جامع الوقف
۴	حاشیہ الفوائد المحبیہ (جزء اول)
۵	رھبر تجوید
۶	قرآن کریم اور خوش الحانی
۷	القول الجمیل فی مد التاذین و التکبیر
۸	فن تجوید وقرأت مکالمات کے آئینہ میں (اضافہ شدہ)
۹	توضیح المرام و کاشف الابھام
۱۰	خطبۂ استقبالیہ (گجرات میں تجوید وقرأت کی خدمات)
۱۱	مقالہ بعنوان: تجوید وقرأت کے اسباب زوال اور نشأۃ ثانیہ

LAJNAT UL QURRA

Darul Uloom Falah -E- Darain
Tadkeshwar Ta. Mandwi Dist. Surat
Mob. 98798 25967 98794 64947